اسلام اور شرک

372

رانا صابر نظامی

ادارہ تحریکِ اسلامی

۲-اے ساندہ روڈ، لاہور

Marfat.com

DATA ENTERED
25279

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

نام کتاب	اسلام اور شرک
بار	اوّل
صفحات	۲۰۸
تعداد	۵۰۰
مرتب	رانا صابر نظامی
ناشر	ادارہ تحریک اسلامی
	۲-اے سانده روڈ، لاہور
کاتب	سید قمر الحسن ضیغم، لاہور
مطبع	اللہ والا پرنٹرز پریس، لاہور

قیمت : ۱۸ روپے

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱	دیباچہ	۷
۲	لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اعلان	۱۴
۳	اسلام ہی دین اور عبادت ہے	۱۶
۴	لفظ توحید کا غلط استعمال	۲۲
۵	شرک اور دائمی جہنم	۲۵
۶	محض اللہ پہ ایمان	۳۲
۷	قصاصی قوانین اور شرک	۳۵
۸	وراثتی قوانین اور شرک	۳۹
۹	تقسیم وراثت میں مظالم	۴۱
۱۰	معاشیات میں شرک	۴۳
۱۱	حرام و حلال میں تبدیلی اور شرک	۴۹
۱۲	انسانی رشتوں میں حلال و حرام اور شرک	۵۲
۱۳	اسلامی اور مشرکانہ جمہوریت	۵۵
۱۴	معروف کی مزید حقیقت	۶۴
۱۵	انبیاء اور اولیاء کے اختیارات	۶۹
۱۶	مافوق الاسباب میں جن اور فرشتہ کی استمداد	۸۰
۱۷	خدائی اختیارات	۸۴
۱۸	شفا اور رزق کی طلب اور شرک	۸۸
۱۹	بت، قبر اور تصویر کی حیثیت	۹۲
۲۰	اہل بیت بزرگ نافع اور ضار نہیں	۹۴
۲۱	ہر رسول کی قوت و طاقت	۹۹

Marfat.com

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۲۲	انبیاء اور شہداء کی زندگی	۱۰۴
۲۳	ظالم لوگوں کی برزخی زندگی	۱۰۸
۲۴	اکیلے خدا کی پکار	۱۱۵
۲۵	غائب زندگی ۔ موت اور نیند	۱۲۱
۲۶	وفات یافتہ انبیاء اور اولیاء کی حیثیت	۱۲۴
۲۷	اولاد کی طلب اور شرک	۱۳۳
۲۸	اسلامی اور مشرکانہ شفاعت	۱۳۷
۲۹	انسانی اختیارات	۱۴۰
۳۰	اسلامی اور مشرکانہ وسیلہ	۱۴۱
۳۱	نذر و نیاز اور شرک	۱۴۲
۳۲	ایصال ثواب کی حیثیت	۱۴۶
۳۳	خواب اور استخارہ کی حیثیت	۱۵۱
۳۴	باپ دادا کے احکام اور شرک	۱۵۵
۳۵	مشرک حکمرانوں کی اطاعت کا نتیجہ	۱۵۷
۳۶	مردہ انسانی اجسام کی حالت	۱۶۳
۳۷	بشر رسول سے انکار اور شرک	۱۶۷
۳۸	مشرک انسان اور ہدایت	۱۷۱
۳۹	سنت کی آئینی حیثیت	۱۷۵
۴۰	اسلام اور بدعت	۱۸۷
۴۱	ایک غلطی کا ازالہ	۱۸۹
۴۲	دو خدا	۱۹۳
۴۳	اسلام زر خالص کا نام ہے	۲۰۱

Marfat.com

اسلامی انقلاب کیلئے جماعت سازی

اسلام اور فرقہ بندی کے مضمون میں فرقہ پرست جماعتوں اور فرقوں کی مذمت کی گئی ہے۔ اس کے نقصانات اور بربادیوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ لیکن اسلامی انقلاب اور دعوتِ اسلام کے لئے ایک جماعت بن کر رہنے کا حکم صادر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آل عمران کی آیت نمبر ۱۰۴ میں حکم دیا ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

"تم (یعنی مسلمانوں میں سے) ایک ایسی جماعت کا قیام ضروری ہے جو لوگوں کو حکم معروف کی طرف بلائے اور حکم منکر سے روکے۔ ایسی جماعت کے لوگ ہی نجات اور کامیابی پانے والے ہیں"

محمد الرّسول نے فرمایا:

"جماعت پر اللہ کا ہاتھ اور مدد ہے۔ لہٰذا تم جماعت بن کر رہو اور جماعت بغیر صدر اور امیر کے نہیں ہوتی"

جو حکمران دوسری جماعتوں کے ساتھ ساتھ ایسی جماعت پر بھی پابندی لگاتے ہیں وہ گویا خدا اور رسول کے واضح حکم کو مسترد کرتے ہیں، ان کے حکم کو برا جانتے اور دھجیاں اڑاتے ہیں۔ ان ہدایات سے واضح ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی انقلاب کے لئے جماعت بنانا قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ اسلامی انقلاب کو چھوڑ کر اسلام کی چند فروعی باتوں کو بنیاد بنا کر مسلمانوں کو لڑانا اور دشمنوں کی نظر میں گھٹیا بنانا ناقابل معافی جرم ہے۔

Marfat.com

اِنتساب!

میں کتاب "اسلام اور شرک" کو اپنے مرحوم بیٹے یوسف نظامی
سے منسوب کرتا ہوں۔ خدا سے دست بستہ دعا کرتا ہوں کہ خدا
کرے کہ اس کتاب پر عمل درآمد دنیا اور آخرت کے لئے ذریعہ نجات ہو۔

رانا صابر نظامی

Marfat.com

دیباچہ

اسلام محض چند خیالات اور نظریات کا نظام نہیں کہ اسے محض کتابوں سے پڑھ لیا جائے تو بس اس کے تمام رموز ذہن نشین ہو گئے بلکہ دنیا کے تمام خود ساختہ نظاموں سے الگ تھلگ ایک خدائی نظام ہے۔ یہ ایک دعوت اور تحریک ہے۔

ہر دور میں ہر رسول نے جب اسے حکمرانوں اور معاشرہ کے مختلف لوگوں کے سامنے پیش کیا تو مٹھی بھر تھوڑے ہونے کے باوجود اس کے ماننے والوں کو گمنامی اور گوشہ نشینی سے اٹھا کر بگڑے ہوئے باطل پرستوں کے مقابلہ میں لا کھڑا کیا۔ ان لوگوں سے آواز اٹھوائی اور طاغوت و باطل کے دیو قامت لوگوں سے لڑا دیا۔ اسلام داعیان کو ایک ایک کر کے جمع کرتا گیا۔ سعید اور نیک بخت افراد کی تنظیم قائم کی اور جماعت قائم کر دائی۔ تحریک کی شکل میں لوگوں کو جوڑا۔ ہر دور میں اسلام نے لوگوں کی راہنمائی کی۔ تحریک اور تعمیر کا طریقہ بتایا۔ کبھی حضرت نوحؑ کی ظالم قوم کو ٹکرایا۔ کبھی اقوام ثمود اور عاد کا حضرت ہودؑ اور حضرت صالحؑ اور ان کے ساتھیوں سے مقابلہ کرایا۔ کبھی مصر میں حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کو فرعون سے لڑا دیا۔ کبھی حضرت ابراہیمؑ اور لوطؑ کی نمرود سے مڈبھیڑ کرا دی۔ حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا گیا۔ کبھی حضرت عیسٰی علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو ظالم حکمرانوں کا ظلم و استبداد برداشت کرنا پڑا۔ کبھی حضورؐ اور آپؐ کے ساتھیوں کے سامنے مکہ اور طائف کے واقعات۔ کبھی آپ کے ساتھیوں نے حبش کے دلدوز مصائب دیکھے۔ ابوجہل اور ابولہب جیسے متکبرین سے واسطہ پڑا۔ اسلام جب بھی آیا۔ اس نے خاموش طبع لوگوں کو خانقاہوں اور درباروں، گھروں اور جھونپڑیوں سے اٹھا کر بڑے بڑے ظلم پرستوں سے جنگ کرائی۔ یا پھر ان کو اقتدار کی باگیں دے کر ظالم حکمرانوں کا خاتمہ کروا دیا۔ مظلوم اور محرومین کو ان کے پنجہ سے چھڑایا۔

Marfat.com

اسلام کا مطلب جھکنے، سپرد کر دینے اور حق اور الدّین کے آگے اپنی ڈھال گرا دینے کے ہیں گویا انہوں نے الدّین اختیار کر کے اپنے اختیارات کو ختم کر لیا اور ایک غلام خالص کی طرح رات اور دن کے اوقات کو اپنے آقا اور سردار کے حکم کے آگے وقف کر دیا اپنے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام امور میں اس کی غلامی کو پوری طرح اختیار کر لیا ۔ اب ایک مومن گھر اور باہر، عام اور خاص، محکوم اور حاکم کی حیثیت سے اسی قانون کا پابند ہے جس کو اس نے اپنایا ۔ الدّین اسلام کو زندگی کے مختلف شعبوں میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا ۔ الدّین خود ایک عقلی نظام ہے جو علم اور وحی پر مبنی ہے ۔ اس کے مقابلہ پر قیاس اور گمان والا کوئی نظام قبول نہیں کیا جا سکتا ۔ ایمان اور الدّین اسلام کا تقاضا ہے کہ وہ خود بھی اس دنیا میں اور پھر آخرت میں اپنے باقی تمام انسانوں کو فائدہ پہنچائے ۔ آپ کی جد و جہد اس قدر تیز اور متحرک ہونی چاہیئے کہ دنیا کے تمام ممالک میں صرف یہی الدّین اسلام کا قانون لوگوں پر غالب ہو ۔ باقی تمام قوانین کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا جائے ۔ الدّین کا مخالف حاکم نہیں بلکہ محکوم بن کر رہ سکتا ہے ۔ وہ بھی ایک مریض ہے جس کی صحت کے لئے ایک مومن ڈاکٹر کو سعی و جہد جاری رکھنی چاہیئے ۔

حکومت و اقتدار کی اہمیت

حضرت لوط علیہ السّلام نے شرک اور ظلم کے خاتمہ کے لئے اپنی خواہش کا اظہار فرمایا :

قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِکُمْ قُوَّۃً اَوْ اٰوِیْۤ اِلٰی رُکْنٍ شَدِیْدٍ ۝

حضرت لوطؑ نے لوگوں سے کہا کاش میرے پاس حکمرانی اور اقتدار ہوتا تو میں تم لوگوں کو بالکل سیدھا کر دیتا یا کوئی اور مضبوط سہارا ہوتا (یعنی دنیا کا کوئی صالح حکمران میرا مددگار ہوتا)

حضرت لوطؑ کی مشرک قوم زنا ۔ چوری ۔ ڈاکہ اور قتل و غارت کے فوجداری جرائم میں مبتلا تھی ۔ گویا وہ مشرک حکمرانوں کی عابد تھی ۔ جبکہ اللہ کا عابد ہونے سے انکار کر دیا گیا تھا ۔ شاہ پیلاطس نے حضرت عیسٰی مسیح کو اپنے خیال میں پھانسی پر چڑھا کر یہ اطمینان کر لیا تھا کہ

Marfat.com

اب تحریک اسلامی ہمیشہ کے لئے سمندر میں غرق ہوچکی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو ہر حال میں حق کو غالب اور باطل کو مغلوب کرنے کا فیصلہ کرچکا تھا اس نے حضرت مسیح کے پیروکاروں کو اسلامی انقلاب برپا کرنے کی توفیق دی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ صف آیت ۱۴ میں فرمایا :-

فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّھِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰھِرِیْنَ ٥

آخر کار ہم نے مسلمانوں کو ان کے دشمنوں کے مقابلہ پر مدد دی اور وہی فاتح اور غالب ہو کر رہے ۔

مختلف لوگوں نے زندگی کے مختلف اوقات کو اپنی منشا اور خود مختاری کے تحت کئی حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے ۔ جن میں مشہور ترین نظریے حسب ذیل ہیں:

۱۔ شرکِ خالص

انسانوں کے ایک طبقہ نے یہ نظریہ قائم کیا ہے کہ اس دنیا میں کوئی خدا نہیں۔ کوئی خالق اور مالک نہیں۔ کسی نے انسان اور دیگر مخلوق کو پیدا نہیں کیا۔ زمین اور آسمان کا موجودہ نظام آپ سے آپ چل رہا ہے اس کو وہ اتفاقی حادثہ قرار دیتے ہیں۔ ان کے بعد وہ انسان کو کامل اختیارات کا مالک سمجھ کر آزاد اور خود مختار انسان کی حیثیت دیتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ انسان یا اس پر حاکم اپنی اور اپنے اہل ملک کی انفرادی اور اجتماعی زندگی قائم کرنے کا خود مکلف ہے۔ ان کی رائے اور قیاس ہے کہ مافوق کوئی علم اور وحی نہیں۔ ہدایت اور قانون کا کوئی منبع نہیں۔ انسان اور اس پر حاکم کسی بالاقوت کے سامنے کبھی بھی جواب دہ نہیں۔ لیکن بارہا اس انسان کو دیکھا گیا ہے کہ جب کبھی کوئی مشکل ترین وقت آیا۔ بیماری کا سخت غلبہ ہوا۔ موت کا سایہ منڈلاتا دکھائی دیا۔ پانی میں ڈبکیاں کھانے لگا۔ یا زمین میں سخت طوفان میں مبتلا ہوا جنگ کی لپیٹ میں آگیا تو پھر یہ انسان اس خدا کو پکارتا ہے جس نے اس کائنات کو پیدا کیا ہے اور یہی وہ اثر ہے جس کا ازلی قول وا قرار کیا تھا کہ میں شرک نہ کروں گا۔ آپ کے ہر حکم کی اطاعت کروں گا مگر دنیا میں وہ خدا کے رسول کی ہدایت کی طرف جھکنے کے بجائے شیطان نما انسانوں کی ہدایت کی طرف جھک گیا۔

قرآن کو اگر دل و دماغ حاضر کر کے پڑھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنے ماننے والوں کو رعایا نہیں بلکہ حکمران بنانا چاہتا ہے ۔ شرک اور مشرک کی رعیت اور محکوم رہنے

Marfat.com

کی حیثیت کی مخالفت کرتا ہے

یہ اپنے پیروکاروں سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ وہ جنہوں نے جس الدین اسلام کو قبول کیا ہے اس کو غالب اور حاکم بنانے کے لئے اپنی زندگی جیسی عزیز ترین چیز یا اپنے رشتہ داروں اور عزیز واقارب کی زندگی اپنے ہم خیال دوستوں اور ساتھیوں کی زندگی کو قربان کر دے۔ خدا کی یہ کتاب ہمیں ایسا نصب العین دیتی ہے جس کے بہت بڑے حصوں پر اسی صورت میں عمل در آمد ہو سکتا ہے جب مومن لوگوں کے پاس حکومت اور اقتدار ہو۔

قرآن مجید نے اپنے نازل کئے جانے کا یہ مقصد بیان کیا ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ

"اے رسول! ہم نے یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان (ان کے تمام امور میں) فیصلے کرو اس قانون کے مطابق جو تم کو دکھایا گیا ہے"

اس کتاب میں سود کو بند کر دینے کا حکم ہے۔ سرمایہ داروں اور اہل نصاب لوگوں اور زمینداروں سے زکوٰۃ وصول کرنے کی ہدایت ہے۔ سود لینے والے لوگوں کے خلاف اعلانِ جنگ کا حکم دیا گیا ہے۔ قاتل سے قصاص لینے کا حکم ہے۔ چور کے ہاتھ کاٹنے کا ذکر ہے۔ زنا اور قذف پر حد جاری کرنے کا حکم ہے۔ مرنے والے لوگوں کی جائداد اور وراثت تقسیم کرنے کی ہدایت ہے۔ ذمیوں سے جذیہ لینے کا حکم ہے۔ شراب اور حرام اشیاء پر پابندی کا معاملہ ہے۔ اب کیا اسلام کے یہ کام حکومت اور اقتدار کے بغیر ہو سکتے ہیں۔

۲۔ شرک ملاوٹ

دوسرا نظریہ یہ ہے کہ دنیا کا نظام حادثاتی اور اتفاقی نہیں۔ بلکہ اس کا ایک بڑا خدا ہے اس کے ساتھ بہت سے چھوٹے خدا ہیں۔ بڑے خدا نے کچھ اختیارات چھوٹے خداؤں کو دے رکھے ہیں۔ کچھ اختیارات اس نے اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں۔ جب کوئی مافوق الاسباب کام یہ چھوٹے خدا نہ کر سکیں تو پھر بڑے خدا کی طرف رجوع کیا جائے جیسا کہ قرآن مجید نے مختلف اوقات میں ان کی اس کارروائی کا ایک نقشہ واضح کیا ہے۔

شرک ملاوٹ کا نظریہ قرآن مجید کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام کے دور سے چلا ہے۔ اس نظریہ کی ایک مثال یہ ہے۔

يَا شُعَيْبُ أَصَلَوٰتُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ نَتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَنْ

Marfat.com

تَفۡعَلَ فِيۡ اَمۡوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا (ھود)

مشرک لوگوں نے کہا "اے شعیبؑ، کیا تمہاری نماز تجھے یہ سکھاتی اور تعلیم دیتی ہے (ایک خدا کے حکم کی وجہ سے) کیا ہم باپ دادا کے تمام معبودوں اور الٰہوں کی عبادت اور بندگی چھوڑ دیں اور یہ کہ ہم کو اپنے مالوں میں اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق خرچ کرنے اور کمانے کا کوئی اختیار نہ ہو؟

۳ تیسرا نظریہ۔ مشرکانہ رہبانیت:

اس میں بتایا گیا ہے کہ انسان کی حیثیت ایک قیدی کی ہے۔ یہ عورت اور بچے یہ مال و اسباب۔ یہ رشتہ دار اور قریبی۔ یہ حکومت اور اقتدار۔ یہ سرداری اور گورنری۔ یہ زمین اور مکان یہ سونا اور چاندی۔ یہ پھل اور فروٹ اصل میں قید خانہ کی زنجیریں اور کڑیاں ہیں۔ ان سے جتنی جلدی ہو سکے نجات حاصل کر لی جائے۔ جسم کو زیادہ سے زیادہ تکالیف دی جائیں ریاضت اور مجاہدہ میں رات دن صرف کیا جائے۔ ایک خدا کی محبت ہی ہر چیز کی محبت قطعی طور پر ختم کی جائے اور اس محبت کو پہاڑوں، جنگلوں اور ریگستانوں میں رہ کر حاصل کیا جائے یہ فلسفہ مسلمانوں میں عیسائیوں۔ بدھوں۔ ہندوؤں اور اشراقیوں سے آیا۔ اب یہ تصوف کے نام سے ایک مستقل نظریہ قائم ہو گیا۔ جس میں مسلمانوں کا ایک طبقہ بری طرح مصروف ہے کبھی صوفی اس مسلمان اور عالم کو کہا جاتا تھا جو صافی اور خالص اسلام کی تبلیغ کرتا تھا۔ اور تصوف خالص اسلام کا نام تھا۔ جو تمام ملاوٹوں اور آمیزشوں سے پاک تھا۔ مشرکانہ حرکات کے مقابلے میں کہا کرتے تھے کہ میں اسلامی تصوف کا قائل ہوں لیکن یار لوگوں نے اسے بھی گندگی میں لت پت کر دیا۔ اس نظریہ کا مشرک حکمرانوں اور بادشاہوں کو بہت بڑا فائدہ ہوا کہ شریف اور بھلے مانس لوگ سیاسی میدان سے دور ہٹ گئے۔ ان کی دلچسپی ختم ہو گئی۔ مشرک اور منافق حکمرانوں کو اسلام کے خلاف قانون بنانے اور چلانے کا موقع مل گیا۔ پاکستان میں بھلا ہو آیت اللہ مودودی کا جنہوں صوفی صاحب اور پیران عظام کو عزلت و خلوت سے اٹھا کر پاکستان اور عالمی سطح پر اسلام کے غلبے کے لئے کھڑا کر دیا۔

۴ اسلام

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اصل بادشاہ اور حکمران وہ اللہ ہے جس نے زمین اور آسمانوں

Marfat.com

اور ان کے درمیان ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور پھر ہر مخلوق کی ضرورت کی ہر چیز مہیا کر دی ہے۔ انسان کو پیدائشی طور پر رعیّت اور عوام بنایا گیا ہے۔ انسانوں کے لئے زندگی میں نیکی اور بدی کی نشاندہی کے لئے اللہ نے اپنے خاص نمائندوں کو بھیجا۔ انہوں نے اصل بادشاہ کا آئین و دستور پیش کیا۔ اور کہا کہ انسان دنیا میں اصل بادشاہ کا خلیفہ اور نمائندہ ہے۔ نائب اور ماتحت ہے۔ وہ حکمرانی کی صورت میں اپنے جیسے انسانوں پر صرف اصل حکمران کا حکم چلانے کا پابند ہے۔

اسلام اور شرک ایک بہت بڑا مسئلہ ہے جس پر انسان کی دُنیوی اور اخروی کامیابی یا ناکامی کا انحصار ہے۔ قارئین سے گذارش ہے کہ اگر وہ کتاب میں غلطیاں پائیں تو ان کی اصلاح کے لئے آگاہ فرما دیں تاکہ آئندہ ایڈیشن کو زیادہ بہتر بنایا جا سکے۔

کتاب کے لکھنے کے دوران بشیر احمد انصاری، چوہدری محمد علی اور سید محمد رمضان کے مشوروں کا بڑا عمل دخل رہا۔ میں ان کا تہ دل سے شکر گذار ہوں۔

رانا صابر نظامی

یکم ستمبر ۱۹۸۴ء

Marfat.com

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا اعلان

دنیا میں جب بھی کوئی رسول اور نبی آیا۔ جب بھی کسی مسلم اور مومن نے نعرۂ حق بلند کیا تو وقت کے ہر ظالم بادشاہ اور صدر، ہر حاکم اور سردار، ہر جنرل اور کرنل، ہر وزیر اعظم اور اور چانسلر، ہر متکبر اور مترف اس کے مقابلے پہ اتر آیا۔ ہر رسول اور مومن نے بانگ دہل اعلان کیا کہ اس کائنات میں صرف ایک ہی بادشاہ اور حاکم اعلیٰ ہے۔ انسان اس کا پیدا کردہ عنصر ہے۔ انسان مخلوق ہونے کے لحاظ سے خدا کا غلام اور بندہ ہے۔ اس کی ڈیوٹی ہے کہ وہ اپنے آقا کے ہر حکم کی پابندی کرے۔ دنیا کے ہر ملک میں ایک عام انسان اور بادشاہ برابر سطح پر خدا کا غلام ہے۔ ہر بادشاہ اور برسراقتدار انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے قوانین نہیں بلکہ خدا کے قوانین انسانوں پر نافذ کرے۔ اگر وہ خدا کے احکام چھوڑ کر اپنے احکام اس کے بندوں پر نافذ کرتا ہے۔ تو وہ مشرک اور باغی ہے۔ قتل اور چوری، ڈاکہ اور فساد، زنا اور سود کسی انسان کی موت پر وراثت اور جائداد کی تقسیم، نکاح اور طلاق، انسانی رشتوں اور حیوانوں میں حرام اور حلال کی تفریق، نماز اور زکوٰۃ، روزہ اور حج اور اسلام کے دیگر تمام احکام یا چند احکام سے بغاوت ظلم اور شرک ہے۔ اسلام کے پچانوے فیصد احکام اور ضابطے صالح اقتدار اور حکومت کے بغیر نافذ نہیں ہو سکتے۔ اسلام جن مظالم اور برائیوں کو مٹانا چاہتا ہے، انسان کو جن سہولتوں کا حامل بنانا چاہتا ہے وہ حکومت اور اقتدار کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ حکومت اور اقتدار حاصل کرنا کوئی طعنہ اور برائی نہیں بلکہ بہت بڑی نیکی اور خدا خوفی ہے۔ یہ رسولوں اور نبیوں کی سنت ہے یہ صالحین اور مومنین کا شیوہ ہے۔ یہ اسلام کے نفاذ کے لئے مطلوب و مقصود ہے۔ اس کے بغیر انسانوں پر زکوٰۃ اور جزیہ کا نظام نافذ نہیں ہو سکتا۔ عدالتوں میں نظام عدل اور انصاف قائم نہیں ہو سکتا۔ اسلام کے فوجداری اور دیوانی قوانین کا نفاذ نہیں ہو سکتا۔ اس

Marfat.com

کے لئے رسولوں اور نبیوں نے شہید ہونا قبول کر لیا۔ پھانسی کے تختوں پر چڑھا دیئے گئے۔ ملک سے نکلنا منظور کر لیا۔ وطن سے بے وطن ہوئے۔ بیوی بچوں کی قربانیاں دی گئیں۔ جیلوں کو برداشت کر لیا گیا۔ کنوؤں اور گڑھوں، آگ اور پانی میں پھینکا گیا۔ لیکن اس مشن کو نہ چھوڑا جس کو ایک دفعہ حق اور راست سمجھ لیا گیا تھا۔

ہر رسول اور نبی، ہر مومن اور مسلم، ہر بادشاہ اور ظالم سردار کے سامنے ڈٹ گیا۔ اعلان کیا گیا کہ خدا کے سوا کوئی انسانوں پر حکم چلانے والا نہیں۔ کوئی کسی چیز کو حلال سے حرام نہیں کر سکتا۔ کسی واضح جرم پر کوئی ایسی سزا دینے کا مجاز نہیں جو اسلام کی کسی سزا کے خلاف ہو۔ کوئی کسی رشتہ کو حرام سے حلال اور حلال سے حرام قرار نہیں دے سکتا۔ کوئی حاکم خدا کی حدود کو توڑنے کا حق نہیں رکھتا۔ صرف حق ہی قانون ہے، حق کے مقابلے میں ہر قانون ظلم اور فساد ہے۔ فتنہ اور تباہی ہے۔ کسی خود ساختہ قانون کو حق قرار نہیں دیا جا سکتا۔ دنیا کا نہ صرف کوئی بادشاہ اور حاکم بلکہ کسی ملک کی مجلس شوریٰ اور پارلیمنٹ بھی نہ اسلام کے کسی حکم اور ضابطہ کے خلاف کوئی قانون بنانے کی مجاز ہے اور نہ کسی حرام کو حلال اور نہ کسی حلال کو حرام بنانے کا اختیار رکھتی ہے۔ یہ قانون بالاتر ہے۔ اس کو کسی دوسرے ضابطہ سے نہ معطل کیا جا سکتا ہے اور نہ منسوخ۔ یہ قانون سب ضابطوں اور حکموں کو نہ صرف معطل بلکہ منسوخ کر سکتا ہے۔ ملک کے تمام لوگ بھی مل کر کوئی مخالف اسلام ضابطہ اور قانون نہیں بنا سکتے۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو اسلامی قانون کی نظر میں باغی اور مشرک ہوں گے۔ ان کے لئے خدا کا یہ حکم ہے:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ .... حَتّٰى
يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صَاغِرُوْنَ ۝

"ان (حکمرانوں) کو قتل کر دیا جائے جو ایمان نہیں لاتے۔ وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں اور عوام بن کر زندہ رہیں (نہ کہ حکمران)"

اسلام محض ایسا نظام نہیں جس کو مدرسوں اور خانقاہوں میں بیٹھ کر سمجھ لیا جائے۔ یہ ایک تحریک اور دعوت ہے۔ اس نے آتے ہی خاموش طبع اور نیک مزاج انسانوں کو گوشہ نشینی سے نکال کر خدا کے باغی حاکموں اور بادشاہوں کے مقابلہ پر کھڑا کر دیا۔ باطل اور ظلم کے خلاف آواز بلند کرائی۔ وقت کے فاسق اور فاسد لوگوں سے لڑا دیا۔ اسلام

نظریہ کے حامی لوگوں کو ایک ہی جھنڈے تلے جمع کیا۔ گوشے گوشے سے ایک ایک فتنہ پرور اور فسادی کو بھڑکا کر اٹھایا اور اسلام کے حامیوں سے جنگ کروا دی۔ حق اور باطل کے ایک ایک مقام پر راہنمائی کی۔ تعمیر اور تخریب کے راستے کھول دیئے۔ جب بھی اور جس دور میں بھی اسلامی انقلاب کی آواز بلند ہو گی۔ جو جو لیڈر اور کارکن اس دعوت کو لے کر اٹھیں گے ان کے سامنے مکے حبش اور طائف کی منزلیں آپ سے آپ آتی جائیں گی۔ بدر و حنین اور احد و تبوک کے مراحل بھی سامنے آتے جائیں گے۔ وقت کے فرعون اور نمرود، زمانہ کے ابو جہل اور ابو لہب سے جگہ جگہ مقابلہ درپیش ہو گا۔ اس راستے میں یزید اور حجاج جیسے ظالم حکمرانوں سے واسطہ پڑے گا۔ منافق اور فاسق لیڈر آپ کا راستہ روکیں گے۔ خود جھاڑیاں آپ کے کپڑوں کو پھاڑیں گی۔ آپ کہیں لوٹنے جائیں یا نہ جائیں دشمن خود بخود آپ کے گھروں پر شبخون مارے گا۔ آپ کسی کو گالی نہ بھی دیں پھر بھی لوگ گالیوں کی بوچھاڑ شروع کر دیں گے۔ یہ نظریہ اس راستے میں قطعی غلط ہے کہ آپ نہ بھی چھیڑیں۔ آپ نہ بھی کسی کا گلہ کریں۔ آپ خواہ شہر سے باہر نہ بھی نکلیں تو کون لڑائی مول لے گا۔ آپ کا خون پیاسے دشمن کے لئے پانی ہو گا۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دشمنی بھی نہ ہو۔ جیل اور پھانسی کا بھی موقع نہ آئے۔ کوئی گالیاں بھی نہ دے۔ کوئی پروپیگنڈا بھی نہ کرے۔ کوئی تکلیف اور مشقت بھی نہ آئے اور خدا کی رضا بھی حاصل ہو جائے تو یہ فرض محال ہے۔ اگر ان کے سامنے آزمائش کا دور نہیں آتا تو وہ سمجھ لیں کہ وہ اپنے نبیوں کے راستے سے بہت دور تک ہٹ گئے ہیں وہ یہ بھی سمجھ لیں کہ نبیوں والی دعوت پیش نہیں کر رہے ہیں۔

اسلام ہی دین اور عبادت ہے

۱۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْعِلْمُ بَغْیًا بَیْنَھُمْ ؕ

(آل عمران ۱۹)

بے شک اللہ کے نزدیک دین اور نظام ہمیشہ صرف اسلام ہی رہا ہے۔ اس دین سے ہٹ کر جو مختلف طریقے ان لوگوں نے اختیار کئے جن کو (ہر دور میں) کتاب دی گئی تھی۔ ان کی یہ کارروائی صرف اس وجہ کے سوا اور کوئی نہ تھی کہ وہ علم کی موجودگی میں خود ایک دوسرے پر ظلم اور زیادتی کرنے کا پروگرام رکھتے تھے۔

۲۔ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَھُمْ بَیْنَھُمْ ؕ کُلٌّ اِلَیْنَا رٰجِعُوْنَ ۝

(انبیاء ۔ ۹۳)

مگر ان لوگوں نے (جان بوجھ کر) آپس میں اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا

(یہاں امر سے مراد دین ہے۔

۳۔ ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ ھٰذَا ۝

(الحج : ۷۸)

اللہ نے پہلے بھی تمہارا نام مسلم رکھا تھا اور اس قرآن میں بھی (تمہارا یہی نام ہے)

یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے نبیوں کو ماننے والوں کا نام مسلم اور مسلمان رکھا گیا ہے اور امّت کا نام مسلمان امّت یا مسلمان فرقہ یا مسلمان گروہ

Marfat.com

رکھا گیا ہے۔ اور ان کے دین اور مذہب کا نام اسلام ہے۔ ان تینوں چیزوں سے بڑھ کر دوسرے ناموں میں دلچسپی لینا مسلمان کی شان نہیں۔

۴ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (توبہ ۔ ۳۳)

وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو اسلام ہدایت اور نظام حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ تمام نظاموں پر اس کو حکمران بنا دے خواہ مشرکوں اور کافروں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار اور بری لگتی ہو۔

۵ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ۝ اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی ۝ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی ۝ (اعلیٰ : ۱۶ ۔ ۱۹)

بلکہ تم لوگ دنیا کی زندگی کو بہترین سمجھتے ہو۔ حالانکہ آخرت کی زندگی بہترین اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ یہ دین (حضرت ابراہیمؑ سے پہلے رسولوں کی) پہلی کتابوں میں بتایا گیا تھا اور ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں بھی بتایا گیا ہے۔

۶ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ وَمَا وَصَّیْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسٰٓی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ كَبُرَ عَلَی الْمُشْرِكِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ ..... وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ

(شوریٰ ۱۳ ۔ ۱۴)

اللہ نے تمہارے لئے وہی دین (اسلام) بھیجا ہے جس کا حکم نوح کو دیا گیا تھا اور اب جسے (اے رسول) تمہاری طرف وحی کے ذریعہ بھیج رہے ہیں جس کا حکم اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ کو دے چکے ہیں۔ حکم دیا گیا تھا کہ اس دین کو نافذ کیا جائے اور اس میں فرقہ بندی نہ کی جائے۔ اسی بات پر ان مشرکین کو سخت تکلیف ہوئی ہے جس کی طرف (اے رسول) ہم تم کو دعوت دے رہے ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے وہ اپنا دین دکھاتا ہے۔ لوگو! تم فرقہ پرستی اور گروہ بندی اختیار نہ کرو خاص کر اس وقت جب کہ اسلام کا علم آ چکا ہو۔ یہ فرقہ بندی اور فرقہ پرستی تم نے اس لئے اختیار

Marfat.com

کی کہ تم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ظلم و زیادتی کرنا چاہتے تھے۔

۷۔ قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۝

(البقرہ : ۱۳۶-۱۳۷)

اے رسولؐ! ان لوگوں میں اعلان کر دیں کہ ہم تو اللہ پر ایمان لے آئے اور اس تعلیم پر جو ہماری طرف نازل کی گئی ہے اور اس تعلیم اور دین پر جو ابراہیمؑ، اسماعیلؑ، اسحاقؑ، یعقوبؑ اور ان کی اولاد پر نازل کیا گیا تھا۔ جو موسٰیؑ عیسٰیؑ اور دوسرے رسولوں پر ان کے رب کی طرف سے اتارا گیا تھا۔ ہم ان کے درمیان (رسول ہونے کے لحاظ سے) کوئی فرق نہیں کرتے۔ ہم اللہ کے مطیع اور عابد ہیں۔ اگر یہ لوگ (یہودی عیسائی اور حنفی) بھی اسی طرح ایمان قبول کر لیں جس طرح تم نے قبول کیا ہے تو پھر وہ بھی سیدھے راستے پر ہیں۔

۸۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ .... اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ .... الخ

(المائدہ - ۳)

تمہارے لئے مردار۔ خون۔ سور کا گوشت اور وہ (حلال) جانور جو اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ وہ جو گلا گھٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر یا ٹکر کھا کر مرا ہو یا جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو، سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا اور جو کسی آستانے اور مزار پر ذبح کیا گیا ہو (کسی بزرگ کو نافع اور ضار سمجھ کر) نیز یہ بھی تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے کہ تم پانسوں (یعنی فال گیری) کے ذریعے سے اپنی قسمت معلوم کرو۔ یہ سب کام فسق اور حرام ہیں آج کافروں اور مشرکوں کو تمہارے دین سے مایوسی ہو چکی ہے لہٰذا تم ان سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔ آج میں نے تمہارے دین اور نظام کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں اور تمہارے لئے بحیثیت (ضابطہ حیات) دین اسلام کو پسند کر لیا ہے۔

Marfat.com

۹ ۔ قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ (التوبہ۔۲۹)

ایسے لوگوں کو قتل کر دیا جائے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے۔ اور ان چیزوں کو حرام نہیں سمجھتے جن کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے۔ اور دین حق (یعنی اسلام) کو اپنا دین نہیں بناتے (گویا یہ لوگ مشرک ہیں)

۱۰ مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ (یوسف ۔ ۷۶)

۱۰ یوسف اس بات کا مجاز اور مختار نہ تھا کہ وہ اپنے بھائی (بن یامین) کو بادشاہ کے دین اور قانون میں گرفتار کرتا۔

۱۱۔ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ (النور ۔ ۲)

۱۱ ۔ زانیہ عورت اور مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ ان پر ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملہ اور نفاذ میں تم کو دامن گیر نہ ہو۔

۱۲ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۔

(البینہ ۔ ۵)

ان کو حکم نہیں دیا گیا مگر اس بات کا کہ یکسو ہو کر صرف اپنے دین کے قوانین کی پابندی کرو وہ یہ کہ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔ یہی لوگوں کا صحیح دین ہے۔

شرک اور ہمیشہ کی سزا

۱۳ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (النساء ۔ ۱۴)

جو شخص (خواہ حکمران ہو یا عام ہو) اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی نافرمانی کرے گا اس کی حدود کو توڑے گا اللہ اس کو ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈالے گا۔ یہ اس کے لئے ذلیل ترین اور رسوا کن عذاب ہے۔

Marfat.com

جس حکم کی بغاوت، نافرمانی اور عملی زندگی سے جہنم کی دائمی سزا کا ذکر ملتا ہے وہ فعل دنیا میں مشرکانہ ہے۔ کیونکہ شرک کے بغیر جہنم کی دائمی سزا نہیں ہے۔

انبیاء اور اولیاء کا عملی پہلو

وَاِبْرٰهِیْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ......
اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا
فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَیْهِ
تُرْجَعُوْنَ ۝ (عنکبوت: ١٦ تا ١٧)

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ۝ (الشعراء: ٧٨ - ٨٠)

جب ابراہیم نے اپنی قوم سے کہا۔ تم صرف اکیلے اللہ کے حکم کی پابندی کرو۔ اسی سے ڈرو۔ حقیقت میں اللہ کے ساتھ ساتھ تم جن ہستیوں کی بندگی کرتے ہو (یعنی نفع نقصان کا مختار سمجھتے ہو) وہ تم کو کوئی رزق نہیں دے سکتے۔ صرف اکیلے اللہ سے رزق مانگو۔ اسی کی اصل غلامی کرو۔ آخر کار تم اسی کی طرح لوٹائے جانے والے ہو۔

حضرت ابراہیمؑ نے مزید کہا:
جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو صرف وہی اکیلا مجھے شفا اور تندرستی دیتا ہے۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ اِنِّیْٓ اَخَافُ
اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝

(المومن - ٢٦)

ایک روز فرعون نے اپنی کابینہ اور درباریوں سے کہا۔ مجھے اجازت دو تاکہ میں اس موسیٰ کو قتل کر دوں اور یہ اپنے رب کو مدد کے لئے پکار دیکھے۔ مجھے تو بڑا خطرہ ہے کہ یہ تمہارا دین (یعنی ملکی قانون) بدل ڈالے گا یا پھر ملک میں فساد پیدا

Marfat.com

کرے گا۔ (نظام شرک کو بدلنا فرعون کے نزدیک فساد ہے)

عبد اور عبادت کی مزید تشریح

قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ۔

وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝ (ھود: ۸۴-۸۵)

حضرت شعیب نے فرمایا:

اے میری قوم کے لوگو! صرف اللہ کے احکام کی پابندی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی اِلٰہ اور اصل بادشاہ نہیں۔ ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھیرو۔

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ (انفال - ۳۹)

اے رسولؐ۔ ان مشرک (حکمران اور ان کے ساتھیوں) سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی نظام شرک) باقی نہ رہ جائے اور دین پورا کا پورا اللہ کے لئے ہو جائے (یعنی ملک میں اللہ کا دین نافذ ہو جائے) پھر اگر وہ فتنہ اور ظلم سے رک جائیں تو ان کے اعمال کا دیکھنے والا اللہ ہے۔

شاہ فرعون معبود اور اِلٰہ کا لقب بطور مصر کا حکمران ہونے کے لحاظ سے کہلوا رہا ہے۔ جبکہ حضرت موسیٰؑ کا مطالبہ تھا کہ پوری دنیا میں چونکہ یہ انسان صرف زمین و آسمان کے خالق کا خود پیدا کردہ ہے۔ یہ زمین جس پر انسان رہتے ہیں۔ یہ بھی اسی کی ہے لہٰذا اسی کا حق ہے کہ وہ اپنی مخلوق پر اپنے خلیفہ اور نائب کے ذریعہ اپنا قانون اور حکم چلائے۔ اس کے تمام عابدین صرف اللہ کو اپنا حقیقی معبود مانیں اور اس کے احکام پر عمل کریں۔
چونکہ حضرت موسیٰ مصر میں پیدا ہوئے لہٰذا ان کا کام تھا کہ پہلے خدا کے احکام مصر میں نافذ ہوں اور پھر دوسرے ممالک میں یا دوسرے ممالک کے انبیاء اپنے اپنے ملکوں میں خدا کے احکام نافذ کرنے اور کرانے میں کوشش کریں۔

Marfat.com

ان آیات سے پورے دین کے بارے میں نشان دہی ہوگئی ہے۔ گویا دین نماز اور زکوٰۃ کے قیام، حرام حلال کی تقسیم، فوجداری قوانین اور وراثتی احکام کے نفاذ پر منحصر ہے۔ جو سچا مسلمان ہوگا وہ ان سب احکام کے قیام اور نفاذ میں پوری پوری دلچسپی لے گا۔ جو آدمی کچھ کاموں کے نفاذ اور عمل پر تو دلچسپی لیتا ہے اور کچھ احکام کے بارے میں اس کا رویہ مختلف ہے تو اس کے سلسلہ میں مسلمان کو خود سوچنا چاہیئے کہ وہ رب کی پوری رضا کے لئے کام کرتا ہے یا اس کی ناراضگی مول لے رہا ہے۔

تمام انبیاء کرام نے ان سب احکام کے قیام اور نفاذ کے لئے کوشش کی۔ انہوں نے قتل اور پھانسیوں کو قبول کر لیا مگر اپنے اس مشن کو نہ چھوڑا۔ اب ہمیں اندازہ ہو جانا چاہیئے کہ کیا یہ دین جس کی اللہ تعالیٰ نے یہ تشریح کی ہے جس کو آپ نے پڑھ لیا ہے، حکومت اور اقتدار کے بغیر نافذ ہو سکتا ہے؟ جو لوگ حکومت کے حصول کو فرض اور ڈیوٹی نہیں سمجھتے تو گویا وہ پورے اسلام کے نفاذ اور عمل میں کوشاں نہیں وہ گویا خدا کو دھوکا دینا چاہتے ہیں کہ جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔ خدا اسی پر ان کو جنت میں داخل کرے گا حالانکہ یہ بات اسی وقت ممکن ہوتی ہے جب حکومت حاصل کرنے کے تمام ذرائع ختم ہو جائیں۔ لیکن یہ بات قطعی غلط ہے کہ جب حالات سازگار ہوں گے اس وقت یہ کام کر لیا جائے گا۔ کیا ان کا یہ خیال ہے کہ بدکردار اور اسلامی قانون کے باغی لوگ حالات سازگار بنائیں گے۔ انبیاء کی پوری تاریخ گواہ ہے کہ حالات سازگار کبھی بھی نہیں ہوئے بلکہ ان کو سازگار بنایا جاتا ہے۔ آپ نے بغور پڑھ لیا ہے کہ دین اور عبادت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں کہیں کہیں ایک یا دو احکام کو دین اور عبادت کہا گیا ہے اور کہیں کہیں پورے مجموعے کو دین اور عبادت کہا گیا ہے۔ کہیں ناپ تول کو عبادت کہا گیا اور کہیں غیبی حالات میں دعا اور پکار کو کہا گیا۔ اسلام کے وراثتی اور فوجداری قوانین اجناس جانوران اور انسانی رشتوں کے حرام و حلال اور حتیٰ کہ نماز اور زکوٰۃ روزہ اور حج کے احکام کی پابندی کا نام بھی دین اور عبادت ہے۔ لہٰذا یہ الفاظ پورے اسلام پر محیط ہیں۔ انسانوں کے لئے قانون بنانے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ لہٰذا ہم اسلامی جمہوریت اور خدا کی حاکمیت پر یقین رکھتے ہیں۔ صرف انہی معاملات میں اسمبلی اور شوریٰ کے ذریعہ قانون سازی جائز ہے جس میں اسلام نے ہم کو آزاد چھوڑ دیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم تعزیری قوانین خود بنانے میں آزاد ہیں۔ کیپٹل جمہوریت میں خود خدا کے اختیارات پارلیمنٹ کو حاصل ہوتے ہیں۔ یہاں "خدا" صرف وہ ممبران اور ارکان ہیں جو ہر معاملہ میں اتفاق رائے یا کثرت رائے سے قانون بنانے کا اختیار رکھتے ہیں۔ لہٰذا یہ جمہوریت مشرکانہ اور ظالمانہ ہے۔ اس میں تمام حقوق منتخب نمائندوں کو حاصل ہیں۔ جو لوگ ایسی جمہوریت

25279

Marfat.com

کے احیاء اور بحالی کے مدعی ہیں وہ خود ایک مشرکانہ اور ظالمانہ اقدام کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ایسی جمہوریت میں ہر ظالم اور صالح حصہ لے سکتا ہے۔ لیکن اسلامی جمہوریت تعزیری قانون سازی کے لئے صرف انہی لوگوں کو امیدوار بننے کا حق دیتی ہے جن کی زندگی خدا خوفی اور اس کے احکام کی پابندی پر مبنی ہو۔

جن لوگوں نے اسلام کے بعض فرض احکام کو دین اور عبادت کہا ہے اور بعض کو دین اور عبادت سے خارج کیا ہے وہ صرف اپنے نفس اور خواہش کی بات کرتے ہیں۔ وہ ہدایات ضرور نفل اور محض قابل ثواب ہیں جن کو فرض قرار نہیں دیا گیا۔

لفظ توحید کا غلط استعمال

بعض علماء شرک کے مقابلہ میں توحید کے لفظ کو استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ شرک کے مقابلہ میں اسلام کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس طرح اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے۔ اسی طرح شرک بھی ایک نظام زندگی ہے۔ اگر پورے نظام زندگی کے لحاظ سے توحید کا استعمال ہو تو پھر یہ بات قابلِ اعتراض نہیں لیکن جب کوئی عالم محض وفات یافتہ بزرگوں سے مدد مانگنے اور مرادیں طلب کرنے کو شرک اور نہ مانگنے کو توحید پرست کہتا ہے تو یہ صرف ایک بات کی تصدیق کرتا ہے نہ کہ تمام نظام زندگی کو مصدقہ سمجھتا ہے۔ بعض عالم یہاں تک کہہ گزرتے ہیں کہ دنیا میں سکھ، پروٹسٹنٹ عیسائی اور یہودی توحید پرست تو ہیں مگر حضورؐ کی نبوّت کو نہ ماننے کی وجہ سے مشرک ہیں۔ بعض مسلم گروہ حضورؐ کی نبوّت پر ایمان لانے والے تو ہیں مگر وہ وفات یافتہ بزرگوں سے مدد طلب کرنے اور مرادیں مانگنے کی وجہ سے مشرک ہیں۔ حالانکہ ان کا یہ نقطۂ نظر قطعی غلط ہے۔ توحید پرست محض وہی قوم یا وہی انسان نہیں جو صرف آخری نبی پر ایمان رکھتا ہو اور وفات یافتہ بزرگوں سے نہ مدد طلب کرتا ہے اور نہ مرادیں مانگتا ہو بلکہ توحید پرست اور اسلام پرست وہ آدمی یا وہ گروہ ہے جو خدا کے فوجداری اور دیوانی خاندانی اور حرام و حلال کے احکام کے مطابق اپنے تمام انفرادی اور اجتماعی فیصلے بھی کرتا ہو۔ اس کا نظام عدل اور نظام مالیات بھی اسلام کی ہدایات کے مطابق ہو۔

کچھ لوگوں نے سکھوں، پروٹسٹنٹ عیسائیوں اور یہودیوں کو ایک معاملہ میں دیکھ

Marfat.com

کر توحید پرست کا فتویٰ لگا دیا ہے۔ حالانکہ حرام وحلال، دیوانی اور فوجداری مقدمات کے مطابق فیصلے کرنا بھی توحید پرست کی نشانی ہے۔ اور یہ چیزیں ان قوموں میں ہرگز نہیں پائی جاتیں۔ اس لیئے ان کو توحید پرست نہیں کہا جا سکتا۔ توحید کا معنی واحد خدائی طاقت کے ہر قسم کے احکام کی پابندی ہے۔ جب یہ چیز ان لوگوں میں موجود نہیں تو پھر ان کو کیسے توحید پرست کہا جا سکتا ہے۔ توحید پرستی نہ کبھی نصف ہوتی ہے اور نہ کبھی تیسرا حصہ ہوتی ہے۔ اگر اسلام کے فوجداری اور دیوانی اور حرام وحلال کے احکام کی تو کسی مسلم گروہ یا فرد میں پابندی ہو تو وہ بھی ان معنوں میں توحید پرست ہے لیکن یہ ایک حصہ کلی نہیں۔ جبکہ اسلام کے نقطۂ نظر سے تمام احکام کی پابندی کا نام توحید پرستی اور اسلام پرستی ہے۔ جب تک یہ نہ ہو اس وقت تک وہ مومن اور سچا مسلمان نہ ہوگا۔ ویسے صحیح نقطۂ نظر یہی ہے کہ شرک کے مقابل پر توحید نہیں بلکہ اسلام کے لفظ کا استعمال کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے شرک کے مقابلہ میں اپنے نظام کا نام توحید نہیں بلکہ اسلام رکھا ہے۔ لہٰذا دنیا کو اسی نام کا تعارف کرانا چاہیے

شرک اور دائمی جہنم

۱ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰی اِثْمًا عَظِیْمًا ○ (النساء ۔ ۴۸)

اللہ تعالیٰ نے دعویٰ کیا ہے کہ

"بے شک اللہ کسی شرک کرنے والے کو ہرگز نہ بخشے گا۔ اس کے علاوہ جس کو چاہے بخش دے۔ جس شخص نے حقیقی بادشاہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کیا اس نے بہت بڑا ظلم کیا۔

۲ اِنَّهٗ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ○

(المائدہ ۔ ۷۲)

بے شک جو شخص اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرے گا اللہ نے اس پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کی ہمیشہ کی جگہ جہنم کی آگ ہے۔

خدا کے احکام کی پابندی کا نام عبادت اور اطاعت اور اسی کا نام اسلام ہے۔ عبادت کا مادہ عبد ہے اور عبد غلام کو کہا جاتا ہے۔ غلام وہ نہیں جو صرف آقا کے کہنے پر نماز تو پڑھ لے، باقی کام اپنی مرضی سے کرتا رہے بلکہ غلام وہی ہے جو آقا کے سب احکام کی پابندی کرے۔

خدا کے احکام اور ہدایات کی بغاوت اور مخالفت کا نام شرک ہے۔ تمام احکام میں بھی شرک ہو سکتا ہے اور کسی ایک حکم میں بھی ہو سکتا ہے۔ خدا کے احکام کے مقابلے پر کسی دوسرے کے حکم کی پابندی کرنا ہی شرک ہے۔

۳ ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا .... وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُجْرِمِیْنَ ○ لَهُمْ

مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ط (اعراف : ۴۰ تا ۴۱)

یقین جانو! جن لوگوں نے ہمارے احکام کو جھوٹا (یعنی احکام میں شرک) قرار دیا ہے۔ ان کا جنّت میں جانا اتنا ہی ناممکن ہے جتنا سوئی کے ناکے سے کسی اونٹ کا گزرنا۔ مجرموں کو ہمارے ہاں ایسا ہی بدلہ ملا کرتا ہے۔ ان کے لئے جہنّم کا بچھونا ہوگا اور جہنّم کا ہی اوڑھنا۔

۴۔ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ اَتَانِیْ اٰتٍ مِنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یَدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِیَ الْجَنَّةَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَةِ، فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَهِیَ لِمَنْ مَاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا (ترمذی۔ ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

حضرت عوف بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "میرے پاس میرے رب کی طرف سے خبر دینے والا (یعنی جبرائیل فرشتہ) آیا۔ مجھے اس نے اختیار دیا کہ آپ چاہیں تو اپنی آدھی امت کو جنّت میں داخل کرالیں اور چاہیں تو شفاعت کا اختیار لے لیں۔ میں نے شفاعت کا اختیار قبول کرلیا۔ مگر یہ شفاعت اس شخص کو کچھ فائدہ نہ دے گی جو اللہ کے ساتھ شرک کی حالت میں فوت ہوا۔

۵۔ اَللّٰهُ یُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ (حدیث)

اللہ مجھے عنایت کرتا ہے اور میں اس کو تقسیم کرتا ہوں

۶۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُعْبَدُ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَاۗءِهِمْ مَسَاجِدَ (مشکوٰۃ)

"اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنایا جائے کہ لوگ پوری کائنات کا مختار اور ضار بصیر نصیر اور خبیر اور تدبیر نافع اور ضار سمجھ کر اس کی عبادت کریں۔ ان لوگوں پر خدا کا غضب نازل ہوا جنہوں نے اپنے رسولوں اور نبیوں کی قبروں کو نافع اور ضار سمجھ کر بت بنایا تھا۔

۷۔ قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَیْـًٔا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (آل عمران : ۶۴)

Marfat.com

اے رسولؐ! ان یہودیوں اور عیسائیوں کو بتادو کہ تم ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں اور برابر ہے۔ یہ کہ ہم اللہ کے ساتھ ساتھ کسی دوسرے کے حکم کی غلامی اختیار نہ کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔ ہم میں سے اکیلے اللہ کے سوا کوئی ایک دوسرے کو اپنا رب اور معبود نہ بنائے۔

۸- قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِکُ بِہٖٓ اَحَدًا ۝ قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰہِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا ۝ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِسٰلٰتِہٖ ؕ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَاِنَّ لَہٗ نَارَ جَہَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْہَآ اَبَدًا ۝ (الجن: ۲۰-۲۳)

اے رسولؐ! تم اعلان کردو کہ میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ یہ بھی اعلان کردو کہ میں تم لوگوں کے لئے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی کے نفع کا۔ یہ بھی کہہ دو کہ (اگر میں بھی شرک کروں، تو مجھے اللہ کی گرفت سے کوئی نہیں بچاسکتا۔ نہ میں اس کی بارگاہ کے سوا کوئی پناہ گاہ پاسکتا ہوں۔ میرا کام اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ کا پیغام (عمل کی صورت میں) پہنچادوں۔ اب بھی جو آدمی اللہ اور اس کے رسولؐ کی بات نہ مانے گا اس کے لئے جہنم ہے۔ ایسے مشرک لوگ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

۹- فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـہًا اٰخَرَ فَتَکُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ ۝
(الشعراء: ۲۱۳)

(اے رسولؐ) اللہ کے سوا کبھی کسی دوسرے معبود اور الٰہ، حاکم اعلیٰ اور بادشاہ کو نہ پکارو، ورنہ تم بھی عذاب پانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے۔

۱۰- وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُہُوْرِہِمْ ذُرِّیَّتَہُمْ وَاَشْہَدَہُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوْا بَلٰی شَہِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا کُنَّا عَنْ ہٰذَا غٰفِلِیْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَکَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ

Marfat.com

كُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ

(اعراف - ۱۷۳)

اے رسول! لوگوں سے کہہ دیا جائے کہ وہ وقت یاد کرو جب تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور ان کو خود ان کے اوپر گواہ بنا کر پوچھا تھا "کیا میں ہی تمہارا رب نہیں ہوں؟" انہوں نے جواب دیا تھا کہ آپ ہی ہمارے رب ہیں۔ ہم تو اس بات پر گواہی دیتے ہیں۔ یہ ہم نے اس لئے کیا تھا کہ قیامت کے روز تم یہ نہ کہہ دو کہ ہم کو تو اپنے وعدے کا پتہ ہی نہ تھا یا پھر یہ نہ کہنے لگو کہ شرک و کفر کی ابتدا تو ہمارے باپ دادا نے کی تھی اور ہم بعد میں ان کی نسل سے پیدا ہوئے ہیں۔ ہم کو آپ اس قصور میں کیوں پکڑتے ہیں جو غلط کار اور مشرک لوگوں نے شروع کیا تھا۔

اس باب میں قرآن مجید کی تین آیات اور ایک حدیث کو پیش کیا گیا ہے۔ یہاں بتایا گیا ہے کہ جو لوگ قطعی شرک کرتے ہیں یا شرک کا کچھ حصہ کرتے ہیں یا صرف ایک کام میں شرک پڑ جاتے ہیں وہ خدا کے ہاں جہنم کے مستقل سزادار ہیں۔ ان پر اللہ نے جنت کو حرام کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی روحوں سے اس دنیا میں آنے سے پہلے ایک اہم اور سب سے بڑا اور ضروری وعدہ لیا تھا کہ دنیا میں جا کر میرے خلاف شر نہ کیا جائے۔ تمام روحوں نے ایک ساتھ جواب دیا تھا کہ ہم کسی قیمت پر آپ کا شریک نہیں بنائیں گے۔ آپ اصل بادشاہ ہیں۔ ہم آپ کے احکام کی موجودگی میں کسی دوسرے حکم کی پابندی نہیں کریں گے۔ ہم دنیا میں نقصان اٹھا لیں گے۔ نفع کو نظر انداز کر دی گے۔ کسی کے طمع اور لالچ میں آکر آپ کا شریک نہ بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وعدہ لیا تھا کہ لوگ قیامت کے دن کوئی اعتراض نہ کر سکیں۔ وہ یہاں تک بھی نہ کہ کہ آپ نے اپنے باپ دادا کے ہاں پیدا کیا تھا جن کا کام شرک کرنا تھا۔ پھر دنیا میں ر بھیج کر اس بات کا اعادہ کر دیا گیا کہ اے لوگو! اگر تم نے خدا کا کسی کو شریک بنایا س کی ہدایات اور احکام کے مقابلہ میں کسی کے حکم کی دل و جان سے پابندی کی۔ نف باطل اور خود ساختہ ملکی قانون کو پسند کیا تو پھر تمہارا ٹھکانہ مستقل جہنم ہوگا۔ انہوں بتایا کہ یہ دنیا چند روزہ ہے۔ یہاں کے تمام عزیز و اقارب اور مالیات ساتھ چھو

Marfat.com

والے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ شرک کی موجودگی میں نہ کوئی نماز اور نہ کوئی زکوٰۃ، نہ کوئی روزہ اور نہ کوئی حج قبول ہو سکتا ہے۔ ہر قسم کی نیکیاں اور فلاح عامہ کے کاموں کا ثواب ضائع ہو جانے والا ہے۔ یا پھر دنیا ہی میں تعریف و توصیف ہو جائے گی۔ آخرت میں کچھ حصہ نہ ملے گا۔ لیکن یار لوگوں کی اکثریت نے اس دنیا میں آکر وہی کچھ کیا جس سے آگاہ کیا گیا تھا۔ انسان شرک کا بھی ارتکاب کر رہا ہے اور پھر یہ امید لگائے بیٹھا ہے کہ خدا ضرور معاف کر دے گا۔ حالانکہ خدا نے اٹل فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ اپنی تمام رحمت و شفقت اور کرم و بخشش کے باوجود اپنے فیصلے میں تبدیلی نہیں کرے گا۔ اس کے مقابلے میں کوئی بالا تر طاقت اور قوت نہ ہو گی جو اپنے زور سے اللہ کا فیصلہ تبدیل کر والے۔ انبیاء اور فرشتے اور نیک لوگ کسی کے حق میں شفاعت اور سفارش کریں گے جن کو اللہ تعالیٰ اجازت دے گا۔ اجازت کے بغیر کوئی نبی ولی تک بات نہ کر سکے گا۔ یہ ایک اٹل اور قطعی فیصلہ ہے جس میں ترمیم اور اضافہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے اس تنگ کو بھی دور کر دیا کہ شرک صرف بتوں کے سامنے ہاتھ جوڑنے کا نام ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ نبیوں اور ولیوں کی وہ قبریں بھی بت اور معبود ہیں جن قبروں کو نافع اور ضار بنا رکھا ہے۔ اور اسی نفع نقصان کی بنیاد پر جو سجدے کئے جاتے ہیں جو نذریں اور قربانیاں دی جاتی ہیں۔ جو چڑھاوے اور کپڑے دیئے جاتے ہیں جو مال و دولت ان پر خرچ کیا جاتا ہے وہ سب اہل قبور کو خدا اور رب بنانے کے برابر ہے۔ ایسے کام کر کے بھی اگر تم ان کو رب اور خدا نہیں جانتے تو پھر بھی وہ اسلامی اصطلاح میں رب اور خدا ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے لحاظ سے ملک کا وہ بادشاہ اور حکمران بھی رب اور خدا ہے جو خدا کی زمین میں خدا کے بندوں پر اپنے یا اپنی پارلیمنٹ کے غیر اسلامی قوانین نافذ کرتا ہے اور لوگ اس کے ان قوانین پر دل و سے عمل کرتے ہیں۔ ان کو رب اور خدا نہ بھی کہا جائے وہ حقیقت میں اسلامی اصطلاح کے مطابق رب اور خدا ہی ہوں گے۔

قرآن پاک میں ازلی قول اقرار کے نام سے جو اشارات کئے گئے ہیں ان پر بعض غلط اور نااندیش اور مادی دنیا کو قوت کا سرچشمہ قرار دینے والے کہتے سنائی دیتے ہیں کہ موجودہ انسان کے دل و دماغ میں اب کوئی تصور نہیں۔ کوئی احساس اور

Marfat.com

خیال نہیں لیکن وہ بات قطعی طور پر بھول جاتے ہیں کہ انسان کے بالغ ہونے کے بعد ہر مشرک اور ظالم انسان میں یہ تصوّر موجود ہے کہ کائنات کا خدا موجود ہے۔ وہ لوگوں کی عملی زندگی میں محسوس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی اس صورت حال کا قرآن مجید میں جگہ جگہ تذکرہ کیا ہے۔

انسانوں کو مختلف شدید مصائب اور تکالیف میں دیکھا گیا ہے۔ مایوسی کی حالت میں تجربہ کیا گیا ہے۔ موت آنے سے پہلے کی صورت میں یا موت کا سایہ منڈلا رہا ہو تو ایسی حالت میں بے ساختہ انسان کے منہ سے نکلتا ہے کہ اے اللہ بچا لے، تندرستی دے دے۔ موت ٹال دے، مصیبت سے محفوظ رکھ۔ شاہ فرعون دریا میں ڈوبتے وقت کہنے لگا کہ اے اللہ بچا لے۔ کیا اس وقت اسے اللہ نظر آ گیا تھا؟ سمندروں اور دریاؤں میں سخت طوفان میں کٹر سے کٹر مشرک اور خدا کا انکار کرنے والے بھی بے ساختہ پکارتے ہیں کہ اے اللہ بچا لے۔ خشکی میں طوفان میں پھنس جانے والے کافر و مشرک بھی پکارتے ہیں کہ اے اللہ رحم کر۔ آج بھی روس اور چین کے ہسپتالوں میں کٹر سے کٹر کمیونسٹ سخت بیماری سے تنگ آ کر خدا کو مدد کے لئے پکارتے ہیں۔ موت و حیات کی کشمکش میں خدا کو یاد کرتے ہیں۔ حقیقت میں یہ اسی ازلی قول اقرار کا نتیجہ ہے لیکن افسوس ہے کہ اچھے حالات میں ایسا انسان خدا کے احکام کی اطاعت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ خدا نے انسان کی فلاح و بہبود کے لئے اپنے رسول بھیجے مگر انسانوں کی اکثریت نے ان پر جھوٹے الزامات لگا کر یا ان کی تعلیمات اور ہدایات پر دبیز اور گہرے پردے ڈال کر ان میں آمیزش کر کے جاہلانہ تصوّرات اور عملیات پیدا کر دیئے۔ جن مشرکانہ اور حرام کارانہ کاموں سے منع کیا گیا تھا۔ انہی غلط کاموں کو اختیار کر کے رسولوں اور نبیوں کی طرف موڑ دیا۔ شیطان اور اس کے چیلوں کا یہ بہت بڑا کمال ہے کہ ان حرکات کو نبیوں کی طرف منسوب کر کے اپنی نفسانی خواہشات کو جائز قرار دے لیا۔

نماز اور گمراہی

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ

Marfat.com

فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ٥

(مریم - ۵۹)

پھر ان کے بعد وہ ناخلف اور غلط لوگ جانشین ہوئے جنہوں نے نماز تک کو چھوڑ دیا۔ اپنے خود ساختہ پروگرام کی پیروی کی۔ پس قریب ہے کہ ایسے لوگ گمراہی اور تباہی کے انجام میں مبتلا ہوں۔

مذکورہ آیت سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کچھ رسولوں کی شخصیت اور دعوت کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان ہستیوں اور ان کے بہت سے پیروکاروں نے صرف اللہ کے احکام کی اطاعت کی لیکن رسولوں کے بعد ان کی امتوں میں سے کچھ لوگوں نے نماز جیسے اہم حکم کو بھی چھوڑ دیا۔ اس آیت کے بعد دوسری آیت میں کہا گیا ہے کہ اگر انہوں نے اپنے اس رویہ میں تبدیلی کر لی اور عمل صالح شروع کر دیا۔ تو نجات اور کامیابی ہے ورنہ مذکورہ آیت کے مطابق۔ ایسے لوگ آخرت میں تباہی اور بربادی کو پہنچ کر رہیں گے۔ گویا نماز جیسے حکم سے بغاوت اور سرکشی شرک کا ایک حصہ ہے۔

Marfat.com

محض اللہ پر ایمان

ہر مشرک کافر اور ظالم اللہ پر ایمان رکھتا تھا۔ رسولوں کی مخالفت کرنے والے ظالم حکمران اور سردار اور ان کے ہمراہی بھی اللہ پر ایمان رکھتے تھے۔ آج بھی ہندو سکھ عیسائی۔ یہودی۔ صابئی۔ سوشلسٹ اور تمام چوٹی کے مشرک اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ مایوسی کے ہر دور میں ہر مشرک اللہ کو مانتا ہے۔ اسی کو آسمان زمین، رات اور دن کا خالق سمجھتا ہے۔ تمام انسانوں کے لئے پیدا کرنے والا اور بنانے والا جانتا ہے۔ لہذا اللہ کے ماننے میں کسی کو اختلاف نہ ہے جیسا کہ قرآن میں ہر رسول کی ظالم قوم کا ایمان ہے۔

۱ - قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَا اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ

(المؤمنون - ۸۵)

ان لوگوں سے اگر پوچھا جائے کہ یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ملکیت ہے تو یہ ضرور جواب دیں گے یہ صرف اللہ کی ہے۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○

۲ - سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ..... ○ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ۔

(المومنون - ۸۷ تا ۸۹)

ان سے پوچھا جائے کہ ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا کون مالک ہے تو یہ لوگ ضرور جواب دیں گے کہ صرف اللہ مالک ہے۔ اچھا پھر تم اس سے کیوں خوف نہیں کھاتے؟ ان سے پوچھا جائے کہ ہر چیز پر کس کا اقتدار ہے وہ

Marfat.com

کون ہے جو تم کو پناہ دیتا ہے! یہ فوراً جواب دیں گے کہ یہ بات تو صرف اللہ کے لائق ہے۔ جب یہ بات ہے تو پھر کیوں دھوکا کھاتے ہو؟

گویا حضرت نوحؑ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کی قوموں کا اللہ پر تو ایمان تھا۔ فرعون نمرود شداد اور ابوجہل اور ان کے تمام پیروکار اللہ پر ایمان رکھتے تھے۔ اللہ کے ماننے پر کبھی جھگڑا اور اختلاف نہیں ہوا۔ جیسا کہ آج بھی ہندو اور سکھ عیسائی اور یہودی سوشلسٹ اور سیکولرسٹ اور دیگر باطل گروہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اگر کبھی انکار بھی کر دیں تو مایوسی کے عالم میں صرف اللہ کو حقیقت سمجھتے ہیں۔ جھگڑا صرف الٰہ اور معبود ہونے پر ہے۔

ہر رسول کی مشرک قوم اور اس کے سرداروں کا انبیاء سے صرف اسی ایک بات پر جھگڑا تھا کہ اللہ اکیلا الٰہ اور معبود نہیں۔ بلکہ آسمان اور زمین میں بہت سے عناصر الٰہ اور معبود ہیں۔ چونکہ ہر رسول کی قوم کے لوگ ان دونوں الفاظ کے معنی اور مطلب کو خوب سمجھتے تھے۔ لہٰذا وہ اللہ کو اکیلا الٰہ اور معبود ماننے کے لئے تیار نہ تھے۔ ایسی صورت میں انہیں اپنے وقت کے ہر رسول کا حکم ماننا پڑتا تھا۔ اور اپنی من مانی کارروائی کو چھوڑنا پڑتا تھا جس کے لئے وہ رضامند نہ تھے۔ بلکہ اپنے نفسانی احکام کے نفاذ اور عمل کے لئے انکار کرنے والوں کے خلاف جنگ و جدل پر اتر آتے تھے۔ آج بھی ایسے لوگوں کا یہی حال ہے۔ وہ اکیلے اللہ کو اکیلا الٰہ اور معبود ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ایسی صورت میں صرف اللہ کو ہی عادل اور حاکم اعلیٰ اور قانون ساز اور بادشاہ ماننا پڑتا ہے۔ اسی کے قانونِ قصاص اور قانونِ وراثت کو اپنانا پڑتا ہے۔ اسی کے قانونِ حرام و حلال اور نکاح و طلاق کو نہ صرف تسلیم کرنا پڑتا ہے بلکہ اس کے قانون کے مطابق زندگی کے تمام معاملات چلانے پڑتے ہیں۔ پارلیمنٹ اور عدالت۔ منڈی اور بازار۔ پنچائت اور تھانہ، معاشیات اور سیاسیات، امن اور جنگ اور مافوق الاسباب حالات میں اللہ سے فریاد اور پکار میں اللہ کو اکیلا الٰہ اور معبود ماننا پڑتا ہے۔ صرف اسی ایک بات پر انبیاء اور ان قوموں میں جھگڑا تھا۔ ظالم قوم اسی ایک بات کو ماننے کے لئے تیار نہ تھی۔ وہ لوگ اللہ اور دوسروں کو مشترکہ الٰہ اور معبود ماننے پر بضد تھے۔ جن لوگوں نے اسے اکیلا الٰہ اور معبود مانا۔ حقیقت میں وہی لوگ مسلمان تھے۔ افسوس آج مسلمانوں کی صف میں شامل ہونا یا شامل رہنا تو قابل فخر سمجھا

Marfat.com

سمجھا جاتا ہے مگر الٰہ اور معبود ماننے کے لئے بہت کم لوگ ہیں۔ چالیس سے زیادہ مسلم حکمرانوں کی حکومتیں ہیں مگر کسی بھی حکومت کے ہر شعبہ زندگی میں اسلامی قوانین کا مکمل اجرا نہیں۔ اگر کسی ایک شعبہ میں عمل درآمد ہے تو دوسرا شعبہ خالی ہے۔ اس کے باوجود ہم سب کا دعویٰ ہے کہ ہم پکے مسلمان ہیں۔ حقیقت میں بندہ اور غلام ہونے کی حیثیت سے دنیا کے تمام حکمران اور ان کے وزراء اللہ کے قانون کے پابند ہیں۔ اصل حکمران نہیں۔ بلکہ اصل بادشاہ کے گورنر ہیں۔

ہمارے اکثر علماء کا فرض ہے کہ اگر وہ مسجدوں اور مدرسوں کی امامت اور صدارت کے اہتمام اور انتظام کو اسلامی نقطۂ نظر سے اپنا حق سمجھتے ہیں تو پھر حکومت و اقتدار کو کیوں صالحین سے خالی چھوڑا ہوا ہے۔ اسی طرح اگر مسلم حکمران حکومت اور اقتدار کی امامت اور صدارت کو اپنا حق تسلیم کرتے ہیں تو پھر مسجدوں اور مدرسوں کی امامت اور صدارت کو کیوں نظر انداز کیا ہوا ہے۔ جبکہ اسلام اس کام کو بھی ان کا حق دار قرار دیتا ہے۔ دونوں فریقوں میں دین کی دوئی کیوں اور کب تک! کیا مر کر خدا کے ہاں جواب دہی نہ ہوگی؟ کیا اللہ کا غلام ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ہم مالک اور آقا تسلیم کر کے اس کے واضح احکام کی بغاوت کریں؟ کیا اسے غلامی اور بندگی کہنا درست ہوگا؟ کیا دنیا میں کسی غلام کا اپنے آقا سے یہ سلوک بیوفائی اور نافرمانی نہیں ہے؟

مذکورہ آیات میں ایک بات بڑی صراحت سے کہی گئی ہے کہ کچھ عالموں اور لیڈروں نے لوگوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے نقصانات دور کرانے اور اپنے فائدے حاصل کرنے کے لئے دور و نزدیک سے زندہ غائب اولیاء اور دنیا میں وفات یافتہ انبیاء اور اولیاء کو مدد کے لئے پکارا جائے۔ ان کا یہ حکم خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہے۔ لہٰذا یہ شرک ہے اس میں لوگوں نے ایک طرف تو علماء اور لیڈران کو معبود اور رب بنایا ہے۔ دوسری طرف ان انبیاء اور اولیاء کو رب اور الٰہ بنایا ہے جن کو ایسے حالات میں پکارا جاتا ہے۔ گویا ایک وقت میں وہ خدا کے ساتھ ساتھ دو اور طاقتوں کو رب اور الٰہ بنا لیا ہے۔ کاش اسلام کی انفرادی اور اجتماعی عبادات کو اپنایا جاتا تو بہتر ہوتا

Marfat.com

قصاصی قوانین اور شرک

۱۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَ
اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۝ (نحل۔ ۳۶)

ہم نے ہر امت اور قوم میں ایک رسول بھیجا کہ اے لوگو! تم صرف اللہ کے حکم کی پابندی کرو۔ کسی سرکش ظالم اور مشرک کے حکم پر عمل نہ کرو۔

۲۔ وَکَتَبْنَا عَلَیْھِمْ فِیْھَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَیْنَ بِالْعَیْنِ
وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَ
الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِہٖ فَھُوَ کَفَّارَۃٌ لَّہٗ
وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ
...... ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ .... ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

(المائدہ ۵ ۴ ۔ ۴۴ ۔ ۴۷)

تورات میں بھی ہم نے یہودیوں پر یہ لکھ دیا تھا کہ جان کے بدلے جان آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور تمام زخموں کے لئے برابر کا بدلہ ہے۔ پھر جو قصاص کا صدقہ کر دے تو وہ اس کے لئے کفارہ ہے۔ جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلے نہ کریں وہ ظالم ہیں۔ وہ مشرک ہیں اور کافر ہیں۔ وہ فاسق اور حدود سے نکلے ہوئے باغی ہیں۔

یہ آیات اور اشارات ان حکمرانوں اور ان کی پارلیمنٹوں کے لئے ہیں جو ملک کے عوام کے لئے قانون سازی کرتی ہیں۔ یہاں کہا گیا ہے کہ اگر تم اسلام کے

Marfat.com

قوانین کے مقابلے پر دوسرے قوانین اور ضابطے بناتے ہو تو آخرت میں ایسے افراد کی سزا قطعی جہنم ہے۔ کہا گیا ہے کہ تمہارا یہ کام شرک ہے۔ تم ظالم۔ کافر اور فاسق ہو۔ البتہ وہ قانون سازی کرسکتے ہو جس سے اسلام کے کسی ضابطہ کی خلاف ورزی نہ ہو۔

۳۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی ؕ اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی ؕ فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَیْهِ بِاِحْسَانٍ ؕ ذٰلِكَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ؕ فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ وَلَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (البقرہ - ۱۷۹)

اے لوگو! جو مسلمان ہوئے ہو۔ تمہارے لئے قتل کے مقدمات میں قصاص کا حکم لکھ دیا گیا ہے۔ آزاد آدمی نے قتل کیا ہو تو آزاد آدمی سے بدلہ لیا جائے۔ غلام قاتل ہو تو وہ غلام ہی قتل کیا جائے۔ عورت اس جرم کی مجرم ہو تو اس عورت سے ہی قصاص لیا جائے۔ ہاں اگر کسی قاتل کے ساتھ اس کا بھائی کچھ نرمی کرنے کے لئے تیار ہو تو معروف طریقہ کے مطابق خون بہا کا تصفیہ ہونا چاہیئے۔ قاتل کو لازم ہے کہ عدل اور راستی کے ساتھ خونبہا ادا کرے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے (کم سے کم) تخفیف اور رحمت ہے۔ اس پر جو بغاوت اور ظلم کرے اس کے لئے (جہنم کا دردناک اور سخت عذاب ہے۔ تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے۔ امید ہے تم اور (تمہارے حکمران) اس قانون کی خلاف ورزی سے پرہیز کرو گے (یعنی بغاوت اور شرک نہ کرو گے۔)

۴۔ وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا ۝ (النسا - ۹۳)

جو کوئی جان بوجھ کر کسی مسلمان کو قتل کردے اس کی سزا ہمیشہ کے لئے جہنم ہے۔ اللہ ایسے شخص پر غضب ناک ہے اور اس کے لئے لعنت ہے۔

Marfat.com

اس کے لئے سخت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

۵ إِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

(المائدہ : ۳۳)

جو (مشرک) حکمران اور لیڈر اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے بغاوت کرتے ہیں اور زمین میں اسی لئے تگ و دو کرتے ہیں یعنی ایسے لوگ (چوری ڈاکہ اور قتل) کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کر دیا جائے یا سولی پر چڑھایا جائے یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں یا وہ جلاوطن کر دیئے جائیں۔ یہ ذلت کی سزا تو صرف اس دنیا میں ہے۔ آخرت میں اس سے بڑی سزا ہوگی (یعنی جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

۶۔ اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(البقرہ - ۲۷۵)

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اٹھتے وقت اس طرح کھڑے ہوں گے جس طرح شیطان کسی شخص کو آسیب سے باؤلا کر دیتا ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ (مشرکوں) نے عام فروخت کو سود ہی سمجھ لیا۔ حالانکہ اللہ نے عام فروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ پس جو کوئی نصیحت اور ذکر پر ڈٹ جائے (اسے معافی ہے) اللہ کی طرف سے حکم ہے کہ جو پہلے ہو چکا ہے وہ ہو چکا ہے جن لوگوں نے بغاوت کی پس وہی لوگ ہمیشہ دوزخ

میں رہنے والے ہیں۔

۷۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ
اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ
اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ○ (النساء - ۵۹)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول ؐ کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول ؐ کی طرف پھیر دو۔

وراثتی قوانین اور شرک

۱۔ یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ ق لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ج
فَاِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَکَ ج وَاِنْ
کَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ط وَلِاَبَوَیْهِ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا
السُّدُسُ مِمَّا تَرَکَ اِنْ کَانَ لَهٗ وَلَدٌ ج فَاِنْ کَانَ لَکُمْ
وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَکْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِیَّةٍ
تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَیْنٍ ط وَاِنْ کَانَ رَجُلٌ یُّوْرَثُ کَلٰلَةً اَوِ
امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ج
فَاِنْ کَانُوْٓا اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ فَهُمْ شُرَکَآءُ فِی الثُّلُثِ مِنْۢ
بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصٰی بِهَآ اَوْ دَیْنٍ لا غَیْرَ مُضَآرٍّ ج وَصِیَّةً
مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَلِیْمٌ ۝ تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ط
وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ
نَارًا خَالِدًا فِیْهَا ص وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۝ ع

(النساء ۱۱ تا ۱۴)

تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ اگر (میت کے وارث) دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو انہیں ترکے کا دو تہائی دیا جائے۔ اور اگر ایک ہی لڑکی وارث ہو تو آدھا ترکہ اس کا ہے۔ اگر میت صاحب اولاد ہو تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملنا چاہیے۔ اور اگر وہ صاحب اولاد نہ ہو اور

Marfat.com

والدین ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کو تیسرا حصّہ دیا جائے اور اگر میّت کے بھائی بہن بھی ہوں تو ماں چھٹے حصّے کی حقدار ہوگی (یہ سب حصّے اس وقت نکالے جائیں گے) جبکہ وصیّت جو میّت نے کی ہو پوری کر دی جائے اور قرض جو اس پر ہو ادا کر دیا جائے۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد میں سے کون بلحاظِ نفع تم سے قریب تر ہے۔ یہ حصّے اللہ نے مقرر کر دیئے ہیں، اور اللہ یقیناً سب حقیقتوں سے واقف اور ساری مصلحتوں کا جاننے والا ہے۔

اور تمہاری بیویوں نے جو کچھ چھوڑا ہو اس کا آدھا حصّہ تمہیں ملے گا اگر وہ بے اولاد ہوں، ورنہ اولاد ہونے کی صورت میں ترکہ کا ایک چوتھائی حصّہ تمہارا ہے جبکہ وصیّت جو انہوں نے کی ہو پوری کر دی جائے، اور قرض جو انہوں نے چھوڑا ہو ادا کر دیا جائے۔ اور وہ تمہارے ترکہ میں سے چوتھائی کی حقدار ہوں گی اگر تم بے اولاد ہو، ورنہ صاحبِ اولاد ہونے کی صورت میں ان کا آٹھواں حصّہ ہوگا۔ بعد اس کے کہ جو وصیّت تم نے کی ہو وہ پوری کر دی جائے اور جو قرض تم نے چھوڑا ہو وہ ادا کر دیا جائے۔

اور اگر وہ مرد یا عورت (جس کی میراث تقسیم طلب ہے) بے اولاد بھی ہو اور اس کے ماں باپ بھی زندہ نہ ہوں، مگر اس کا ایک بھائی یا ایک بہن موجود ہو تو بھائی بہن ہر ایک کو چھٹا حصّہ ملے گا، اور بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو کل ترکے کے ایک تہائی میں وہ سب شریک ہوں گے جبکہ وصیّت جو کی گئی ہو پوری کر دی جائے اور قرض جو میّت نے چھوڑا ہو ادا کر دیا جائے۔ بشرطیکہ وہ ضرر رساں نہ ہو۔ یہ حکم ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ دانا بینا اور نرم خو ہے۔

یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدیں ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی بغاوت کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کر جائے گا اسے اللہ آگ میں ڈالے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن سزا ہے۔

۲: اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا
نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ط
فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ط وَاِنْ كَانُوْٓا
اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ط
يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○

(النساء - ۱۷۶)

اگر کوئی شخص بے اولاد مرجائے اور اس کی ایک بہن ہو تو وہ اس کے ترکہ میں سے نصف پائے گی۔ اور اگر بہن بے اولاد مرجائے تو بھائی اس کا مالک ہوگا۔ اگر میت کی وارث دو بہنیں ہوں تو وہ ترکے میں سے دو تہائی کی مقدار ہوں گی۔ اور اگر کئی بہنیں ہوں تو عورتوں کا اکہرا اور مردوں کا دوہرا حصہ ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے احکام کی وضاحت کرتا ہے تاکہ تم گمراہ اور مشرک نہ ہو جاؤ۔ اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔

تقسیم وراثت میں مظالم

عرب کے مشرکوں نے حضرت ابراہیم کے قانون وراثت کو چھوڑ دیا تھا۔ حالانکہ ان کا طریقہ وہی تھا جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام نے وضع کیا تھا۔ اہل عرب کا طریقہ تھا کہ جن لوگوں کے درمیان بھائی چارہ یا معاہدہ ہو جاتا تھا وہ اس معاملے کا فائدہ اٹھا کر ایک دوسرے کی وراثت کے مالک بن جاتے تھے۔ منہ بولے باپ کی جائداد کا مالک منہ بولا بیٹا ہو جاتا تھا۔ عورتوں اور لڑکیوں پر جائداد کے معاملہ اور وراثت کو دوسرے حصے دار ہڑپ کر جاتے تھے۔ اس غلط تقسیم کو حق سمجھا جاتا تھا۔ اکثر جائز وارثان کو وراثت سے محروم کر دیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے حکمرانوں اور بادشاہوں۔ ایسے سربراہوں اور عام لوگوں کو ہمیشہ کے لئے دوزخ کی سزا دینے کا اعلان فرمایا جو اسلام کے بجائے اپنے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرتے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ جس جرم پر ہمیشہ کی سزا دوزخ ہے وہ مشرکانہ جرم ہے۔ شرک کا کھلا کھلا ارتکاب ہے۔ اسی طرح یہ دونوں

اور عیسائیوں نے حضرت موسیٰؑ کی کتاب اور احکام میں ور اتنی تبدیلیاں کر لی تھیں۔ اپنی من مانی تقسیم کو تورات سمجھا جاتا تھا۔ یہ تبدیلی کر کے گویا انہوں نے خدا کے احکام کے مقابلہ پر اپنے نئے احکام بنائے اور ان کو اسلام کے کھاتے میں ڈال دیا۔ اس کے بعد یا تو کھلی کھلی بغاوت اور سرکشی کی یا اپنے تیار کردہ احکام کو خدا کے کھاتے میں ڈال دیا۔

معاشیات میں شرک

۱- وَوَیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ کٰفِرُوْنَ ۵ (حٰمٓ السجدہ: ۶: ۷)

تباہی اور عذاب ہے ان مشرکوں کے لئے جو (اپنے مالوں سے) زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔ وہ آخرت کے دن کا انکار کرتے ہیں۔

ڈاکہ اور چوری۔ افیون اور شراب۔ جوا اور زنا۔ رشوت اور ذخیرہ اندوزی سے جو آمدنی حاصل کی جائے وہ حرام ہے۔ خدا کے احکام سے بغاوت، عداوت اور مداخلت ہے۔ حرام چیزوں کو حلال بنانا شرک ہے۔

۲- قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ ...... وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۵

(ھود - ۸۴: ۸۵)

حضرت شعیب نے کہا

"اے میری قوم کے لوگو! تم صرف اللہ کے حکم کی پابندی کرو۔ اس کے سوا کوئی حقیقی بادشاہ اور حکمران نہیں۔ ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو۔

آیت میں پورے تول کو خدا کی عبادت کہا گیا ہے۔ کم تول دینا اور زیادہ تول لینا شیطان اور نفس کی عبادت ہے۔ اس عبادت سے روزی حاصل کرنا شرک اور حرام ہے۔ بھول کر یا حرام کام کو حرام سمجھتے ہوئے کسی ہنگامی غلطی کا ہو جانا شرک نہیں۔

۳- وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ...... وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ۵ فَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا

Marfat.com

بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (بقرہ ۲۷۵ - ۲۷۹)

اللہ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔ جس شخص کو اس کے رب کی طرف سے ہدایت اور حکم پہنچ جائے وہ آئندہ کے لیے سود خوری سے رک جائے .... اس حکم کے بعد جو شخص بغاوت اور مخالفت کرے گا وہ قطعی دوزخی ہے جس میں ہمیشہ رہے گا (اگر تم باز نہ آئے) تو پھر آگاہ ہو جاؤ کہ اب اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے

۴۔ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ٥ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ٥

(توبہ ۳۵)

دردناک اور شدید عذاب کی خوشخبری ہے ان لوگوں کے لئے جو سونے اور چاندی (یعنی مال و دولت) کو جمع کر کے رکھتے ہیں۔ اس کو خدا کی راہ میں (اس کے بندوں پر) خرچ نہیں کرتے۔ ایک دن آئے گا جب اسی دولت پر جہنم کی آگ سلگائی جائے گی اور اسی سے لوگوں کی پیشانیاں پہلو اور پیٹھیں داغدار کی جائیں گی۔ اور کہا جائے گا کہ یہ وہ خزانہ اور سرمایہ ہے جس کو تم نے جمع کیا تھا۔ اب اس سمیٹی ہوئی دولت کا خوب مزا چکھو!

مالیات میں شرک

۵ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ٥

(سبا - ۳۴ - ۳۵)

اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ہم نے کسی آبادی میں کوئی خبردار اور نذیر بھیجا ہو

اور اس آبادی کے سرمایہ داروں نے یہ نہ کہا ہو کہ جس پیغام کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو۔ ہم اس کو ماننے والے نہیں انہوں نے ہمیشہ کہا کہ ہم تم سے زیادہ مال اور اولاد رکھتے ہیں۔ ہم ہرگز (خدا کی طرف سے) عذاب پانے والے نہیں ہیں۔

مشرک اور سرمایہ دار لوگوں کا ہمیشہ یہ کہنا کہ ہمارے پاس مال و دولت بھی بہت ہے افرادی قوت میں بھی ہم تم سے آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ آج اگر خدا ہم کو تمہاری نسبت بہت کچھ دے رہا ہے۔ اقتدار اور حکومت تک ہم پہنچ گئے ہیں تو اسی صورت میں ایسا ہو رہا ہے کہ خدا ہم پر راضی ہے۔ وہ ہمارے ساتھ ہے۔ تمہارے ساتھ نہیں۔ تم تو اس کی نظر میں اتنے حقیر اور مغضوب ہو کہ اس نے تم کو دنیا کی بہت سی نعمتوں۔ مال و دولت باغات کوٹھیاں جاگیر اور حکم کی اطاعت سب کچھ سے محروم اس لئے رکھا ہے کہ تم خدا کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتے یہ غریب اور مزدور لوگ اگر خدا کی نظر میں اچھے ہوتے تو اللہ ان کو ہر قسم کی دولت سے مالا مال کر دیتا۔ اور ہم میں سے کوئی تمہارا مقابلہ نہ کر سکتا۔ اگر ان پر اور رسول پر خدا خوش ہوتا تو ان کے پاس باغات اور کوٹھیاں ہوتیں۔ ان کے پاس دولت کے ڈھیر ہوتے۔ یہ لوگ سونے چاندی میں کھیلتے۔ اور پر عیش زندگی کا لطف اٹھاتے۔ سرمایہ داروں نے اپنی پوزیشن سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ دنیا کی دولت اور اقتدار کو اپنے لئے حق اور صداقت پر ہونے کا معیار قرار دیا۔ غلط غور و فکر نے ان کے اندر انبیاء اور رسولوں اور ان کے ساتھ محبت رکھنے والے مسلمانوں کے خلاف شدید تعصب پیدا کر دیا۔ انہوں نے اسی بنیاد پر اسلام کی مزاحمت کی۔ انہوں نے ہرگز نہ سوچا کہ اس دنیا میں دولت اور اقتدار، حکومت اور سرداری نیکی اور برائی کا نشان نہیں۔ صالح اور طالع کا معیار نہیں۔ معیار صرف کائنات کے بادشاہ کی اطاعت ہے۔ اگر اطاعت ہے تو حقیقی بادشاہ راضی اور خوش ہے اور اگر اس کے احکام کی نافرمانی اور بغاوت ہے تو وہ حکمران اور بادشاہ۔ سرمایہ دار اور سردار۔ کارخانہ دار اور جاگیردار ہو کر بھی خدا کے ہاں ظالم اور مفسد ہے۔ اس کی برزخ اور آخرت تباہ اور برباد ہے۔

کھیتیاں اور شرک

۱۔ وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا ۚ فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ ۗ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○ وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ ـــــ وَقَالُوْا هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۗ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○

ان لوگوں نے اللہ کے لئے خود اسی کی پیدا کی ہوئی کھیتیوں اور مویشیوں میں سے ایک حصّہ مقرر کیا ہے اور کہتے ہیں یہ اللہ کے لئے ہے، بزعم خود، اور یہ ہمارے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کے لئے۔ پھر جو حصّہ ان کے ٹھیرائے ہوئے شریکوں کے لئے ہے وہ تو اللہ کو نہیں پہنچتا مگر جو اللہ کے لئے ہے وہ ان کے شریکوں کو پہنچ جاتا ہے۔ کیسے بُرے فیصلے کرتے ہیں یہ لوگ۔

اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کے لئے ان کے شریکوں نے اپنی اولاد کے قتل کو خوشنما بنا دیا ہے تاکہ ان کو ہلاکت میں مبتلا کریں۔

کہتے ہیں یہ جانور اور یہ کھیت محفوظ ہیں، انہیں صرف وہی لوگ کھا سکتے ہیں جنہیں ہم کھلانا چاہیں، حالانکہ یہ پابندی ان کی خود ساختہ ہے پھر کچھ جانور ہیں جن پر سواری اور باربرداری حرام کر دی گئی اور کچھ جانور ہیں جن پہ یہ اللہ کا نام نہیں لیتے، اور یہ سب کچھ انہوں نے اللہ پر افتراء کیا ہے۔ عنقریب اللہ انہیں ان افتراپردازیوں کا بدلہ دے گا (یعنی جہنم رسید کرے گا) (انعام ۔ ۱۳۶ تا ۱۳۸)

۲۔ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ (حٰمٓ السجدہ ۔ ۷)

بربادی اور تباہی ان مشرک لوگوں کے لئے ہے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور

آخرت کے دن کا انکار کرنے والے ہیں ۔

۳ ۔ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۔ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ ۔ ۲۷۵)

اللہ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ جو شخص (یا حکمران) حکم معلوم ہو جانے کے بعد اس حرکت کا اعادہ کرے وہ دوزخی ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ رہے گا ۔

شرک کی مزید کارروائیاں

عرب کے حنفی مشرکین، یہودی اور عیسائی لوگ گو اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ زمین اللہ کی ہے۔ جانوروں کا خالق وہی ہے۔ کھیتیاں بھی وہ اکیلا اگاتا ہے۔ پھل بھی وہ اکیلا پیدا کرتا ہے۔ لیکن انہوں نے اپنے اور گمراہ لوگوں کے کہنے پر تصور قائم کر لیا کہ اللہ کے یہ سب کام رسولوں اور فرشتوں۔ جنوں اور بزرگ انسانوں آسمانی تاروں اور سورج۔ بزرگوں کے نام مٹی کے قبروں کی ۔۔۔ اور ۔۔۔ پتھر کے بتوں کے طفیل اور برکت سے کئے جاتے ہیں۔ ان کاموں میں ان اولیاء کا بھی حصہ ہے لہٰذا وہ اموال اور اجناس کے دو حصے نکالتے تھے ۔ ایک حصہ اللہ کے نام کا اور دوسرا حصہ اپنے قبیلہ یا خاندان کے سرپرست چھوٹے اور ماتحت خداؤں کا۔ پہلے عالم الغیب اور حاضر ناظر کا عقیدہ گھڑا گیا پھر ان کو حاجات اور مشکلات کے دور میں نفع و نقصان کا مختار سمجھ کر اپنے کاموں کے سلسلے میں راضی کرنے اور ان کی ناراضگی سے بچنے کے لئے نذر و نیاز کا رویہ اختیار کر لیا ۔

جو حصہ خدا کے نام کا رکھا جاتا تھا وہ تو یتیموں، بیواؤں، مسافروں، فقیروں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا ۔ اور جو حصہ خدا کے ماتحت خداؤں کے نام سے رکھا جاتا تھا وہ حصہ خود غرض اور حرام خور مذہبی اور سیاسی لیڈروں اور پیشواؤں کو پہنچا دیا جاتا تھا۔ لوگوں کے دلوں میں مجاوروں، حرام خور علماء اور پیروں کی بے جا عقیدت جاگزیں تھی ۔ حتیٰ کہ آمدنی کا یہ ذریعہ بہت سے دنیادار لیڈروں کو بھی بہت پسند آیا ۔ یہی وجہ ہے کہ خانہ کعبہ کی مجاوری اور گدی کے سرپرست مکہ کے بڑے بڑے قریش سردار تھے۔ عرب کے

دوسرے علاقوں میں بھی بڑے بڑے یہودی اور عیسائی، صابئی اور حنفی سردار ایسی آمدنیوں پر قابض تھے۔ اصل میں یہ ایک ایسی کمائی تھی جس پر محنت برائے نام اور آمدنی کثیر مقدار میں تھی۔

پھلوں اور فصلوں کے بارے میں ایک شرک تو یہ تھا جو اوپر ذکر ہوا۔ ایک نیا شرک پنجاب کے بعض کاشت کاروں میں پایا جاتا ہے کہ جب ایسے کاشت کار اپنی فصل بوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ بزرگ تیرے سہارے پر یہ فصل کاشت کر رہے ہیں۔ اب یہ تیرا ہی کام ہے کہ فصل اچھی پک جائے اور گھر آجائے۔ جب فصل پک جاتی ہے تو اجناس کے ڈھیر سے پہلے پانچ سیر اجناس بزرگ کی قبر کے لئے نکالا جاتا ہے۔ اور اس کے متولّی کو بھیجدیا جاتا ہے۔ اسی طرح وہ پھل جو پہلے توڑا جاتا ہے اس میں سے کچھ بزرگ کے ملنگ کی نذر کر دیا جاتا ہے۔

جانوران اور شرک

عرب میں حنفی مشرکین نے اپنے طور پر بحیرہ اور صائبہ، وصیلہ اور حام ایسی اونٹنیوں اور بکریوں کے نام تھے جن کو ایک خاص عمر اور بچوں کی پیدائش پر حرام قرار دیا جاتا تھا۔ جبکہ یہ جانور ہر عمر میں حلال تھے۔ دعویٰ حضرت ابراہیم حنیف کی پیروی کا تھا مگر شرک سر سے پاؤں تک سما چکا تھا۔ خال خال لوگ اس جرم سے پاک تھے۔ جو عورتیں حضرت ابراہیم کے دین میں مردوں پر حرام تھیں ان میں سے بعض کو اپنی ذات کے لئے حلال کر لیا تھا۔ یہی حال تقریباً یہودیوں عیسائیوں اور صابئیوں کے ہاں تھا۔ ان لوگوں کی اکثریت ہر قسم کے جرائم میں مبتلا تھی۔ حالانکہ ان کے پاس باضابطہ آسمانی کتابیں تھیں۔ گو حنفی مشرکین کے پاس حضرت ابراہیمؑ کی کوئی کتاب نہ تھی لیکن اس کے باوجود ان کے ہاں حج قربانی حجامت نکاح اور حرام و حلال کے بہت سے کام اسلام کے مطابق تھے۔ جو حضرت اسماعیل سے چلے آرہے تھے۔ وہ یہ بات بھول چکے تھے کہ ان کا رسول حضرت ابراہیمؑ کبھی بت شکن تھا نہ کہ بت گر۔ وہ یہ بھی بھول چکے تھے کہ ہمارا راہنما شرک سے پاک تھا۔

Marfat.com

حرام و حلال میں تبدیلی اور شرک

۱- سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم

(انعام - ۱۴۸)

یہ مشرک لوگ (تمہاری ان باتوں کے جواب میں ضرور جواب دیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ دادا اور نہ ہم کسی (حلال) چیز کو حرام بنا تے ۔ایسی ہی باتیں بنا بنا کر ان سے پہلے لوگوں نے بھی حق اور ہدایت کو جھوٹا قرار دیا تھا ۔

۲- مَا جَعَلَ اللَّهُ مِن بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ ۙ وَلَٰكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ ۖ وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝

(المائدہ - ۱۰۳)

اللہ نے نہ کوئی بحیرہ مقرر کیا ہے نہ سائبہ نہ وصیلہ اور نہ حام ۔ مگر یہ کافر اللہ پر جھوٹے الزام لگاتے ہیں ۔ ان میں سے اکثر بے عقل ہیں ۔

مندرجہ بالا جانور حلال ہیں مگر جنفی مشرکوں نے ان کو خاص خاص حالتوں وقتوں اور عمروں میں حرام کر لیا تھا ۔

۳- فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كُنتُم بِآيَاتِهِ مُؤْمِنِينَ ۝

(انعام: ۱۱۸)

اگر تم اللہ کے احکام پر ایمان رکھتے ہو تو جس جانور پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اس کا گوشت کھاؤ ۔

Marfat.com

اگر ذبح کرتے وقت کسی رسول اور نبی کسی ولی اور بزرگ کسی جن اور فرشتہ یا کسی اہل بت اور اہل قبر کا نام لے کر جانور ذبح کیا جائے تو وہ حرام ہے۔ اگرچہ اس پر حضرت موسیٰؑ یا حضرت عزیرؑ، حضرت عیسیٰ مسیحؑ یا حضرت مریمؑ یا حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نام لیا گیا ہو۔

۴۔ قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا

(انعام - ۱۵۱)

اے رسولؐ۔ ان میں اعلان کر دو کہ تم آؤ میں پڑھتا ہوں وہ جس کو تمہارے رب نے حرام کیا ہے۔ مجھے حکم ہے کہ میں اس کے حکم میں کسی کو شریک نہ کروں۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ اگر میں خود بخود کسی حلال چیز کو حرام اور کسی حرام چیز کو حلال کر دوں تو یہ شرک کا کام ہے جس کو اللہ کا رسول ہرگز اختیار نہیں کر سکتا۔

۵۔ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

(آل عمران - ۹۳)

کھانے کی ساری چیزیں جو قانون اسلام میں حلال ہیں بنی اسرائیل کے لئے بھی حلال تھیں۔ البتہ بعض چیزیں ایسی تھیں جنہیں تورات کے نازل ہونے سے پہلے اسرائیل (یعنی یعقوبؑ) نے خود اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ اے رسولؐ! ان پوچھو اگر تم سچے ہو تو تورات میں پڑھ کر دکھاؤ (جو تمہاری ہدایت کے لئے نازل کی گئی ہے)

۶۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ

(قرآن)

تم کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ تم اپنی زبانوں سے جس چیز کو چاہو حلال کر دو اور جس چیز کو چاہو حرام کر دو۔

حضرت اسرائیل (یعقوبؑ) نے کسی خاص وجہ سے یا طبیعت پر بوجھ سمجھ کر بعض خرگوش اونٹ اور شتر مرغ کو صرف اپنی ذات پر حرام کر لیا تھا کہ وہ ان کا گوشت نہیں کھائیں گے لیکن دوسرے مسلمانوں پر ان کا گوشت نہ صرف حلال تھا بلکہ اس کو کھاتے بھی تھے ممکن

Marfat.com

ہے جس طرح آج کچھ لوگ گائے بھینس اور اونٹ کے گوشت کو نہیں کھاتے مگر وہ ان کے گوشت کو دوسروں پر حرام بھی قرار نہیں دیتے۔ لیکن یہودیوں نے ان چیزوں کو بذات خود حرام سمجھ لیا تھا حالانکہ تورات میں ان کو حلال کہا گیا تھا مگر انہوں نے تورات کی پروانہ کی۔

۷۔ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَيَيْنِ ۖ نَبِّئُوْنِيْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۙ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِيْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ (انعام ۱۴۵)

اے نبیؐ، ان سے پوچھو کہ اللہ نے ان کے نر حرام کئے ہیں یا مادہ، یا وہ بچے جو بھیڑوں اور بکریوں کے پیٹ میں ہوں؟ ٹھیک ٹھیک علم کے ساتھ مجھے بتاؤ اگر تم سچے ہو اور اسی طرح دو اونٹ کی قسم سے ہیں اور دو گائے کی قسم سے۔ پوچھو ان کے نر اللہ نے حرام کئے ہیں یا مادہ یا وہ بچے جو اونٹنی اور گائے کے پیٹ میں ہوں؟ کیا تم اس وقت حاضر تھے جب اللہ نے ان کے حرام ہونے کا حکم تمہیں دیا تھا؟

اے نبی ان سے کہو کہ جو وحی میرے پاس آئی ہے اس میں تو کوئی چیز ایسی نہیں پاتا جو کسی کھانے والے پر حرام ہو، الّا یہ کہ وہ مردار ہو، یا بہایا ہوا خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ وہ ناپاک ہے، یا فسق ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

۸۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ... اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ (المائدہ ۳)

تمہارے لئے حرام کیا گیا مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ (حلال) جانور جو اللہ کے نام کے سوا کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو اور وہ جو گلا گھٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر یا ٹکر کھا کر مر جائے یا جسے کسی درندے نے پھاڑا ہو، سوائے اس جانور کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا اور جو کسی آستانے اور دربار پر ذبح کیا گیا ہو۔ نیز یہ بھی تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے کہ تم پانسوں اور فالوں کے ذریعہ سے اپنی قسمت کا حال معلوم کرو۔ یہ سب

کام فسق ہیں۔ آج کافروں اور مشرکوں کو تمہارے دین سے مایوسی ہو چکی ہے۔
حرام اور حلال کی تقسیم دین ہے اور اس کی پابندی خدا کی عبادت ہے۔ اس کی خلاف ورزی خدا کے سوا دوسروں کی عبادت ہے اور یہی شرک ہے۔ اگر حلال جانور کو ذبح کرتے وقت کسی نبی ولی اور بزرگ کا پاک نام بھی لیا جائے تو حلال جانور کا گوشت بھی حرام ہو گا۔

۹۔ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِكُوْا (اعراف ۔۳۳)

اے رسولؐ۔ ان لوگوں میں اعلان کر دیں کہ میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ تو یہ ہیں بے شرمی کے کام (زنا۔ شراب۔ سود۔ افیون اور پنجہ والے جانور۔ فال گیری۔ سؤر کا گوشت۔ خون۔ مردار اور وہ جانور جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام ذبح کے وقت پڑھا جائے اور دیگر اشیاء اور انسانی رشتے) خواہ وہ کھلے ہوں یا چھپے۔ گناہ اور حق کے احکام میں

خدا کے قوانین اور احکام کو جوں کا توں اس کے بندوں پر نافذ کرنا ہی اسلام اور مسلمانی ہے۔ اگر دوسرے احکام نافذ کئے جائیں تو پھر یہ کام مشرکانہ ہے۔ جس کی سزا خدا کے ہاں ہمیشہ کی جہنم ہے۔ حضرت لوطؑ نے اپنی قوم کو کہا تھا کہ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے شہوت رانی نہ کرو انہوں نے اس شرکیہ فعل کو نہ چھوڑا اللہ نے ہمیشہ کے لئے جہنم رسید کر دیا۔ حضرت شعیبؑ نے اپنی قوم کو کہا کہ ایک خدا کا یہ حکم ہے کہ تم ناپ تول میں کمی بیشی نہ کرو۔ قوم کے مشرک لوگوں نے اس حکم کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اللہ نے اس بغاوت اور شرک پر پوری مشرک قوم کو ہمیشہ کے لئے جہنم کے قابل بنا دیا۔

انسانی رشتوں میں حلال و حرام اور شرک

۱۰۔ وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ط اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ط وَسَآءَ سَبِیْلًا o حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَ

بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّھٰتُکُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَکُمْ وَ اَخَوٰتُکُمْ مِّنَ الرَّضَاعَۃِ وَ اُمَّھٰتُ نِسَآئِکُمْ وَ رَبَآئِبُکُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِکُمْ مِّنْ نِّسَآئِکُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِھِنَّ ز فَاِنْ لَّمْ تَکُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِھِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ ز وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِکُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِکُمْ لا وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا o وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ج کِتٰبَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ ج وَ اُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ مُّحْصِنِیْنَ

(النساء ــ ۲۲ تا ۲۴)

اور جن عورتوں سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں ان سے ہرگز نکاح نہ کرو مگر جو پہلے ہو چکا سو ہو چکا۔ درحقیقت یہ ایک بے حیائی کا فعل ہے ناپسندیدہ اور برا چلن ہے۔ تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو۔ اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کی لڑکیاں جنہوں نے تمہاری گودوں میں پرورش پائی ہے ـــ ان بیویوں کی لڑکیاں جن سے تمہارا تعلق زن و شو ہو چکا ہو۔ ورنہ اگر (صرف نکاح ہوا ہو اور) تعلق زن و شو نہ ہوا ہو تو (انہیں چھوڑ کر ان کی لڑکیوں سے نکاح کر لینے میں) تم پر کوئی مواخذہ نہیں ہے ـــ اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں جو تمہاری صلب سے ہوں اور یہ بھی تم پر حرام کیا گیا ہے کہ ایک نکاح میں دو بہنوں کو جمع کرو مگر جو پہلے ہو گیا سو ہو گیا۔ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے ـــ اور وہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں جو کسی دوسرے کے نکاح میں ہوں (محصنات) البتہ ایسی عورتیں اس سے مستثنٰی ہیں جو جنگ میں تمہارے ہاتھ آئیں۔ یہ اللہ کا قانون ہے جس کی پابندی تم پر لازم کر دی گئی ہے۔

عرب کے اکثر حنفی مشرکین یہودیوں اور عیسائیوں نے بعض حرام رشتوں کو حلال

Marfat.com

کر لیا تھا۔ زنا کو اپنے لئے حلال کر لیا گیا تھا۔ ایک ایک آدمی کے ہاں دس دس عورتوں سے نکاح تھا۔ سوتیلی ماں سے نکاح حلال کر لیا تھا۔ کئی کئی سگی بہنوں کو ایک ایک آدمی کے نکاح میں باندھا ہوا تھا۔ بعض علاقے ایسے تھے جہاں لونڈیوں اور غلام عورتوں کو بے محابا بغیر نکاح کے استعمال کیا جاتا تھا۔ اس طرح پورے عرب میں ابراہیم حنیف اور حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ مسیح کے لائے ہوئے احکام اور قوانین کے خلاف آزادانہ بغاوت ہو رہی تھی۔ وہ لوگ اتنے دیدہ دلیر ہو گئے تھے کہ خود مشرکانہ قوانین اور رواج بناتے اور پھر اپنے مشرکانہ احکام کو جائز قرار دینے کے لئے یہ کہتے پھرتے کہ یہ بھی انبیاء اور رسُل کا دین ہے

اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کی یہ کہہ کر تردید کی ہے کہ کوئی نبی اور رسول لوگوں کو خدا کے احکام کا پابند بناتا ہے نہ کہ اپنا اور دوسرے مشرکین کے کاموں کا۔ حلال و حرام میں تبدیلی کرنے کو شرک اور کفر کہا گیا ہے جیسا کہ دوسرے مقامات پر تفصیل سے وارد ہے۔

دنیا میں جو جو حکمران اور بادشاہ، چانسلر اور چیئرمین۔ صدر اور وزیراعظم یا ان کی پارلیمنٹیں اور غیر اسلامی قانون بنانے والے تمام ادارے ایسے قانون کے مطابق دل و جان سے فیصلے کرنے والے تمام لوگ اور عمل در آمد کرانے والے تمام ادارے سب فعل شرک کا ارتکاب کر رہے ہیں الّا یہ کہ کوئی آدمی ان کو نہ صرف دل و جان سے برا سمجھتا ہے۔ بلکہ وہ اپنی طاقت کے مطابق ایسے قوانین کو بدل کر اسلامی قوانین لانے کی خواہش رکھتا اور اس قانون اور نظام کو بدلنے والے لوگوں اور ان کی پارٹیوں سے تعاون کرتا ہے۔ وہ اس زمرے سے مستثنیٰ ہے۔ حتیٰ کہ وہ حکمران اور ان کے پارٹی لیڈرز بھی مشرک اور کافر ظالم اور گمراہ ہیں۔ ایسے عالم اور پیر بھی شرک کا ارتکاب کرتے ہیں جو انسانی رشتوں میں حرام حلال کی تقسیم کو چھوڑ کر اپنی تقسیم کو اختیار کرتے اور دوسرے لوگوں کو ان پر چلنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

پوری دنیا میں کچھ مسلمان حکمرانوں کو چھوڑ کر حکمران پارٹی کے لوگ انسانی رشتوں کی حرام حلال کی تقسیم اپنے طور پر بنائے ہوتے ہیں۔ اس کے مطابق اپنے عوام کو چلاتے ہیں۔ حدود میں تقسیم کر کے لامحدود تصور پیدا کر دیا ہے۔

اسلامی اور مشرکانہ جمہوریت

وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّھِمْ .... وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ (شوریٰ - ۳۸)

جو مسلمان اپنے رب کے حکم کی پابندی کرتے ہیں ...... وہ اپنے (انفرادی اور اجتماعی) معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں۔

آیت اللہ مودودی نے اس آیت پر جو حاشیہ لکھا ہے اسے افادۂ عام کیلئے درج کیا جاتا ہے:

یہ آیت اسلام کے پورے مذہبی، تمدنی اور سیاسی نظام کی بنیاد اور اسلامی ریاست کے دستور کی اوّلین دفعہ ہے۔ اس میں حسب ذیل اصول مستقل طور پر قائم کر دیئے گئے ہیں:

(۱) اسلامی نظام میں اصل مُطاع اللہ تعالیٰ ہے۔ ایک مسلمان سب سے پہلے بندۂ خدا ہے۔ باقی جو کچھ بھی ہے اس کے بعد ہے۔ مسلمان کی انفرادی زندگی، اور مسلمانوں کے اجتماعی نظام، دونوں کا مرکز و محور خدا کی فرمانبرداری اور وفاداری ہے۔ دوسری اطاعتیں اور وفاداریاں صرف اس صورت میں قبول کی جائیں گی کہ وہ خدا کی اطاعت اور وفاداری کی مدمقابل نہ ہوں بلکہ اس کے تحت اور اس کی تابع ہوں۔ ورنہ ہر وہ حلقۂ اطاعت توڑ کر پھینک دیا جائے گا جو اس اصلی اور بنیادی اطاعت کا حریف ہو۔ یہی بات ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کے لئے کوئی اطاعت نہیں ہے۔

Marfat.com

۲ - اسلامی نظام کی دُوسری بنیاد رسول کی اطاعت ہے - یہ کوئی مستقل بالذّات اطاعت نہیں ہے بلکہ اطاعتِ خدا کی واحد عملی صورت ہے - رسول اس لئے مُطاع ہے کہ وہی ایک مستند ذریعہ ہے جس سے ہم تک خدا کے احکام اور فرامین پہنچتے ہیں ہم خدا کی اطاعت صرف اسی طریقہ سے کر سکتے ہیں کہ رسول کی اطاعت کریں - کوئی اطاعت رسول کی سند کے بغیر معتبر نہیں ہے، اور رسول کی پیروی سے منہ موڑنا خدا کے خلاف بغاوت ہے - اسی مضمون کو یہ حدیث واضح کرتی ہے - کہ من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصی اللہ - جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی"- اور یہی بات خود قرآن میں پوری وضاحت کے ساتھ آگے آرہی ہے -

۳ - مذکورۂ بالا دونوں اطاعتوں کے بعد اور ان کے ماتحت تیسری اطاعت جو اسلامی نظام میں مسلمانوں پر واجب ہے وہ اُن "اولی الامر" کی اطاعت ہے جو خود مسلمانوں میں سے ہوں - "اولی الامر" کے مفہوم میں وہ سب لوگ شامل ہیں جو مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کے سربراہ کار ہوں، خواہ وہ ذہنی و فکری رہنمائی کرنے والے علماء ہوں، یا سیاسی رہنمائی کرنے والے لیڈر، یا مُلکی انتظام کرنے والے حکام، یا عدالتی فیصلے کرنے والے جج، یا تمدّنی و معاشرتی امور میں قبیلوں اور بستیوں اور محلّوں کی سربراہی کرنے والے شیوخ اور سردار - غرض جو جس حیثیت سے بھی مسلمانوں کا صاحب امر ہے وہ اطاعت کا مستحق ہے، اور اس سے نزاع کر کے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی میں خلل ڈالنا درست نہیں ہے - بشرطیکہ وہ خود مسلمانوں کے گروہ میں سے ہو، اور خدا و رسول کا مطیع ہو - یہ دونوں شرطیں اس اطاعت کے لئے لازمی شرطیں ہیں اور یہ نہ صرف آیت مذکورۂ صدر میں صاف طور پر درج ہیں، بلکہ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پوری شرح و بسط کے ساتھ بیان فرما دیا ہے - مثلاً حسب ذیل احادیث ملاحظہ ہوں :

السمع والطاعة علی المرء المسلم فی ما احب وکرہ مالم یؤمر بمعصیة فاذا امر بمعصیة فلا سمع

Marfat.com

ولا طاعة - (بخاری ومسلم)

مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے اولی الامر کی بات سُنے اور مانے خواہ اسے پسند ہو یا ناپسند، تاوقتیکہ اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے اور جب اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر اسے نہ کچھ سننا چاہیئے نہ ماننا چاہیئے -

لا طاعة فی معصية انما الطاعة فی المعروف

(بخاری ومسلم)

خدا اور رسُول کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں ہے - اطاعت جو کچھ بھی ہے "معروف" میں ہے -

یکون علیکم امراء تعرفون وتنکرون فمن انکر فقد برئ ومن کرہ فقد سلم ولکن من رضی وتابع فقالوا افلا نقاتلهم؟ قال لا ما صلّوا - (مسلم)

حضور نے فرمایا تم پر ایسے لوگ بھی حکومت کریں گے جن کی بعض باتوں کو تم معروف پاؤ گے اور بعض کو منکر - تو جس نے ان کے منکرات پر اظہار ناراضی کیا وہ بری الذمہ ہوا - اور جس نے انکو ناپسند کیا وہ بھی بچ گیا - مگر جو ان پر راضی ہوا اور پیروی کرنے لگا وہ ماخوذ ہوگا - صحابہ نے پوچھا، پھر جب ایسے حکام کا دور آئے تو کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں؟ آپ نے فرمایا نہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھتے رہیں -

یعنی ترک نماز وہ علامت ہوگی جس سے صریح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ وہ اطاعت خدا اور رسول سے باہر ہو گئے ہیں - اور پھر ان کے خلاف جدوجہد کرنا درست ہوگا -

شرار ائمتکم الذین تبغضونهم ویبغضونکم وتلعنونهم ویلعنونکم قلنا یا رسول اللہ افلا ننابذهم

عند ذالک؟ قال لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ، لا ما اقاموا فیکم الصلوٰۃ - مسلم

حضورؐ نے فرمایا تمہارے بدترین سردار وہ ہیں جو تمہارے لئے مبغوض ہوں اور تم ان کے لئے مبغوض ہو۔ تم ان پر لعنت کرو اور وہ تم پر لعنت کریں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! جب یہ صورت ہو تو کیا ہم اُن کے مقابلہ پر نہ اُٹھیں؟ فرمایا نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں۔ نہیں، جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کرتے رہیں۔

اس حدیث میں اُوپر والی شرط کو اور زیادہ واضح کر دیا گیا ہے۔ اُوپر کی حدیث سے گمان ہو سکتا تھا کہ اگر وہ اپنی انفرادی زندگی میں نماز کے پابند ہوں تو ان کے خلاف بغاوت نہیں کی جا سکتی۔ لیکن یہ حدیث بتاتی ہے کہ نماز پڑھنے سے مراد دراصل مسلمانوں کی جماعتی زندگی میں نماز کا مقام قائم کرنا ہے یعنی صرف یہی کافی نہیں ہے کہ وہ لوگ خود پابندِ نماز ہوں، بلکہ ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ ان کے تحت جو نظامِ حکومت چل رہا ہو وہ کم از کم اقامتِ صلوٰۃ کا انتظام کرے۔ یہ اس بات کی علامت ہو گی کہ ان کی حکومت اپنی اُصولی نوعیت کے اعتبار سے ایک اسلامی حکومت ہے، ورنہ اگر یہ بھی نہ ہو تو پھر اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ حکومت اسلام سے منحرف ہو چکی ہے اور اسے الٹ پھینکنے کی سعی مسلمانوں کے لئے جائز ہو جائے گی۔ اسی بات کو ایک اور روایت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے من جملہ اور باتوں کے ایک اس امر کا عہد بھی لیا کہ ان لا ننازع الامر اھلہ الا ان تروا کفرا بواحا عندکم من اللہ فیہ برھان" یعنی یہ کہ "ہم اپنے سرداروں اور حکام سے نزاع نہ کریں گے، اِلّا یہ کہ ہم ان کے کاموں میں کُھلا کُھلا کفر دیکھیں جس کی موجودگی میں ان کے خلاف ہمارے پاس خدا کے حضور پیش کرنے کے لئے دلیل موجود ہو" (بخاری و مسلم)

(۴)، چوتھی بات جو آیت زیرِ بحث میں ایک مستقل اور قطعی اُصول کے طور پر

Marfat.com

کردی گئی ہے کہ اسلامی نظام میں خدا کا حکم اور رسول کا طریقہ بنیادی قانون اور آخری سند (Authority) کی حیثیت رکھتا ہے مسلمانوں کے درمیان، یا حکومت اور رعایا کے درمیان جس مسئلہ میں بھی نزاع واقع ہوگی اس میں فیصلہ کے لئے قرآن اور سنت کی طرف رجوع کیا جائے گا اور جو فیصلہ وہاں سے حاصل ہوگا اس کے سامنے سب سرِ تسلیم خم کر دیں گے۔ اس طرح تمام مسائلِ زندگی میں کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کو سند اور مرجع اور حرفِ آخر تسلیم کرنا اسلامی نظام کی وہ لازمی خصوصیت ہے جو اسے کافرانہ نظامِ زندگی سے ممیز کرتی ہے۔ جس نظام میں یہ یہ چیز نہ پائی جائے وہ بالیقین ایک غیر اسلامی نظام ہے۔

اس موقع پر بعض لوگ یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ تمام مسائلِ زندگی کے فیصلہ کے لئے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی طرف کیسے رجوع کیا جا سکتا ہے جبکہ میونسپلٹی اور ریلوے اور ڈاک خانہ کے قواعد و ضوابط اور ایسے ہی بے شمار معاملات کے احکام سرے سے وہاں موجود ہی نہیں ہیں لیکن درحقیقت یہ شبہ اُصولِ دین کو نہ سمجھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ مسلمان کو جو چیز کافر سے ممیز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ کافر مطلق آزادی کا مدعی ہے اور مسلمان فی الاصل بندہ ہوتے لے بعد صرف اُس دائرے میں آزادی سے متمتع ہوتا ہے جو اس کے رب نے اُسے دی ہے۔ کافر اپنے سارے معاملات کا فیصلہ خود اپنے بنائے ہوئے اُصول اور قوانین اور ضوابط کے مطابق کرتا ہے اور سرے سے کسی خدائی سند کا اپنے آپ کو حاجتمند سمجھتا ہی نہیں۔ اس کے برعکس مسلمان اپنے ہر معاملہ میں سب سے پہلے خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف رجوع کرتا ہے، پھر اگر وہاں سے کوئی حکم ملے تو وہ اس کی پیروی کرتا ہے۔ اور اگر کوئی حکم نہ ملے تو وہ صرف اسی صورت میں آزادیِ عمل برتتا ہے اور اُسکی یہ آزادیِ عمل اس حجت پر مبنی ہوتی ہے کہ اس معاملہ میں شارع کا کوئی حکم نہ دینا اسکی طرف سے عمل کی آزادی عطا کئے جانے کی دلیل ہے۔

مشورہ کو اہل ایمان کی بہترین صفات میں شمار کیا گیا ہے۔ شوریٰ کو اس بنا پر مشاورت اسلامی طرزِ زندگی کا ایک اہم ستون ہے اور مشورے کے بغیر اجتماعی

کام چلانا نہ صرف جاہلیت کا طریقہ ہے بلکہ اللہ کے مقرر کئے ہوئے ضابطے کی صریح خلاف ورزی ہے۔ مشاورت کو اسلام میں یہ اہمیت کیوں دی گئی ہے؟ اس کے وجوہ پر اگر غور کیا جائے تو تین باتیں واضح طور پر ہمارے سامنے آتی ہیں۔

ایک یہ کہ جس معاملے کا تعلق دو یا زائد آدمیوں کے مفاد سے ہو، اس میں کسی ایک شخص کا اپنی رائے سے فیصلہ کر ڈالنا اور دوسرے متعلق اشخاص کو نظر انداز کر دینا زیادتی ہے۔ مشترک معاملات میں کسی کو اپنی من مانی چلانے کا حق نہیں ہے۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ایک معاملہ جتنے لوگوں کے مفاد سے تعلق رکھتا ہو اس میں ان سب کی رائے لی جائے، اور اگر وہ کسی بہت بڑی تعداد سے متعلق ہو تو ان کے معتمد علیہ نمائندوں کو شریک مشورہ کیا جائے۔

دوسرے یہ کہ انسان مشترک معاملات میں اپنی من مانی چلانے کی کوشش یا تو اس وجہ سے کرتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی اغراض کے لئے دوسروں کا حق مارنا چاہتا ہے، یا پھر اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو بڑی چیز اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے۔ اخلاقی حیثیت سے یہ دونوں صفات یکساں قبیح ہیں، اور مومن کے اندر ان میں سے کسی صفت کا شائبہ بھی نہیں پایا جا سکتا۔ مومن نہ خود غرض ہوتا ہے کہ دوسروں کے حقوق پر دست درازی کر کے خود ناجائز فائدہ اٹھانا چاہے، اور نہ وہ متکبر اور خود پسند ہوتا ہے کہ اپنے آپ ہی کو عقل کل اور علیم و خبیر سمجھے۔

تیسرے یہ کہ جن معاملات کا تعلق دوسروں کے حقوق اور مفاد سے ہو ان میں فیصلہ کرنا ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے کوئی شخص جو خدا سے ڈرتا ہو اور یہ جانتا ہو کہ اس کی کتنی سخت جواب دہی اسے اپنے رب کے سامنے کرنی پڑے گی، کبھی اس بھاری بوجھ کو تنہا اپنے سر لینے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اس طرح کی جرأتیں صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو خدا سے بے خوف اور آخرت سے بے فکر ہوتے ہیں۔ خدا ترس اور آخرت کی باز پرس کا احساس رکھنے والا آدمی تو لازماً یہ کوشش کرے گا کہ ایک مشترک معاملہ جن جن سے بھی متعلق ہو ان سب کو، یا ان کے بھروسے کے نمائندوں کو اس کا فیصلہ کرنے میں شریک مشورہ کرے

Marfat.com

تاکہ زیادہ سے زیادہ صحیح بے لاگ اور مبنی بر انصاف فیصلہ کیا جا سکے، اور اگر ناوانستہ کوئی غلطی ہو بھی جائے تو تنہا کسی ایک ہی شخص پر اس کی ذمہ داری نہ آ پڑے۔

یہ تین وجوہ ایسے ہیں جن پر اگر آدمی غور کرے تو اس کی سمجھ میں یہ بات اچھی طرح آ سکتی ہے کہ اسلام جس اخلاق کی انسان کو تعلیم دیتا ہے، مشورہ اُس کا لازمی تقاضا ہے اور اس سے انحراف ایک بہت بڑی غلطی ہے جس کی اسلام کبھی اجازت نہیں دے سکتا۔ اسلامی طرز زندگی یہ چاہتا ہے کہ مشاورت کا اصول ہر چھوٹے بڑے اجتماعی معاملے میں برتا جائے۔ گھر کے معاملات ہوں تو ان میں میاں اور بیوی باہم مشورے سے کام کریں اور بچے جب جوان ہو جائیں تو انہیں بھی شریکِ مشورہ کیا جائے۔ خاندان کے معاملات ہوں تو اُن میں کنبے کے سب عاقل و بالغ افراد کی رائے لی جائے۔ ایک قبیلے یا برادری یا بستی کے معاملات ہوں اور سب لوگوں کا شریکِ مشورہ ہونا ممکن نہ ہو، تو ان کا فیصلہ کوئی ایسی پنچایت یا مجلس کرے جس میں کسی متفق علیہ طریقے کے مطابق تمام متعلق لوگوں کے معتمد علیہ نمائندے شریک ہوں۔ ایک پوری قوم کے معاملات ہوں تو اُن کے چلانے کے لئے قوم کا سربراہ سب کی مرضی سے مقرر کیا جائے اور وہ قومی معاملات کو ایسے صاحبِ رائے لوگوں کے مشورے سے چلائے جن کو قوم قابلِ اعتماد سمجھتی ہو، اور وہ اُسی وقت تک سربراہ رہے جب تک قوم خود اسے اپنا سربراہ بنائے رکھنا چاہے۔ کوئی ایماندار آدمی زبردستی قوم کا سربراہ بننے اور بنے رہنے کی خواہش یا کوشش نہیں کر سکتا، نہ یہ فریب کاری کر سکتا ہے کہ پہلے بزور قوم کے سر پر مسلط ہو جائے اور پھر جبر کے تحت لوگوں کی رضامندی طلب کرے، اور نہ اس طرح کی چالیں چل سکتا ہے کہ اس کو مشورہ دینے کے لئے لوگ اپنی آزاد مرضی سے اپنی پسند کے نمائندے نہیں بلکہ وہ نمائندے منتخب کریں جو اُس کی مرضی کے مطابق رائے دینے والے ہوں۔ ایسی ہر خواہش صرف اُس نفس میں پیدا ہوتی ہے جو نیت کی خرابی سے ملوث ہو، اور اس خواہش کے ساتھ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ کی ظاہری شکل بنانے اور اس کی حقیقت غائب کر دینے کی کوششیں صرف وہی شخص کر سکتا ہے کہ جسے خدا اور خلق دونوں کو دھوکا

دینے میں کوئی باک نہ ہو، حالانکہ نہ خدا دھوکا کھا سکتا ہے اور نہ خلق ہی اتنی اندھی ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص دن کی روشنی میں علانیہ ڈاکہ مار رہا ہو اور وہ سچے دل سے یہ سمجھتی رہے کہ وہ ڈاکہ نہیں مار رہا ہے بلکہ لوگوں کی خدمت کر رہا ہے۔

اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ کا قاعدہ خود اپنی نوعیت اور فطرت کے لحاظ سے پانچ باتوں کا تقاضا کرتا ہے:

اوّل یہ کہ اجتماعی معاملات جن لوگوں کے حقوق اور مفاد سے تعلق رکھتے ہیں انہیں اظہار رائے کی پوری آزادی حاصل ہو، اور وہ اس بات سے پوری طرح باخبر رکھے جائیں کہ اُن کے معاملات فی الواقع کس طرح چلائے جا رہے ہیں اور انہیں اس امر کا بھی پورا حق حاصل ہو کہ اگر وہ اپنے معاملات کی سربراہی میں کوئی غلطی یا خامی یا کوتاہی دیکھیں تو اس پر ٹوک سکیں، احتجاج کر سکیں، اور اصلاح ہوتی نہ دیکھیں تو سربراہ کاروں کو بدل سکیں۔ لوگوں کا منہ بند کر کے اور ان کے ہاتھ پاؤں کس کر اور ان کو بے خبر رکھ کر ان کے اجتماعی معاملات چلانا صریح بد دیانتی ہے جسے کوئی شخص بھی اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ کے اصول کی پیروی نہیں مان سکتا۔

دوم یہ کہ اجتماعی معاملات کو چلانے کی ذمہ داری جس شخص پر بھی ڈالنی ہو اسے لوگوں کی رضا مندی سے مقرر کیا جائے، اور یہ رضامندی انکی آزادانہ رضامندی ہو۔ جبر اور تخویف سے حاصل کی ہوئی، یا تحریص و اطماع سے خریدی ہوئی، یا دھوکے اور فریب اور مکاریوں سے کھسوٹی ہوئی رضا مندی درحقیقت رضا مندی نہیں ہے۔ ایک قوم کا صحیح سربراہ وہ نہیں ہوتا جو ہر ممکن طریقہ سے کوشش کر کے اس کا سربراہ بنے، بلکہ وہ ہوتا ہے جس کو لوگ اپنی خوشی اور پسند سے اپنا سربراہ بنائیں۔

سوم یہ کہ سربراہ کار کو مشورہ دینے کے لئے بھی وہ لوگ مقرر کیے جائیں جن کو قوم کا اعتماد حاصل ہو، اور ظاہر بات ہے کہ ایسے لوگ کبھی صحیح معنوں میں حقیقی اعتماد کے حامل قرار نہیں دیئے جا سکتے جو دباؤ ڈال کر، یا مال سے خرید کر، یا جھوٹ اور مکر سے کام لے کر، یا لوگوں کو گمراہ کر کے نمائندگی کا منصب حاصل کریں۔

Marfat.com

چہارم یہ کہ مشورہ دینے والے اپنے علم اور ایمان و ضمیر کے مطابق رائے دیں، اور اس طرح کے اظہار رائے کی انہیں پوری آزادی حاصل ہو۔ یہ بات جہاں نہ ہو، جہاں مشورہ دینے والے کسی لالچ یا خوف کی بنا پر، یا کسی جتھہ بندی میں کسے ہوئے ہونے کی وجہ سے خود اپنے علم اور ضمیر کے خلاف رائے دیں، وہاں درحقیقت خیانت اور غداری ہوگی نہ کہ اَمْرُهُمْ شُورٰى بَيْنَهُمْ کی پیروی۔

پنجم یہ کہ جو مشورہ اہلِ شوریٰ کے اجماع (اتفاق رائے) سے دیا جائے، یا جسے اُن کے جمہور (اکثریت) کی تائید حاصل ہو، اُسے تسلیم کیا جائے۔ کیونکہ اگر ایک شخص یا ایک ٹولہ سب کی سننے کے بعد اپنی من مانی کرنے کا مختار ہو تو مشاورت بالکل بے معنی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرما رہا ہے کہ "ان کے معاملات میں اُن سے مشورہ لیا جاتا ہے" بلکہ یہ فرما رہا ہے کہ "ان کے معاملات آپس کے مشورے سے چلتے ہیں"۔ اس ارشاد کی تعمیل محض مشورہ لے لینے سے نہیں ہو جاتی، بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ مشاورت میں اجماع یا اکثریت کے ساتھ جو بات طے ہو اُسی کے مطابق معاملات چلیں۔

اسلام کے اصولِ شوریٰ کی اس توضیح کے ساتھ یہ بنیادی بات بھی نگاہ میں رہنی چاہیئے کہ یہ شوریٰ مسلمانوں کے معاملات کو چلانے میں مطلق العنان اور مختارِ کل نہیں ہے بلکہ لازماً اُس دین کے حدود سے محدود ہے جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنی تشریع سے مقرر فرمایا ہے، اور اس اصل الاصول کی پابند ہے کہ "تمہارے درمیان جو نزاع بھی ہو اس میں اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو"۔ اس قاعدہ کلیہ کے لحاظ سے مسلمان شرعی معاملات میں اس امر پر تو مشورہ کر سکتے ہیں کہ کسی نص کا صحیح مفہوم کیا ہے، اور اُس پر عملدرآمد کس طریقہ سے کیا جائے تاکہ اُس کا منشا ٹھیک طور سے پورا ہو۔ لیکن اس غرض سے کوئی مشورہ نہیں کر سکتے کہ جس معاملہ کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول نے کر دیا ہو اس میں وہ خود کوئی آزادانہ فیصلہ کریں۔

قرآن نے مزید وضاحت سے کہا:

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (شوریٰ : ۲۱)

کیا ان لوگوں نے خدا کے ایسے شریک (یعنی حکمران) بنا رکھے ہیں جنہوں نے ان کے لئے ایسا قانون اور ضابطہ بنا دیا ہے جس کا اللہ نے کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ اگر (قیامت کی سزا) کا فیصلہ نہ کیا گیا ہوتا تو ان کو (دنیا میں) ہی جلد تباہ کر دیا جاتا۔ بے شک ایسے ظالموں کے لئے خوفناک عذاب ہے۔

اس آیت پر آیت اللہ مودودی نے جو تبصرہ کیا ہے وہ حسب ذیل ہے:۔

"اس آیت میں شرکاء سے مراد وہ انسان ہیں جن کو لوگوں نے "شریک فی الحکم" ٹھہرالیا ہے۔ جن کے سکھائے ہوئے افکار اور عقائد، نظریات اور فلسفوں پر لوگ ایمان لاتے ہیں جن کی دی ہوئی قدروں کو مانتے ہیں۔ جن کے پیش کئے ہوئے اخلاقی اصولوں اور تہذیب و ثقافت کے معیاروں کو قبول کرتے ہیں۔ جن کے مقرر کئے ہوئے قوانین طریقوں اور ضابطوں کو اپنے مذہبی مراسم اور عبادات میں اپنی شخصی زندگی میں، اپنی معاشرت میں، اپنے کاروبار اور لین دین میں، اپنی عدالتوں میں، اپنی سیاست اور حکومت میں اس طرح اختیار کرتے ہیں کہ گویا یہی وہ شریعت ہے جس کی پیروی ان کو کرنی چاہیئے۔"

معروف کی مزید حقیقت

وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ (الممتحنہ : ۱۲)

اے میرے رسولؐ! "جو عورتیں کسی امر معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی ان سے بیعت لے لو۔ ان کے حق میں خدا سے مغفرت کی دعا کرو"

Marfat.com

اس آیت کے بہت ہی مختصر ٹکڑے میں دو بہت ہی اہم قانونی نکات بیان کئے گئے
ں۔ ایک بلند ترین رسولؐ کی اطاعت پر بھی بھلائی اور حکم الٰہی کی قید لگائی گئی ہے
لانکہ رسولؐ کے بارے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا کہ آپ کسی کو برائی کا حکم دیں گے۔ اس
ے اس بات کی حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے کہ دنیا میں کسی مخلوق کی اطاعت اور فرمانبرداری
ا کے احکام اور حدود سے باہر نہیں کی جا سکتی۔

اگر حضورؐ کسی کو حکم معروف دیں تو اس پر عمل درآمد ضروری اور اگر مشورہ دیں تو بہتر
ہے کہ اس کو قبول کر لیا جائے لیکن اگر کوئی آدمی یا عورت حضورؐ کے مشورہ کو قبول نہیں
ستی یا حضورؐ کے بتائے ہوئے کسی نفلی کام پر عمل نہیں کرتی تو اس میں کوئی بوجھ نہیں۔
ر کوئی سزا بھی نہیں۔ ایسے معاملات میں خود صحابہ نے اپنی طبیعت اور مرضی کا اظہار کیا
ہے۔ اب اگر اللہ نے حضورؐ کی اطاعت کو بھی معروف حکم سے مشروط کر دیا ہے تو اور
سی کی اطاعت بلا مشروط کیسے ہو سکتی ہے؟

کس طرح کسی بادشاہ اور گورنر، کسی پارلیمنٹ یا مجلس کا کوئی غیر اسلامی حکم قابل عمل
ہو سکتا ہے۔ بعض معاملات اور امور میں بعض صحابہ کرید کرید کر حضورؐ سے پوچھتے تھے کہ یہ
کم آیا حکم معروف ہے یا آپ کی سفارش اور مشورہ ہے! اگر حکم معروف ہوتا تو حضورؐ
فرما دیتے کہ یہ سب کچھ وحی کے مطابق کیا جا رہا ہے اور اگر محض سفارش اور مشورہ ہوتا
تو حضورؐ اس کو واضح کر دیتے۔ صحابہ کے بار بار پوچھنے اور کریدنے کا مقصد یہ ہوتا تھا
کہ اگر حکم معروف نہ ہو تو ہم خود حضورؐ کو ایک نیا مشورہ دیں۔ ان کا یہ بھی خیال ہوتا تھا کہ حکم
مشورہ اور سفارش میں اگر نہ بھی اطاعت کی جائے تو خدا کی طرف سے نہ تو کوئی سزا ہے
اور نہ حضورؐ کے ساتھ کسی بے ادبی کا امکان ہے۔ جیسا کہ بعض واقعات سے واضح ہے۔

۱۔ حضورؐ نے فرمایا۔ لوگو! جب میں تم کو تمہارے دین کے متعلق کوئی حکم معروف
دوں تو اس پر ضرور عمل کرو۔ اور جب میں محض اپنی رائے اور سفارش سے کچھ
کہوں تو بس میں بھی ایک بشر رسول ہوں۔

۲۔ ایک دفعہ حضورؐ نے مدینہ کے باغبانوں کو کھجوروں کی کاشت کے متعلق مشورہ
دیا۔ باغبانوں نے اس پر عمل کر لیا۔ مگر وہ مفید ثابت نہ ہوا تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا:
"میں نے تو اندازہ سے ایک بات کہی تھی۔ تم میری ان باتوں پر عمل کرو یا نہ کرو

جو مشورہ اور رائے پر مبنی ہوں۔ ہاں جب میں خدا کی طرف سے کوئی حکم دوں تو اس پر ضرور عمل کرو۔ کیونکہ میں نے کبھی اللہ پر جھوٹ نہیں باندھا۔"

۳۔ جنگ بدر میں آپؐ ایک جگہ خیمہ زن ہونا چاہتے تھے۔ حضرت خبابؓ بن منذر نے پوچھا کیا آپؐ نے اس جگہ کا انتخاب اللہ کے حکم پر کیا ہے یا خود اپنی رائے سے؟ اس پر حضورؐ نے جواب دیا "میں نے اپنی رائے سے فیصلہ کیا ہے۔" خبابؓ نے کہا "میری رائے میں یہ جگہ جنگی نقطۂ نظر سے درست نہیں۔ اگر اس سے آگے فلاں مقام پر خیمہ لگا لیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ آپؐ نے خبابؓ کی رائے کو قبول کر لیا۔

۴۔ بدر کے قیدیوں کے سلسلہ میں حضورؐ نے صحابہ سے مشورہ لیا اور خود بھی اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ بن خطابؓ نے حضورؐ اور ابوبکرؓ کی رائے سے اختلاف کیا۔

حضورؐ نے فرمایا اگر تم راضی ہو تو میں اپنے داماد ابوالعاص کا جو ہار فدیہ میں لیا گیا ہے واپس کر دوں! تو صحابہ نے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا۔ آپؐ نے ہار واپس کر دیا۔

۵۔ حضورؐ نے حضرت زیدؓ کو مشورہ دیا کہ زینب کو طلاق نہ دی جائے۔ زیدؓ نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! وہ نباہ نہیں کرتی۔ حضورؐ نے پھر عرض کیا کہ گزارا کر د۔ مگر زیدؓ نے طلاق دے دی۔ اس پر حضورؐ نے کسی ناخوشی کا اظہار نہ کیا۔

۶۔ جنگ خندق کے موقع پر حضورؐ کا پروگرام تھا کہ مدینہ ہی میں مورچہ بند ہو کر جنگ لڑی جائے۔ صحابہ نے پوچھا کیا یہ خدا کی طرف سے حکم ہے؟ اس پر حضورؐ نے فرمایا۔ "یہ میری رائے ہے" اس پر صحابہ نے عرض کیا کہ حضورؐ ہمیں مدینہ سے باہر فلاں دونوں پہاڑیوں کے درمیان خندق کھود کر مشرکوں کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ حضورؐ نے ان کی رائے قبول کر لی۔

۷۔ جنگ خندق کے موقع پر حضورؐ نے غطفان قبیلہ سے صلح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ مدینہ کے انصار سرداروں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپؐ نے یہ پروگرام خدا کے حکم سے کیا ہے یا آپؐ کی ذاتی رائے ہے؟ اگر ذاتی ہے تو پھر ہمیں اس سے اختلاف

Marfat.com

ہے۔ حضورؐ نے ان سے پوچھا تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم صلح کرنے کے حق میں نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا "میں آپؐ لوگوں کے جان و مال کے بچاؤ کے لئے ایسا کر رہا ہوں۔ تاکہ ان سے صلح کر کے دشمن سے بھرپور جنگ کی جائے"۔ لیکن انصار نے اختلاف کیا۔ حضورؐ نے انصار کی رائے کو قبول کر لیا۔

۸۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر تمام مسلمانوں کو دب کر صلح کرنا پسند نہ تھا۔ حضرت عمرؓ نے حضورؐ کے طرزِ عمل سے اعلانیہ اختلاف کیا۔ مگر حضورؐ نے فرمایا کہ میں یہ کام خدا کے حکم سے کر رہا ہوں۔ حالانکہ یہ بات سن کر حضرت عمرؓ نے رجوع کر لیا تھا۔ مگر قبل ازیں اختلافی رائے رکھنے کی وجہ سے اس غلطی پر عمر بھر کفّارے ادا کرتے رہے۔

۹۔ حضرت سلیمان کے بارے میں ایک حکمران چیونٹی نے یہ بات کہی تھی کہ اے چیونٹیو! تم اپنے اپنے بلوں میں گھس جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ سلیمان اور اس کے لشکر بے خبری میں تم کو کچل ڈالیں اسی طرح ہدہد نے بھی ملکِ سبا کے دورے کے بعد کہا تھا کہ اے سلیمان میں سبا سے وہ معلومات لایا ہوں جن کا آپ کو کوئی پتہ نہیں لیکن حضرت سلیمان نے ان دونوں باتوں کا نہ برا منایا اور نہ بات کرنے والوں نے اس کو بے ادبی سمجھا حقیقت بیانی بے ادبی نہیں بلکہ ادب کی سب سے بڑی شکل ہے۔

۱۰۔ حضورؐ نے تین دن تک نماز تراویح پڑھانے کا بندوبست کیا۔ اس کے بعد فرمایا اے جماعت صحابہ! "آپ آئندہ جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنے کی بجائے اکیلے اکیلے پڑھو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ جماعت کی پسندیدگی پر نماز تراویح فرض قرار دے دے۔ اس پر صحابہ کو معلوم ہوا کہ نماز تراویح کا حکم خدا کی طرف سے نہیں ہے بلکہ حضورؐ کی ذاتی پسند پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض محدثین نے اس کو نفل قرار دیا ہے۔ جس کے نہ پڑھنے پر کوئی گناہ اور بے ادبی نہیں کیا ایسے محدثین نے بے ادبی کی ہے؟ یا حقیقت بیانی کی ہے؟

۱۱۔ جب حضرت عائشہ صدیقہؓ پر زنا کا الزام لگایا گیا تو حضورؐ اکثر اپنے سسرال میں حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف رکھتے تھے۔ آخر میں حضرت صدیقہؓ بھی اپنے والد حضرت ابوبکرؓ کے گھر تشریف لے گئیں۔ چالیس روز کے بعد حضورؐ پر وحی نازل ہوئی کہ عائشہ صدیقہؓ الزام سے بری ہے۔ مخالفین کا جھوٹا پروپیگنڈا ہے۔ اس پر حضرت عائشہؓ کی والدہ

Marfat.com

نے عائشہ کو حکم دیا کہ تم حضورؐ کا شکریہ ادا کرو۔ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ "میں اس خدا کا شکریہ ادا کروں گی جس نے میری برأت نازل کی ہے"۔ حضورؐ نے عائشہ صدیقہ کے یہ الفاظ سنے مگر کوئی غصہ نہ فرمایا۔ نہ کسی نے آج تک ان کے الفاظ کو بے ادبی قرار دیا۔

اس مضمون میں مشورہ سے مراد محض حکمران کا اہل الرائے لوگوں سے مشو[رہ] لینا نہیں بلکہ ملک کے عوام کے لئے تعزیری قوانین بنانا ہے۔ یہی مجلس شوریٰ کا مق[صد] ہے لیکن کچھ لوگوں نے محض لفظ مشورہ سے یہ مطلب لیا ہے کہ کوئی حکمران صرف اہل الر[ائے] لوگوں سے مشورہ تو لے سکتا ہے مگر ان سے تعزیری قوانین بنوانے کا پابند نہیں۔ بات طے شدہ ہے کہ بنیادی قوانین تو اللہ تعالیٰ نے پیش کر دیئے ہیں لیکن ضمنی تعزیری قوانین کا اختیار وقت کی مجلس شوریٰ اور اہل الرائے لوگوں کی صواب[دید] پر چھوڑ دیا ہے تاکہ وہ اپنے ملکی حالات کے مطابق ایسی قانون سازی کر سکیں۔

Marfat.com

انبیاء اور اولیاء کے اختیارات

۱۔ اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ ؕ
اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلًا ۝ (الکہف - ۱۰۲)

اللہ نے فرمایا: کیا ان مشرک لوگوں نے کفر و شرک اختیار کر لیا؟ کہ میرے ساتھ میرے بندوں (انبیاء اور اولیاء) کو بھی مددگار نافع اور ضار بنا لیا۔ ہم نے ایسے مشرکوں اور کافروں کے لئے جہنم کی ضیافت تیار کی ہے۔

۲۔ وَلَا یَاْمُرَکُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِکَۃَ وَالنَّبِیّٖنَ اَرْبَابًا ؕ
(آل عمران - ۸۰)

(ہر رسول) وہ تم سے ہرگز یہ مطالبہ نہ کرے گا کہ فرشتوں کو یا رسولوں کو اپنا رب (یعنی نفع و نقصان کا مختار) بنالو۔

۳۔ ذٰلِکَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ۝ مَا
کَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا
فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝ (مریم ۳۴ تا ۳۵)

یہ عیسیٰ مریم کا بیٹا ہے (نہ کہ اللہ کا بیٹا) یہ ہے وہ سچی بات جس میں لوگ شک و شبہ کرتے ہیں۔ اللہ کا یہ کام نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔ وہ تو (شرک سے) پاک ہے۔ وہ جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔

۴۔ وَقَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَی الْمَسِیْحُ
ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِکَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ یُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ۝
اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ

Marfat.com

ابْنَ مَرْيَمَ ج وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ج لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ ط سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (التوبہ ۳۰ تا ۳۱)

یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ عیسٰی مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ یہ بے حقیقت باتیں ہیں جو وہ اپنی زبانوں سے نکال رہے ہیں۔ یہ ان کی ریس کر رہے ہیں جو ان سے پہلے مشرک اور کافر تھے۔ خدا کی مار ان لوگوں پر یہ کہاں سے دھوکا کھا رہے ہیں۔

(یہودیوں اور عیسائیوں نے) اپنے علماء اور پیروں کو اللہ کے ساتھ ساتھ اپنا رب اور معبود بنا لیا۔ اسی طرح عیسٰی مسیح ابن مریم کو بھی رب بنا لیا۔ حالانکہ ان کو ایک معبود اور رب کے حکم کی پابندی کے لئے کہا گیا تھا۔ اس کے سوا کوئی بھی غلامی کا مستحق نہیں۔ وہ پاک ہے۔ ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کر رہے ہیں ــــ!!

۵ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ
مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي
الْاَرْضِ جَمِيْعًا ط (المائدہ ــ ۱۷)

بے شک ان لوگوں نے شرک اور کفر کیا جنہوں نے اعلان کیا کہ عیسٰی مسیح ابن مریم ہی خدا ہے۔ اے رسول ص! ان لوگوں کو کہہ دو کہ اگر خدا مسیح ابن مریم اس کی ماں اور زمین پر آباد تمام لوگوں کو ہلاک کرنا چاہے تو کس کی مجال ہے کہ اس کو اس ارادے سے باز رکھے۔

اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے مریم کو اپنا رب بنایا اور حضرت عیسٰی مسیح کو بھی اپنا نافع اور ضار بنایا جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگو! نفع نقصان پہنچانے کا اختیار میرے پاس ہے۔ نہ عیسٰی مسیح نہ مریم اور نہ دنیا میں آباد لوگ میری کسی کارروائی کے رکاوٹ ہو سکتے ہیں۔ جب یہ لوگ اتنے بے اختیار ہیں تو پھر تم نے ان کو اپنا نافع اور ضار کیوں بنایا ہوا ہے؟ وہ تو مجھے نافع اور ضار سمجھتے تھے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ تم ان کی ریس کرتے اور ان کی طرح مجھے ہی نافع اور ضار جانتے لیکن تم نے یہ سمجھا کہ عیسٰی مسیح جو معجزات دکھا رہا ہے۔ شاید اس کے ذاتی اختیار سے ہے۔ حالانکہ جب تک میرا حکم نہیں ہوتا تھا اس وقت تک وہ

Marfat.com

نہیں دکھا سکتا تھا۔ سورۃ زخرف میں عرب کے مشرک لوگوں نے طنز یہ طور پر مشرک عیسائیوں کو کہا تھا کہ ہمارے الٰہ یعنی نافع اور ضار تمہارے الٰہ حضرت عیسٰی مسیح سے بہتر نافع اور ضار ہیں۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ الٰہ بنانے کے لئے اس کو نافع اور ضار سمجھنا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ اگر یہ عقیدہ نہیں تو پھر نہ کوئی شخص اس کو سجدہ کرتا ہے نہ کوئی شخص اس کے نام کی نذر دیتا ہے۔ نہ کوئی چڑھاوا چڑھاتا اور اس کے نام کے پیسے دیتا ہے۔ بعض لوگ تو یہاں تک دور نکل گئے ہیں کہ حضرت خضر کے نام انسانی جان کو بھینٹ چڑھایا جاتا ہے کہ یہ طوفان وہ لایا ہے۔ یہ سیلاب اس نے پیدا کیا ہے۔ اس معاملہ میں وہی ضار ہے۔ لہٰذا اس کو اس کام سے باز رکھنے کے لئے فلاں چیز یا فلاں انسان کو طوفان میں غرق کر دیا جائے۔ تو خضر حیات جسے حضرت موسیٰؑ کا استاد کہا جاتا ہے وہ خود بخود نقصان پہنچانے سے باز آجائے گا۔

۶۔ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ○ وَقَالُوٓا ءَأٰلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ○ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ○ (زخرف: ۵۷ تا ۵۹)

اے رسولؐ! جونہی کہ ابن مریم کی مثال دی گئی کہ (وہ نافع اور ضار نہیں) تو تمہاری قوم کے لوگوں نے اس بات پر شور و غل مچا دیا اور کہنے لگے کہ ہمارے معبود اچھے ہیں۔ یا وہ (یعنی عیسٰی مسیح) یہ مثال وہ تمہارے لئے محض تکرار اور بحث کے لئے لائے ہیں۔ دراصل یہ محض جھگڑالو لوگ ہیں۔ ابن مریمؑ اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ وہ صرف (خدا کا) ایک اطاعت گزار غلام تھا۔ جس کو رسول (رسول بنا کر) ہم نے انعام و اکرام کیا تھا اور بنی اسرائیل کے لئے اپنی طاقت کا ایک نمونہ بنایا تھا۔

۷۔ وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِى وَأُمِّىَ إِلٰهَيْنِ مِن دُونِ اللّٰهِ ۖ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُونُ لِىٓ أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِى بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُۥ فَقَدْ عَلِمْتَهُۥ ۚ تَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِى وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّٰمُ الْغُيُوبِ ○ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَآ أَمَرْتَنِى بِهِۦٓ أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّى وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنتُ

Marfat.com

عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ (المائدہ ۱۱۶ - ۱۱۷)

کہ "اے عیسیٰ بن مریم، کیا تو نے لوگوں سے کہا خدا کے سوا مجھے اور میری ماں کو بھی خدا (یعنی نافع اور ضار) بنالو؟ تو وہ جواب میں عرض کرے گا کہ
"سبحان اللہ" میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا، اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا، آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے، آپ تو ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں۔ میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا آپ نے حکم دیا تھا۔ یہ کہ اللہ کے حکم کی پابندی کرو (یعنی نافع اور ضار سمجھو) جو میرا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی۔ میں اسی وقت تک ان کا نگران تھا جب تک کہ میں ان کے درمیان تھا۔ جب آپ نے مجھے واپس بلا لیا تو آپ ان پر نگران تھے اور آپ تو ساری ہی چیزوں پر نگران ہیں۔ اب اگر آپ انہیں سزا دیں تو وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر معاف کر دیں تو آپ غالب اور دانا ہیں۔"

ان آیات میں حضرت عیسیٰ مسیح کو مخاطب کیا گیا ہے۔ آپ سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ کیا تم نے اور تمہاری ماں نے یہ بات لوگوں کو کہی تھی کہ ہم کو الٰہ اور رب بنالو۔ (یعنی نافع اور ضار بنالو) حضرت عیسیٰ جو جواب دیں گے وہ تو مختصر طور پر آیت میں درج ہے کہ میں کلی غیب دان نہیں کہ آپ کے دل کی بات بھی جان لوں۔ میرے اٹھائے جانے کے بعد میں قوم اور انسانوں میں نہ تھا۔ مجھے کوئی پتہ نہیں کہ وہ ہم ماں بیٹے کے ساتھ کیا کرتے رہے ہیں۔ اسی طرح وہ تمام نبی اور رسول جن کو دنیا میں الٰہ اور رب یعنی نافع اور ضار بنایا ہوگا وہ سب یہی جواب دیں گے حتّٰی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی جواب ہوگا۔ جب صورتحال یہی ہے تو پھر ایک مسلمان کو جان بوجھ کر جہنم کا ایندھن نہیں ہونا چاہیئے۔

۸ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۗ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۗ كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ

Marfat.com

لَهُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ○ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَمْلِکُ لَکُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَاللّٰہُ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ (المائدہ ۷۵ تا ۷۷)

عیسیٰ مسیح ابن مریمؑ ایک رسول کے سوا کچھ نہیں تھا۔ ایسے رسول اس سے پہلے بھی گزرے تھے۔ اس کی ماں ایک صادقہ اور راست باز عورت (ولی) تھی۔ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے (ایسی حالت میں وہ دونوں خدا کیسے ہو سکتے ہیں) دیکھو ہم کس طرح ان کے سامنے حقیقت اور اصلیت کی نشانیاں واضح کرتے ہیں۔ لیکن (ان کی موجودگی میں) پھر وہ کدھر الٹے پھرے جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں اعلان کر دیا جائے کہ تم اللہ کے ساتھ ساتھ ایسے لوگوں یعنی عیسیٰ مسیح اور حضرت مریم کی عبادت اور دعوت کرتے ہو جن کے پاس نہ نفع پہنچانے کا اختیار ہے اور نہ نقصان پہنچانے کا۔ حالانکہ سب کی سننے والا اور سب کی بات جاننے والا صرف اللہ ہی ہے (نہ کہ عیسیٰ مسیحؑ اور مریمؑ)۔ اے رسول اعلان کر دو کہ اے اہل کتاب یہودیو اور عیسائیو! تم اپنے دین میں ناحق اور ناجائز کمی بیشی نہ کرو۔

۹۔ اَلَا وَاِنَّ اَوَّلَ الْخَلَائِقِ یُکْسٰی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِبْرَاھِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلَا وَاِنَّہٗ سَیُجَاءُ بِرِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِیْ فَیُؤْخَذُ مِنْھُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَیُقَالُ یَا رَبِّ اَصْحَابِیْ فَیُقَالُ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ فَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ○ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ فَیُقَالُ لِیْ اِنَّھُمْ لَمْ یَزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ عَلٰی اَعْقَابِھِمْ مُنْذُ فَارَقْتَھُمْ ○ (مسلم شریف)

اے لوگو! اس بات سے خبردار ہو جاؤ۔ قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم کو لباس پہنایا جائے گا۔ خبردار ہو جاؤ، میری امت کے کچھ لوگ میری بائیں طرف سے میرے پاس آئیں گے۔ میں ان کے بارے میں اپنے رب سے کہوں گا کہ یہ میرے ساتھی ہیں۔ مجھے جواب ملے گا تم نہیں جانتے کہ انہوں نے

تمہارے بعد کیا لچھن اختیار کئے ہیں۔ اس پر میں وہی جواب دوں گا جو اللہ کا صالح بندہ (حضرت عیسٰی مسیح) دے چکا ہے کہ جب تک میں ان میں موجود تھا ان کے اعمال کو دیکھتا تھا۔ جب آپ نے مجھے ان لوگوں سے جدا کر دیا تو پھر آپ ہی ان پر حاضر ناظر تھے۔ آپ ہی حقیقت میں ہر چیز پر گواہ شہید اور بصیر ہیں۔ اگر آپ عذاب دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ بخش دیں تو آپ خود قادر۔ غالب اور حکیم ہیں۔ مجھے اس کے بعد جواب ملے گا کہ تمہارے بعد یہ لوگ برابر ایڑیوں کے بل پیچھے کو پھر گئے تھے (یعنی مشرک ہو گئے تھے)

۹ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ (نوح - ۲۳)

(حضرت نوحؑ کی مشرک قوم) نے اپنے لوگوں کو کہا کہ تم (نافع اور ضار) معبودوں کو یعنی حضرات ودؓ، سواعؓ، یغوثؓ، یعوقؓ اور نسرؓ کو ہرگز نہ چھوڑو۔

حضرت نوحؑ کی مشرک قوم نے اللہ کے پانچ خالص بندوں اور بزرگوں کو نافع اور ضار بنایا ہوا تھا۔ اللہ نے ان کے ناموں کا بھی اعلان کر دیا۔ وقت کی گزران کے ساتھ ساتھ جتنے انبیاء کے بت بنائے گئے اسی طرح ان کے بت بنا کر ان کو نافع اور ضار بنایا گیا۔ ان کو خدا کے مقابلے میں پوری طرح مشکل کشا اور حاجت روا بنانے کا ڈھنڈورا پیٹا گیا۔ خدا کے سامنے وہی پکار اور دعا تھی جو ان کے ہاں پوری نہ ہو سکتی تھی۔ یہ ان کے وہم و گمان تھے۔ حالانکہ وہ مشکلیں بھی اللہ ہی دور کرتا تھا اور وہ حاجتیں بھی وہی پوری کرتا تھا۔ لیکن وہ اللہ کی طرف نہیں بلکہ اپنے نافع اور ضار کی طرف منسوب کرتے تھے۔

۱۰ - اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ

(اعراف - ۱۹۴)

بے شک تم لوگ جن کو خدا کے ساتھ ساتھ پکارتے ہو وہ تو تم جیسے انسان اور بندے (یعنی نسل سے انسان مگر مرتبہ میں نبی اور ولی) ہیں۔

۱۱ - وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۝

(صافات : ۱۲۳ - ۱۲۵)

Marfat.com

بے شک الیاس رسولوں میں سے ایک رسول تھا۔ جس وقت اس نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ خبردار تم ڈرتے رہو۔ کیا تم حضرت بعلؓ کو پکارتے ہو (یعنی نافع اور ضار سمجھتے ہو) اور سب سے بہتر خالق کو چھوڑتے ہو۔

۱۲ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ۝

(نجم : ۱۹ - ۲۰)

کیا تم نے کبھی لاتؓ اور عزیٰؓ اور تیسرے مناتؓ کی حقیقت پر غور کیا ہے ؟

۱۳ ام سلمہؓ نے حبشہ میں عیسائیوں کا ایک گرجا دیکھا جس میں تصاویر نصب تھیں آپ نے حضورؐ سے ذکر کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ ان لوگوں میں اگر کوئی صالح اور نیک آدمی فوت ہو جاتا تو یہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے تھے۔ پھر اس مسجد میں فوت شدہ بزرگ کی تصویر اور فوٹو رکھ لیتے تھے۔ ان کو ضار اور نافع جانتے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس قسم کے بدترین ظالم ہیں۔

(بخاری و مسلم)

۱۴۔ ابو محمد ہذلی حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا ایک جنازے میں شریک تھے۔ آپ نے فرمایا تم لوگوں میں سے کون ہے جو جا کر مدینہ میں کوئی بت نہ چھوڑے جسے توڑ نہ دے اور کوئی قبر نہ چھوڑے جسے زمین کے برابر نہ کر دے اور کوئی تصویر نہ چھوڑے جسے مٹا نہ دے۔ ایک شخص نے کہا کہ میں حاضر ہوں۔ وہ گیا مگر مدینہ کے لوگوں کے ڈر کی وجہ سے واپس آگیا۔ جناب علی نے خود عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں جاتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اچھا تم جاؤ۔ جناب علی گئے اور واپس آکر عرض کیا کہ میں نے کوئی بت نہیں چھوڑا کوئی قبر نہیں چھوڑی جسے زمین کے برابر نہ کیا ہو اور کوئی تصویر نہیں چھوڑی جو ختم نہ کی ہو۔ حضرتؐ نے فرمایا اب اگر اس کے بعد کسی نے کوئی چیز بنائی تو اس نے نبی کی تعلیم سے کفر کیا۔

(مسند احمد، مسلم)

۱۵۔ لات ایک بہت بڑا بزرگ تھا جو حاجیوں کو حج کے دوران ستو پلایا کرتا

تھا۔ جب اس کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے اجتماع شروع کر دیا اور اس کی عبادت کرنے لگے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۶۔ خانہ کعبہ میں حضورؐ کے دور میں تین سو ساٹھ بت تھے۔ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کی تصویریں بھی تھیں۔ جن کے ہاتھوں میں لاٹری کے تیر دکھائے گئے تھے۔ (حدیث)

۱۷۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ پہلے جب کسی قوم میں کوئی صالح اور خدا پرست بندہ فوت ہو جاتا تھا تو بگڑے ہوئے اور شرک پسند لوگ ان کی قبروں پر مسجدیں بناتے تھے اور ان سے اپنی حاجتیں طلب کرتے تھے۔ ان کو نفع و نقصان کا مختار سمجھتے تھے۔ ان کو خدا کے ہاں سفارشی اور اپنے تقرب کا وسیلہ جانتے تھے۔ اسی وجہ سے آہستہ آہستہ نذر و نیاز اور چڑھاووں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ (احمد، بخاری، مسلم، نسائی)

۱۸ حافظ ابن عساکرؒ جناب شیثؑ کے قصہ میں بیان کرتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ جناب آدمؑ کے بیس لڑکے اور بیس لڑکیاں تھیں۔ ان میں بڑی عمر کے لڑکے ہابیل اور قابیل بہت صالح تھے۔ جن کا پہلا نام عبدالحارث اور ودّ تھا۔ جن کو شیث اور ہبۃ اللہ بھی کہا جاتا ہے۔ سب نے ان دونوں بھائیوں کو سرداری دے رکھی تھی۔ اور ان دونوں کی اولاد سے سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ ہابیل جس کی اللہ نے قربانی قبول کی تھی جو بہت خدا ترس تھا جس کے بارے میں قرآن نے کہا ہے کہ میں تم پر ہاتھ نہ اٹھاؤں گا اور اس کے بعد قابیل نے اس کو قتل کر دیا۔ شیطان نے بعض لوگوں کو بھڑکا کر اس کی یادگار بنوا دی کافی سالوں کے بعد ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر لوگ ان کی بندگی اور عبادت کرنے لگے۔

۱۹۔ جناب ابن عباسؓ اور قیسؓ بن محمد سے روایت ہے کہ خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ وہ انبیاء اور اولیاء کے ناموں پر بنائے گئے

Marfat.com

تھے۔ ان بتوں میں جناب ابراہیمؑ۔ جناب اسماعیلؑ، جناب حاجرہؓ۔
جناب عیسیٰ۔ جناب آدم۔ جناب نوح۔ جناب مریم۔ جناب وُدّ۔ سواعؑ
یغوثؑ یعوقؑ اور نسرؑ کے بت تھے۔

(البدایہ والنہایہ، جلد اوّل)

۲۰۔ جناب عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: جو خدا کے سوا دوسرے لوگوں کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہوئے فوت ہوگیا وہ جہنم میں داخل ہوگیا۔

(بخاری)

۲۱۔ امام ابوحنیفہ نے ایک شخص کو صالح لوگوں کی قبروں پہ یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے اہل قبور تم کو کچھ خبر ہے۔ کیا تم پر کچھ اثر ہوتا ہے؟ کئی ماہ سے میں تمہارے پاس آتا ہوں اور پکار رہا ہوں۔ میرا سوال صرف اتنا ہے کہ تم میرے لئے دعا کرو۔ کیا تم کو میرے حال کی خبر نہیں؟ یا کیا تم میرے حال سے غافل ہو؟

یہ سن کر جناب امام ابوحنیفہ نے فرمایا۔ اے آدمی کیا تم کو کوئی جواب ملا ہے؟ اس نے کہا کوئی جواب نہیں ملا۔ اس پہ جناب امام نے فرمایا تجھ پر لعنت، جو جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے جو کسی شے کا کوئی اختیار نہیں رکھتے جو کوئی آواز نہیں سن سکتے۔ تمہارے دونوں ہاتھ تباہ ہوں۔ ایسے جسم کیسے بات کر سکتے ہیں؟

۲۲۔ حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ تم یوں نہ بولا کرو کہ جو چاہے اللہ اور جو چاہے محمدؐ بلکہ یوں کہا کرو کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے

(مشکوٰۃ)

۲۲۔ جناب علیؓ نے فرمایا: میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہونگے۔ ایک غلط غلبۂ محبت سے ایسی تعریف کرے جس کا میں مستحق نہیں اور دوسرا جو عداوت رکھے اور مجھ پر بہتان باندھے۔

(حدیث)

پورے قرآن میں انبیاء اور رسل۔ جنوں اور فرشتوں اور بزرگوں، ستاروں اور سیاروں، چاند اور سورج، بتوں اور قبروں، تصویروں اور تمثیلوں، مرشدوں اور مزاروں کو رب اور معبود، الٰہ اور وکیل بنا لینے کا واحد سبب جو سب میں قدر مشترک رکھی گئی ہے کہ سب نے بارے میں ان کا دین اور عبادت صرف نفع و نقصان پر مشتمل ہے۔

Marfat.com

کو خاص عبادت کہا گیا ہے۔ اگر کسی ظالم عالم اور پیر سے پوچھا جائے کہ تم کس خیال کے مطابق نبیوں کو پکارتے اور عبادت کرتے ہو۔ لیکن اگر تم نے قرآن کے مطابق اس مافوق الاسباب پکار اور دعا کو عبادت سمجھ لیا ہے تو کیا عبادت نبیوں اور رسولوں، ولیوں اور بزرگوں کے نام کی جائز ہے؟ جو کام عبادت اور دین ہے وہ سوائے ایک خدا کے کس کے نام کی جائز ہے؟ بلکہ شرک قطعی ہے۔

قرآن مجید میں ایک جگہ ایسی ہے جہاں یہ بتایا گیا ہے کہ ملکہ بلقیس اور اس کی قوم سورج کو پوجا کرتے تھے یہاں سورج کو پوجنا صرف اس لئے مقصود ہے کہ اس کو وہ نفع اور نقصان کا مختار سمجھتے تھے اگر ان کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو وہ کبھی بھی سورج کو سجدہ نہ کرتے۔ بعض لوگ بزرگوں کی قبروں کو اس لئے سجدہ کرتے ہیں کہ بزرگ خوش ہو کر ان کا ضرر دور کر دے یا ان کو نفع پہنچائے تمام عبادت کی بنیاد صرف ضرر سے بچنے اور نفع حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اصل مطلوب اور مقصود صرف نفع اور نقصان کا عقیدہ ہے۔ قرآن پاک نے اسی عقیدہ کی درستی پر زور دیا ہے اسی عبادت اور دین کو سب سے زیادہ اہمیت دی ہے۔ نذر نیاز اور چڑھاوے۔ بکرے چھترے دیگر جانور۔ قربانیاں نقدیاں۔ اجناس اور کپڑے۔ پھل اور فروٹ محض اسی نفع نقصان کی امید پر چڑھائے جاتے ہیں۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم صرف اہل قبور یا بزرگوں کو ثواب پہنچانے کے لئے کرتے ہیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ ایسے لوگوں پر شرک کا اطلاق نہیں ہوتا۔ شرک کا اطلاق ثواب پہنچانے پر نہیں بلکہ ان کو راضی کر کے ان سے نفع حاصل کرنے اور نقصان سے بچنے کے عقیدہ پر ہے۔

عقل اور غور و فکر کا تقاضا ہے کہ اگر دنیا میں کوئی نبی کلی اور رسول بھی کلی غیب دان ہو تو پھر وحی الٰہی کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ کیا کلی غیب نبوت سے پہلے ہی حاصل ہو چکا ہوتا ہے؟ کیا نبوت ملنے پر ہی ہمیشہ کے لئے کائنات کے تمام راز مستقل طور پر فاش ہو جاتے ہیں؟ کیا نبوت کے دوران کائنات کا کلی غیب مکمل ہو جاتا ہے؟ اگر ایسا ہے تو پھر ایک طرف تو اللہ تعالیٰ کو اپنے رسول کے بارے میں دعویٰ کرنا چاہیئے کہ میں نے اب ان کو کائنات اور زمین و آسمان کا کلی غیب عنایت کر دیا ہے۔ دوسرے رسول مقبول ؐ کو دعویٰ کرنا چاہیئے تھا کہ ان پر کائنات کے تمام غیب اور اختیارات مکمل ہو چکے ہیں اور لیکن صورت حال یہ ہے کہ اللہ نے صرف اپنے بارے میں زمین و آسمان کے کلی غیب کا دعویٰ کیا ہے۔ جبکہ رسول

مقبول نے دعویٰ کیا ہے کہ ان کو کائنات کے کلی غیب حاصل نہیں بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کو
حاصل ہیں۔ (اختتام / حاصل بحث)

اب ان ساتھیوں کو سوچنا چاہیئے کہ ہم دعووں کو جھٹلا کر کس محبت کا ثبوت پیش کر رہے ہیں وہ کونسا سچا عاشقِ نبی ہے جو ایک بشر رسول کو محض نور کہنے پر مجبور کر رہا ہے اور وہ کونسی دیوانگی ہے جو کسی بھی رسول مقبول کو کائنات کا کلی غیب دان بنانے پر پریشان کر رہی ہے ناجائز شان و شوکت بڑھانا اور ناجائز مرتبہ کم کرنا دونوں وہ خطرناک پہلو ہیں جنہوں نے حضورؐ سے پہلے ایک طرف تو حضرت ابراہیمؑ حنیف کے ماننے والے حنفیوں کو گمراہی میں ڈالا دوسرے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عزیرؑ کے ماننے والے یہودیوں نے حضرت موسیٰ کے بشر رسول ہونے کا انکار کیا اور حضرت عزیرؑ کو اپنی بے ہوش اور اندھی محبت نے مشکل کشا اور حاجت روا بنا دیا تیسری طرف عیسائیوں کے ایک گروہ نے حضرت عیسیٰ مسیح کی خلاف اسلام محبت کو اپنا جزوِ ایمان سمجھا اور ان کو اور ان کی والدہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ مافوق الاسباب میں جھوٹا ضار اور نافع بنا لیا۔ اسی طرح جھوٹے ارباب کا اضافہ کر کے اسلام کے عقیدۂ توحید کی دھجیاں اڑا دیں۔ جس غلط اور گمراہ کن پیار اور محبت، عشق اور گرویدگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے عرب کے مشرک حنفیوں اور یہودیوں، عیسائیوں اور صابیوں کو مشرک قرار دیا ہے اور ان کے لئے جہنم کی وعید آئی ہے۔ اسی غلط اور گمراہ کن عشق اور محبت کی وجہ سے آخر مسلمانوں کے غلط کار اور گمراہ لوگوں کو کیسے معاف کیا جا سکتا ہے؟ جبکہ حضورؐ نے صاف صاف اعلان کر دیا ہے کہ شرک و بدعت اور کفر و سرکشی کرنے والے مسلمان ہرگز میری امت نہ ہوں گے۔

مافوق الاسباب میں جن اور فرشتہ کی استمداد

۱- وَجَعَلُوْا لِلّٰہِ شُرَکَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ
بَنِیْنَ وَبَنٰتٍ بِغَیْرِ عِلْمٍ ط سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ
(انعام : ۱۰۰)

لوگوں نے جنوں کو اللہ کا شریک بنالیا۔ حالانکہ وہ خود ان کا خالق ہے — وہ بے جانے بوجھے اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں بناتے ہیں۔ حالانکہ وہ شرک سے، پاک ہے۔ وہ بالاتر ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ بناتے ہیں

۲- وَیَوْمَ یَحْشُرُهُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِکَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ
اِیَّاکُمْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَکَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ
دُوْنِهِمْ بَلْ کَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ج اَکْثَرُهُمْ
بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ○
فَالْیَوْمَ لَا یَمْلِکُ بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا.....
بِهَا تُکَذِّبُوْنَ ○ (سبا - ۴۱ تا ۴۲)

جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا تو پھر فرشتوں سے پوچھے گا۔ کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے۔ وہ جواب دیں گے کہ پاک ہے آپ کی ذات ہمارا تعلق تو آپ سے ہے نہ کہ ان لوگوں سے یہ لوگ ہماری نہیں بلکہ شاید جنوں کی عبادت کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر انہی پر ایمان لانے والے تھے۔ قیامت کے دن ہم کہیں گے (کہ اے جنو اور فرشتو!) آج تم میں سے کوئی نہ کسی کو نفع دے سکتا ہے اور

Marfat.com

نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ ظالم لوگوں سے یہ کہہ دیا جائے کہ اب تم اس عذاب جہنم کا مزا چکھو جس کو جھوٹا قرار دیتے تھے۔

۳۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۝

(انبیاء۔ ۲۸)

جو کچھ (فرشتوں) کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے غائب ہے اس سے بھی وہ باخبر ہے۔ وہ (فرشتے) کسی کی سفارش نہیں کرتے سوائے اس کے جس کے حق میں سفارش سننے پر اللہ راضی ہو۔ وہ تو اس کے خوف سے ڈرتے رہتے ہیں۔

۴۔ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِى الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۝

(قرآن)

جب سلیمان پر ہم نے موت کا فیصلہ نافذ کیا تو جنوں کو اس کی موت کا پتہ دینے والی گھن کے سوا کوئی اور چیز نہ تھی جو اس کے عصا کو کھا رہا تھا۔ اس طرح جب سلیمان گر پڑا تو جنوں پر یہ بات کھل گئی کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔

ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ اگر انبیاء اور رسل یا اولیاء اور صلحاء کائنات کے مستقل نافع اور ضار ہوتے تو وہ اپنی اپنی قوم کو مسلمان بنا لیتے۔ ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ کسی جنگ میں کبھی شکست نہ ہوتی۔ ان کو کبھی قتل نہ کیا جاتا اور نہ پھانسیوں پر چڑھایا جاتا اور نہ قید و بند میں ڈالا جاتا۔ ان کے ساتھیوں پر مصائب کے پہاڑ نہ توڑے جاتے۔ ان کا قتل عام نہ ہوتا جو معجزات اور ان کے کارنامے آپ لوگ پڑھتے ہیں وہ ان کے اختیار میں نہ تھے بلکہ اچانک خدا کی طرف سے واقع تھے۔ آپ لوگوں نے یہ سمجھ لیا شاید اب یہ معجزہ دکھانا ان کے اختیار میں دے دیا گیا اب یہ بزرگ زندگی اور موت دونوں میں نافع اور ضار بن گئے۔

بعض علماء اور پیرانِ عظام نے قرآن کی مذکورہ آیات میں نفع نقصان، دعوت اور عبادت کے بارے میں یہ عجیب و غریب تفسیر کی ہے کہ یہ تمام آیات محض پتھر کے بتوں کے بارے میں ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید نے چند ایسے واقعات کو چھوڑ کر انبیاء اور اولیاء کا نام لیا ہے۔ علماء اور پیروں کا نام لیا ہے۔ فرشتوں اور جنوں کا نام لیا ہے۔ سورج اور ستاروں کا نام لیا ہے۔ زندہ بادشاہوں اور حاکموں کا نام لیا ہے۔ اپنی خواہشات کو خدا بنانے کا نام لیا ہے۔ بزرگوں کی قبروں کا نام لیا ہے۔ گویا بزرگوں کے نام سے بتوں کا تو صرف ایک نام ہے حالانکہ یہاں بھی پتھر کے بتوں سے مرادیں نہیں مانگی گئیں بلکہ جن بزرگوں اور نبیوں کے نام سے بت ہیں انہیں مخاطب کیا جاتا تھا اور یہ اسی طرح تھا جس طرح بزرگوں کی قبروں کو نہیں بلکہ قبروں کے اندر دفات یافتہ بزرگ کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ مختلف ادوار میں بزرگوں کے نام سے پتھروں کے بت بنائے جاتے تھے۔ ان کو بھی عالم الغیب اور حاضر، سمیع اور نصیر، خبیر اور بصیر، ضار اور نافع سمجھا جاتا تھا۔ اس بات کی تصدیق آج کے بت پرستوں سے بھی ہوسکتی ہے جو ہندوستان میں تقریباً چار ہزار سال سے اپنے اوتاروں اور بزرگوں کے نام سے بت گھڑ گھڑ کر ان کی دعوت اور عبادت کر رہے ہیں۔ وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ ہم پتھر کے بتوں سے مرادیں نہیں مانگتے۔ ان کے نام کے جانور نہیں چھوڑتے۔ ان کے نام کی نذریں نہیں دیتے۔ ان کے نام کی قربانیاں نہیں دیتے بلکہ اس بزرگ اور اوتار کے نام سے یہ سب کچھ کرتے ہیں جس کے نام سے بت بنایا گیا ہے۔ جاپان، سری لنکا، برما اور امریکہ کے بعض مقامات پہ ہزاروں سالوں سے بزرگوں کے نام پتھروں سے بنائے ہوئے بتوں اور قبروں میں مدفون بزرگوں سے مرادیں مانگی جاتی ہیں۔ دنیا میں اتنا احمق کوئی نہیں جو محض پتھروں کے بتوں سے مرادیں مانگتا ہو۔

لہٰذا یہ ایک دھوکا ہے جو سادہ لوح مسلمانوں کو دے کر مشرک بنایا جارہا ہے۔ قرآن میں جہاں بزرگوں کے بتوں کو نفع و نقصان کا مختار بنایا گیا ہے۔ ان کو ضار و نافع سمجھا گیا وہیں حضرت مریم، حضرت عیسیٰ مسیح، حضرت عزیر، حضرت علماء اور پیر، فرشتوں اور جنوں، سورج اور چاند کو بھی نفع نقصان کا مختار قرار دیا گیا۔ حالانکہ

Marfat.com

(3)

اللہ تعالیٰ نے تمام قسم کے نام نہاد اور خود ساختہ معبودوں اور خداؤں کے بارے میں صاف صاف کہا ہے کہ وہ ہرگز نافع اور ضار نہیں۔ وہ بصیر اور سمیع نہیں وہ علیم اور حکیم نہیں۔ کائنات میں اکیلا خدا ان صفات کا حامل ہے۔ اگر کوئی اس بات کو بے ادبی سمجھتا ہے تو وہ خود قرآن اور حدیث کے احکام کا بے ادب ہے۔ انبیاء اور اولیاء کا بے ادب ہے۔

Move on
page 8
end at
"the story of
God"

Marfat.com

خدائی اختیارات

۱۔ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ (آل عمران : ۱۸۱)

اللہ نے ان (مشرک) لوگوں کا قول سن لیا جو کہتے ہیں کہ اللہ تو فقیر اور محتاج ہے اور ہم غنی اور دولت والے ہیں۔

۲۔ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝ (فاطر۔ ۱۵)

لوگو! تم ہی اللہ کے محتاج ہو۔ اللہ تو غنی اور حمید ہے

۳۔ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ط غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ (المائدہ ۔ ۶۴)

یہودی کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاتھ تو بندھے ہوئے ہیں۔ خود ان کے ہاتھ باندھے گئے ہیں جو یہ بکواس بکتے ہیں۔ ان پر لعنت ڈال دی گئی ہے حالانکہ اللہ کے ہاتھ تو بالکل کھلے ہیں وہ جس طرح چاہتا ہے اس طرح مال خرچ کرتا ہے۔

ظالم یہودیوں نے اس حد تک دلیری اور جسارت کی کہ انہوں نے شرک و کفر میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ اعلان کر دیا ہے کہ اب خدا کے پاس کچھ نہیں۔ اس نے اپنے بیٹوں کے سپرد کر دیا وہ تو اب بند ہاتھ لئے بیٹھا ہے غنی تو وہ لوگ ہیں جو اس کے بیٹے اور محبوب ہیں۔ جو نبی اور رسول ہیں۔ جو ولی اور بزرگ

Marfat.com

ہیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اہل قبور اور اہل بتان کو سب کچھ کا مختار قرار دے دیا یا پھر جنوں اور فرشتوں کو مالک بنا دیا۔ اس طرح شرک کا وہ دروازہ کھل گیا جس کو رسولوں نے بند کیا تھا۔ رسولوں نے ہمیشہ بندوں کو خدا کے ساتھ جوڑا تھا لیکن مشرکوں نے ہمیشہ خدا کے بجائے خدا کے بندوں کے ساتھ اس طرح جوڑ دیا کہ سب کچھ کا مختار بزرگوں کو بنا دیا۔ آج نہ صرف بعض مشرک مسلمان اس جرم شرک میں مبتلا ہیں بلکہ ان کی ریس میں ہندو اور بدھ، جینی اور زردشتی سب اس جرم کا ارتکاب کر رہے ہیں خود مسلمانوں نے یہ محسوس نہ کیا کہ ان جرائم پر اللہ تعالیٰ اہل کتاب یہودیوں اور عیسائیوں کی مذمت کر چکا ہے۔ اس کے باوجود ہم ان کی ڈگر پر چل رہے ہیں۔ مسلمانوں کے ایک طبقہ نے بھی یہ عقیدہ بنا رکھا ہے کہ اب خدا کے پاس کیا رکھا ہے۔ وہ تو اپنے اختیارات اپنے رسولوں اور شہیدوں۔ اپنے ولیوں اور بزرگوں کو دے چکا ہے۔ اس نے خود ہی ان کو عالم الغیب بنا کر نافع اور ضار بنا رکھا ہے۔ کیا یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کی نظر سے بچ جائیں گے!

حکومت اور دولت معیار حق نہیں

دنیا میں اکثر ظالموں اور مشرکوں کا حکمران اور بادشاہ ہونا۔ جاگیردار اور سرمایہ دار ہونا۔ ان کا پھلنا پھولنا۔ انعامات اور عطیات کا ہجوم۔ ان کے ہاں کثیر اولاد اور غلام ہونا۔ بیماریوں کا بہت کم آنا اور لطف و عیش کی زندگی گذارنا۔ ان ظالموں کے مقابلہ بے گناہوں اور فرمانبرداروں کا مصیبتوں اور تکلیفوں میں مبتلا ہونا، بدحالی اور غریبی میں غلطاں رہنا۔ نیکوکاروں کا قتل و غارت۔ جیل اور پھانسی کے تختوں پر چڑھنا۔ بعض لڑائیوں میں شکست کھانا۔ مجاہدین اسلام کا سخت بیماریوں میں مبتلا ہونا۔ بہت سی الجھنیں اور شکوک پیدا کر دیتا ہے کہ یہ جہان اور عالم ایک اندھیر نگری اور چوپٹ راج ہے۔ اور یہ دنیا کا کوئی خدا اور حکمران نہیں۔ کوئی رب اور معبود نہیں۔ کوئی نیکی پارٹی کا حامی اور مخالف پارٹی کا دشمن نہیں جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ سے آپ ہے۔ بعض اوقات ایک مومن بھی اس طرح کے واقعات میں دل ہار بیٹھتا ہے۔

Marfat.com

وہ شکستہ دل اور مایوس ہو جاتا ہے۔ آزمائشوں اور امتحانوں میں گھبرا اٹھتا ہے۔ لیکن اللہ نے پہلے دن سے ہدایت کر دی ہے کہ یہ دنیا ایک آزمائش گاہ اور دار العمل ہے۔ یہاں نیک اور بد دونوں کو چند اختیارات اور قوتوں کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ عارضی اور وقتی زندگی دی گئی ہے۔ یہاں اگر مومن خدا کے احکام کی اطاعت کریں گے اور اس سلسلہ میں ہر قسم کے مصائب اور تکالیف کا مقابلہ کریں گے۔ اور اس راستہ میں غازی یا شہید کی زندگی گزار کر آزمائش میں پورے اتریں گے تو آخرت کی زندگی کامیاب اور بامراد ہوگی۔ آخرت کی زندگی میں وہ مومن ہر قسم کی سہولتوں کا حامل ہوگا اور اگر ایک دوسرا آدمی اسلام کی بغاوت کرے گا اور اس کے انقلاب کے حامیوں کو تکالیف اور مصائب میں مبتلا کرے گا۔ تو ثابت ہو جائے گا۔ اس پر حجت قائم ہو جائے گی۔ یہ اس ظالم کی آزمائش ہے جس پر اس نے زندگی کے آخری لمحات تک عمل کیا۔ اگر وہ ظلم و ستم نہ کرے تو کیسے سزاوار بنے۔ لہٰذا دنیا میں ہونے والے واقعات خود نتائج نہیں ہیں۔ بلکہ آزمائش کا ذریعہ ہیں اور اوپر کوئی ذات ان واقعات پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ جو آدمی بجلی کی روشنی کو دیکھ کر اس کے مرکز اور منبع اس کے ڈیم اور بجلی گھر پر ایمان کا تصور نہیں رکھتا۔ جو آدمی بغیر ستونوں کے کھڑے آسمان کو کسی طاقت ور قوت کا کارنامہ نہیں سمجھتا۔ جو آدمی ریڈیو کی خبریں سن کر ریڈیو سٹیشن کا انکار کرتا ہے تو گویا وہ عقل سے محروم اور جہالت سے بھرپور ہے۔ جو آدمی دیکھتا ہے ہر روز ماؤں کے پیٹوں سے ایک ہی طرح کے لاکھوں انسان پیدا ہو رہے ہیں مگر یہ کسی کاریگر کی کاریگری نہیں سمجھتا تو اس کا دماغ اور دل کہیں رہن ہیں جس آدمی نے مطالعہ اور العلم سے معلوم کر لیا ہے کہ لاکھوں انبیاء نے اپنی اپنی قوموں کو ایک ہی قسم کا دین اور نظام دیا ہے۔ سب کے قوانین ایک سب کی تعلیم ایک سب کے احکام ایک مگر سب کے زمانے الگ الگ۔ کوئی شاگردی نہیں۔ ملاقات کا سلسلہ قائم نہیں۔ تمام انبیاء ایک ہی آقا اور مالک ایک ہی رب اور معبود ایک ہی اِلٰہ اور خدا ایک ہی خالق اور رازق کو حقیقی اور اصلی بادشاہ سمجھتے ہیں اور اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کو آخرت کی نجات سمجھتے ہیں مگر انسانوں کی اکثریت ہر دور میں سورج کی طرح چمکتی ہوئی اس حقیقت کا نہ صرف انکار کرتی ہے

Marfat.com

بلکہ اس کو پیش کرنے والے صالحین اور صدیقین کے سامنے پہاڑ بن کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اپنی تمام قوتوں کو انبیاء کی تعلیم کی مخالفت پہ لگا دیتے ہیں۔ اور ان کے حامیوں پر ہر قسم کے وہ مظالم حلال سمجھتے ہیں جو ان کے بس میں ہیں۔ کیا حقیقتوں کا اظہار کرنے والے رُک گئے؟ ہرگز نہیں۔ یہ ایک مستقل جنگ ہے جو اسلام اور شرک کے درمیان جاری ہے۔ اس جنگ کو قیامت کی آمد ہی بند کر سکتی ہے۔ اسلام اور جہالت کی یہ جنگ آخر دم تک جاری رہے گی۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اسلام کی جنگ میں حصہ دار ہوں گے۔

شفا اور رزق کی طلب اور شرک

۱- وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَاهِيمَ ٥ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ٥
وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ٥ (الشعراء ۷۸-۸۰)

(اے رسولؐ) ان لوگوں کو ابراہیمؑ کی ایک خبر بتادو (اس کا عقیدہ تھا) کہ اسی ذات (یعنی اللہ نے) مجھے پیدا کیا ہے۔ وہی ہدایت کی رہنمائی کرتا ہے جب میں بیمار ہوتا ہوں تو صرف وہی اکیلا مجھے شفا اور تندرستی دیتا ہے۔

۲- إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ....
إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِندَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ٥ (العنکبوت: ۱۶-۱۷)

اور جب ابراہیمؑ نے اپنی قوم سے کہا۔ تم صرف اللہ کے حکم کی پابندی کرو۔ اسی سے ڈرو۔ حقیقت میں اللہ کے ساتھ ساتھ تم جن ہستیوں کی بندگی کرتے ہو (یعنی نفع نقصان کا مختار) وہ تم کو رزق نہیں دے سکتے۔ صرف اللہ ہی سے رزق مانگو۔ اسی کی بندگی کرو (یعنی نفع نقصان کا مختار سمجھو۔ (مرنے کے بعد) تم اسی کی طرف لوٹائے جانے والے ہو۔

ان آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عقیدہ اور مسلک پیش کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مافوق الاسباب میں اکیلے خدا سے شفا اور رزق طلب کرنا عبادت اور دین ہے جو کام عبادت ہے وہ خدا کے سوا اور کسی کے نام کا شرک ہے۔ آج مسلمانوں اور غیر مسلموں کے ہاں کیا ہو رہا ہے۔ پس یہی کہ لوگوں کی ایک بھیڑ بزرگوں کے بتوں۔ قبر و

Marfat.com

اور مزاروں سے رزق کی کمی اور بیماری میں شفا کا مطالبہ کرتی ہے ۔ نہ صرف قریب جا کر بلکہ دور سے بھی ان کو پکارتی اور دعا کرتی ہے ۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم نے ہر رسول اور نبی کی عملی زندگی کو بھی نظر انداز کر دیا۔ قرآن میں کتنے ہی انبیاء کا ہر معاملہ میں کردار اور رد یہ موجود ہے مگر ہم ان سے راہنمائی حاصل نہیں کرتے۔ دنیا میں کوئی رسول ایسا نہیں آیا جس کے بارے میں کوئی ایک واقعہ پیش کیا جائے جس میں ان میں سے کسی نے مافوق الاسباب میں پہلے کسی رسول اور نبی کو پکارا ہو ۔ ان کو ایسے حالات میں نافع اور ضار بنایا ہو ۔ ہمارے ہاں معیارِ حق صرف انبیاء کرام کا گروہ ہے ۔ دوسرے لوگ صرف اسی معیار پر پورے اترنے والے ہیں۔ انبیاء سے اگر زندگی میں کوئی لغزش ہوئی تو اللہ نے اس کی فوراً درستی فرمادی لیکن اگر کسی غیر نبی یا ان کے پیروکار سے کوئی لغزش ہوئی تو اس کی درستی کے لئے کوئی قدم اٹھایا گیا یا نہیں ۔ اس بارے میں ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ۔ البتہ اتنا کچھ سوچ سکتے ہیں کہ ان کا فلاں کام اسلامی اصولوں اور حکموں کے مطابق تھا اور فلاں میں کوئی مطابقت نہیں پائی جاتی ۔ اب ہمارے سامنے ایک تو اپنے بعض بزرگوں کا عمل ہے ۔ دوسرے اسلام کے احکام پر مبنی قرآن اور حدیث ہے

اگر دونوں احکام اور اعمال میں تضاد اور فرق ہے تو ہم کو تو یہی حکم ہے کہ اسلام کے حکم کو اختیار کر لیا جائے اور بزرگ کے عمل سے انکار کر دیا جائے ۔ ایک وقت میں دو متضاد احکام کی پیروی درست نہیں ۔ اگر کوئی جاہل اس بات کو بزرگ کی بے ادبی پر محمول کرتا ہے تو یہ اس کی اپنی جہالت ہے کہ غیر اسلامی کام کو اسلام سمجھ لیا جائے اور اس پر صرف اس وجہ سے عمل کیا جائے کہ یہ فلاں بزرگ نے فعل کیا ہے ۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بعض غلط کار یہودیوں کے اس فعل کی شدید مذمت کی ہے انہوں نے شتر مرغ بطخ اونٹ اور خرگوش کو اسی وجہ سے حرام قرار دیا تھا کہ ان پر حضرت یعقوبؑ نے صرف اپنی ذات پر کسی کراہت اور ناپسندیدگی کی وجہ سے پرہیز کیا تھا ۔ حالانکہ انہوں نے دوسرے لوگوں کو کہا تھا کہ اسلام میں یہ تمام جانور حلال ہیں ۔ تورات میں بھی ان جانوروں کو حرام نہ کہا گیا تھا بلکہ حلال کے زمرے میں تھے مگر انہوں نے ایک رسول کے ذاتی فعل کو جس کو دوسرے لوگوں پر حرام نہ کیا تھا کو مستقل اس طرح اپنایا کہ ان کو آخر کار غلط محبت کی وجہ سے حرام قرار دے دیا ۔

Marfat.com

حالانکہ ان کو بار بار کہا گیا تھا کہ موسیٰؑ کی توریت میں یہ چیزیں حلال ہیں مگر انہوں نے حضرت یعقوب کے پرہیز کو آڑ بنا کر معاملہ چار قدم آگے بڑھا دیا۔ بزرگوں کے ذاتی اعمال پر ایسی محبت تباہی ہے جس سے حضورؐ کے صریح احکام کو نظرانداز کر دیا جائے اور پھر ان کی پابندی کی جائے۔ ایسی بات ممکن ہے کہ انہوں نے وہ عمل اس طرح نہ کیا ہو جس طرح اس کی تشریح کر دی گئی ہے۔ جیسے پنجاب میں حضرت معین الدین اجمیری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ساز کے ساتھ قوالی کو نہ صرف جائز قرار دیتے تھے بلکہ وہ اپنے سامنے ساز کے ساتھ قوالی خود کراتے تھے۔ اوّل تو قوالی پسند لوگوں نے اپنے عمل اور کردار کو جائز قرار دینے کے لئے ایک بزرگ کا سہارا لیا ہے۔ دوسرے اگر یہ بات درست بھی ہو کہ وہ غیر مسلموں کو اپنے گرد جمع کرنے کے لئے ایسا پسند کرتے تھے پھر بھی ہم پر فرض ہے کہ ہم اسلام کے حکم کو پکڑ لیں اور اپنے بزرگ کے خلاف اسلام حکم کو چھوڑ دیں۔ اللہ کے رسولؐ نے ساز کے ساتھ گانے سے منع کیا ہے۔ ساز سے شدید نفرت کی ہے۔ ہمارے لئے سب سے بڑے بزرگ اور کریم رسولؐ کی پیروی ضروری ہے اور اسی کے لئے آخرت میں پوچھ ہوگی۔

برِصغیر میں ایک اور بھی غیر اسلامی رواج پایا جاتا ہے مسلمان کہلانے والے بہت سے لوگ دفات یافتہ لوگوں کی قبروں کو پختہ کرتے ہیں۔ بعض جگہ ان پر مزار بناتے ہیں اور پھر دلیل یہ دی جاتی ہے کہ فلاں بزرگ نے ایسا کیا ہے۔ ایسا کہا ہے۔ ہم کیوں ایسا نہ کریں بعض لوگ تو معاشرہ میں سنجیدہ ہوتے ہیں۔ انہیں حضورؐ کا حکم سنایا جائے تو عمل کر لیتے ہیں لیکن کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو حضورؐ کے حکم کی نافرمانی کی کوئی پرواہ نہیں کرتے اور اپنے بزرگ کے غیر اسلامی حکم کی پیروی نہ کرنے والے کو بے ادب کہتے ہیں۔ حالانکہ بے ادب اور گستاخ وہ لوگ ہیں جو میرے آقا اور مولا اور معیارِ حق کے پُتلے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں۔ حضورؐ نے قبروں کو پختہ کرنے اور پختہ مزار بنانے سے منع کیا ہے۔ حتّٰی کہ اپنے دورِ حکومت میں عرب کے گوشہ گوشہ میں صرف تمام بتوں کو بلکہ تمام پختہ قبروں کو گرا دیا تھا۔ حضرت علی رضؓ نے کئی دفعہ خود اس فرض کو سرانجام دیا۔ کیا وہ لوگ بے ادب نہیں جو حضورؐ کے حکم کو نظرانداز کر کے اپنے بزرگ کے حکم پر چلتے ہیں۔

Marfat.com

اسی طرح حضورؐ نے فرمایا ہے کہ سال کے بعد نہ کہ ہر ماہ کے بعد ایک مہینہ محرّم آتا ہے جس میں دن دسواں اور رات گیارہویں ہوتی ہے۔ یہ دن آدم علیہ السّلام سے بہت متبرک اور مستوجب دعا ہے۔ اس پر حضورؐ نے حکم دیا ہے کہ اے مسلمانو! تم نہ صرف دس محرّم بلکہ نو محرّم کو بھی روزہ رکھا کرو تاکہ خدا تمہارے گناہوں کو معاف کر دے اور نیکیوں میں اضافہ فرمائے۔ لیکن ہمارے بعض بزرگوں نے جو کچھ لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہر ماہ یہ دن آتا ہے۔ اس میں گیارہویں کا ختم کیا جائے۔ پیر کے نام کی دیگیں پکائی جائیں یا فلاں امام کے نام کے کھانے پکائے جائیں وہ بھی بزرگ کے ایصالِ ثواب کے لئے نہیں بلکہ اپنی ذات یا اپنے دوستوں کے مفاد کے لئے کہ وہ خوش ہو کر ان کو نقصان سے بچائیں اور فلاں فلاں فائدہ پہنچائیں۔ اب دیکھ لیا جائے کہ حکم کیا ہے اور بعض بزرگ کیا کر رہے ہیں! کیا یہ حکم کی اطاعت ہے یا نافرمانی ہے؟ کیا یہ حکم حضورؐ کے حکم سے ملتا ہے یا بے ادبی ہے۔ خود ہی سوچ کر غلط اور درست کا اندازہ کر لیجئے۔

یہ تو حال ہمارے بعض عالموں اور پیروں کا ہے لیکن ہمارے سیاسی لیڈر اور راہنما حد سے زیادہ گزر چکے ہیں۔ جو لوگ اسمبلیوں میں جاتے ہیں اور وہ اسلام کے فوجداری اور قصاصی، وراثتی اور معاشی قوانین اس شکل میں بناتے ہیں جس میں اسلام کے قانون کی دھجیاں بکھیر دی جاتی ہیں اوّل تو ان کو ایسے قوانین بنانے کا سرے سے کوئی اختیار نہ تھا جو اسلام نے بنا کر دیئے ہیں اور اگر ضرورت تھی تو پھر تعزیری قوانین بنائے جاتے جن کے بارے میں اسلام نے گنجائش رکھی ہے۔ اکثر مسلم ممبران کی پارلیمنٹیں عرصہ دراز سے ایسے قوانین بنا رہی ہیں جو اسلامی قوانین سے متصادم اور متضاد ہیں اور یہ اتنا بڑا شرک ہے جس کا تصور نہیں کیا جاتا۔ ایسے تمام قوانین حرام قوانین ہیں جو اسلامی قوانین سے متصادم ہیں۔ گویا ہمارے مسلم ممبران کی اکثریت حلال قوانین کو نظر انداز کر کے حرام قوانین تشکیل دے رہی ہے۔ آخرت کی جواب دہی کے احساس سے عاری ہو چکی ہے اگر بزرگ ممبران کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ ان کے اکثر ووٹران سے گفتگو ہوتی ہے تو جواب ملتا ہے کہ یہ کوئی گناہ نہیں۔ زمانہ کی ضرورت ہے۔ ایسے حالات میں اسلامی قوانین کام نہیں دے سکتے یا بعض دفعہ یہ بھی کہتے سنے جاتے ہیں کہ وہ قوانین انتہائی سخت ہیں جن کو معاشرہ قبول نہیں کرتا۔ یاد رکھئے ایسے عذر لنگ تھوڑے وقت کے لئے تو دنیا میں چل سکتے ہیں مگر خدا کی عدالت

میں یہ گفتگو نہ چل سکے گی۔ سوائے ذلّت اور خواری برداشت کرنے کے کوئی چارہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہانہ سازی کامیاب نہ ہو سکے گی۔ کاش وہ اس دنیا میں اپنے رویہ میں تبدیلی کر لیں۔

بُت، قبر اور تصویر کی حیثیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ایک جنازہ میں شریک تھے۔ آپؐ نے فرمایا "تم میں سے کون یہ خدمت سرانجام دیتا ہے؟ جو مدینہ میں نہ کسی بت کو توڑے بغیر چھوڑے نہ کسی پختہ قبر کو ہموار کئے بغیر اور نہ کسی تصویر کو مسخ کئے بغیر چھوڑے"
حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ یہ کام میں کروں گا"۔ چنانچہ حضرت علیؓ مدینہ گئے اور واپس آکر عرض کیا" یا رسولؐ اللہ! میں نے مدینہ میں کسی بت کو توڑے بغیر کسی قبر کو زمین کے برابر ہموار کئے بغیر اور کسی تصویر کو مسخ کئے بغیر نہیں چھوڑا"۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا " جو (حکمران) اور جو شخص ان میں سے کسی چیز کا ارتکاب کرے گا وہ مجھ پر آئی ہوئی ہدایت اور اسلام کا منکر ہوگا۔"

(حدیث احمد)

Marfat.com

اہل بت بزرگ نافع اور ضار نہیں

۱- اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ○

۲- قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُكُمْ شَیْئًا وَّلَا یَضُرُّكُمْ ○

(انبیاء ۵۲-۶۶)

(حضرت ابراہیمؑ) نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے سوال کیا کہ یہ مورتیاں اور بت کیسے ہیں جن کی محبت میں تم گرفتار ہو؟

ابراہیمؑ نے کہا۔ پھر کیا تم اللہ کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کی غلامی اور بندگی کرتے ہو جو تم کو نفع نقصان پہنچانے پر قادر نہیں۔

۳- وَقَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا مَّوَدَّةَ بَیْنِكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ثُمَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّیَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا (عنکبوت:۲۵)

(حضرت ابراہیمؑ) نے کہا تم نے دنیا کی زندگی میں تو اللہ کے ساتھ ساتھ بتوں کو اپنے درمیان محبت کا ذریعہ بنالیا ہے مگر قیامت کے دن تم ایک دوسرے کا انکار بھی کرو گے اور ایک دوسرے پر لعنتیں بھی بھیجو گے۔

بہت سی قوموں نے براہ راست وفات یافتہ انبیاء اور اولیا کو نافع اور ضار سمجھا۔ کچھ لوگوں نے سورج چاند اور ستاروں کو نافع اور ضار سمجھا۔ کچھ حضرات نے فرشتوں اور جنوں کو نفع نقصان کا مختار سمجھ کر اپنی حاجتوں اور مشکلوں میں پکارا۔

Marfat.com

کچھ لوگوں نے انبیاء اور اولیاء کی قبروں کو بت بنا کر نافع اور ضار بنایا۔ ہمیشہ ایک طبقہ بزرگوں کے نام سے بت گھڑ گھڑ کر اور تصویریں بنا بنا کر ان کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتا تھا۔ دنیا میں کبھی کوئی آدمی اتنا احمق اور بے وقوف نہ تھا اور نہ ہے کہ محض پتھر کے بتوں کو نافع اور ضار سمجھتا ہو یا محض تصویروں اور تمثیلوں کو مشکل کشا اور حاجت روا جانتا ہو۔ جب تک کسی کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ نافع اور ضار بھی ہے یا نہیں۔ اس وقت تک نہ کوئی ان کے نام کی نذر دیتا ہے نہ چڑھاوا چڑھاتا ہے۔ نہ چادریں ڈالتا ہے نہ اپنے مال و اسباب میں سے ان کے نام کا حصہ نکالتا ہے۔ نہ ان کے نام سے جانور چھوڑتا اور قربانیاں دیتا ہے۔ نہ ان کے نام سے جانور ذبح کرتا ہے۔ آج بھی ہندوستان بھری لنکا۔ جاپان۔ سندھ۔ بلقان اور امریکہ اور جہاں جہاں بھی بڑے خداؤں کے ساتھ ساتھ چھوٹے خداؤں اور بتوں کو ضار اور نافع سمجھا جاتا ہے وہاں وہاں وہ بتوں کو محض پتھر کے بت سمجھ کر نافع اور ضار نہیں جانتے۔ کسی نہ کسی اوتار، بزرگ کسی نہ کسی صالح عورت اور صالح مرد، کسی نہ کسی نبی اور رسول یا اپنے خیال میں کسی نہ کسی ولی کے نام سے تصویر اور بت بنایا گیا ہے۔ مرادیں محض پتھر کے بتوں سے نہیں مانگی جاتیں بلکہ اس بزرگ سے مانگی جاتی ہیں جس کے نام کا وہ بت ہے۔ ذرا ان ممالک میں جا کر جائزہ لیجئے کہ وہ بت جس کی غلامی اور بندگی میں وہ گرویدہ ہیں کیا وہ محض پتھر کے بتوں کو نافع اور ضار سمجھتے ہیں یا ان کے نام پر بزرگوں اور اولیاء کو۔ ہندوستان میں سیتا، رام چندر، کرشن، کالکا دیوی، ہڑومان، گوتم بدھ، جین مہاتما گاندھی اور دیگر لیڈروں اور بزرگوں کے نام سے بت بنائے گئے ہیں اور ان کی تصاویر اور تماثیل کو گھروں اور عبادت خانوں میں بھی رکھا گیا ہے۔ علاوہ ازیں جہاں جہاں ان کی قبریں اور مڑھیاں ہیں ان کو بھی نافع اور ضار سمجھا گیا ہے۔ لہٰذا نافع اور ضار بت اور مڑھیاں اور قبریں نہیں بلکہ وہ بزرگ ہیں جن کے نام سے بت اور قبریں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کے ان اڈوں کو ختم کر دیا تھا جن کو نافع اور ضار بنایا گیا تھا۔ عرب میں نہ کہیں توڑے بغیر کسی بت کو چھوڑا تھا اور نہ کسی پختہ قبر کو چھوڑا تھا۔ مشرک یہودی حضرت بعلؑ اور ہبلؑ حضرت ودؑ اور سواعؑ کے بتوں کو نافع اور ضار سمجھتے تھے۔ بگڑے ہوئے عیسائیوں نے حضرت

مریمؑ اور حضرت عیسیٰ مسیحؑ اور حضرت مکاریوس اور گریگوری کے نام سے بت بنا رکھے تھے۔ اور آج بھی بعض ممالک میں موجود ہیں۔ کہیں کہیں حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ مسیحؑ کی تصویروں کو نافع اور ضار سمجھ کر شرک کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔ اگر خدا کے ہاں وہ لوگ شرک کی وجہ سے لعنتی بن گئے تو اللہ حضورؐ کی امت کے مسلمانوں کو کس محبت میں معاف کر دے گا؟ معاملہ بتوں اور تصویروں کا نہیں۔ معاملہ مسلم اور غیر مسلم کا بھی نہیں معاملہ تو وفات یافتہ بزرگوں کو نافع اور ضار بنانے کا ہے۔ ان کے نام نذر نیاز چڑھاوا قربانیاں روپیہ کپڑا دیا جاتا ہے۔ اگر یہ چیزیں اس کی روح کو ثواب بخشنے کی وجہ سے ہوں تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر ان کو نافع اور ضار سمجھنے کی وجہ سے ہوں تو پھر یہ مشرکانہ حرکات ہیں۔ پہلی قوموں میں بھی مشرکین کا یہ رویہ تھا کہ وہ کائنات کے ایک ہی خدا کو اپنی حاجات اور مشکلات میں نافع اور ضار، الٰہ اور معبود نہیں سمجھتے تھے۔ خود فرعون بھی اپنے ملک کے عوام کا الٰہ اور معبود بنا بیٹھا تھا۔ وہ ایک بڑے خدا کا ضرور قائل تھا۔ وہ زمین و آسمان اور انسانوں کا خالق اصل خدا کو ہی جانتا تھا لیکن وہ موسٰی کے خدا کو کوئی اور خدا سمجھتا تھا۔ وہ موسٰی کے خدا کو بندوں پر حاکم اور اصل حکمران اور قانون چلانے والا نہیں مانتا تھا۔ کیا قرآن میں یہ عبارت نہیں کہ فرعون کی حکمران پارٹی کے لوگوں نے فرعون سے کہا تھا کہ تم ایسے موسٰی اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ رہے ہو جو تمہارے معبودوں اور خداؤں کو نہیں مانتا؟ کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ فرعون اور آلِ فرعون نے اپنے ملک میں چھوٹے چھوٹے بہت سے الٰہ اور رب بنائے ہوئے تھے۔ ملک کے حکمران کی حیثیت سے ملک مصر کا وہ خود الٰہ بمعنی بادشاہ اور حاکم تھا۔

ان آیات میں حضرت ابراہیمؑ نے مشرکین کو توجہ دلائی ہے کہ جن بتوں کو تم ضار اور نافع سمجھتے ہو وہ (انبیاء اور اولیاء) جن کے نام سے تم نے بت بنا رکھے ہیں وہ قیامت کے دن اس بات کا انکار کر دیں گے کہ ہم کو ان کی دعاؤں اور پکاروں کا کوئی پتہ نہیں۔ وہ نافع اور ضار بنانے والوں اور ان کے نام کے چڑھاوے چڑھانے والوں پر لعن طعن کریں گے۔ ان کے شرک کی مذمت کریں گے۔ ایک باہوش اور عقلمند اپنے دل و دماغ سے اندازہ لگا سکتا ہے کہ کیا

قیامت کے دن لعن طعن محض پتھر کا بت کرے گا؟ کیا محض درخت کرے گا جس پر
جمعرات کو چراغاں کیا جاتا ہے۔ کیا محض کاغذ کی تصویر لعن طعن کرے گی۔ ہرگز نہیں۔
یہ وہ انبیاء اور اولیاء اور بزرگ لعن طعن کریں گے جن کے نام سے بت اور تصویر بنائی
جاتی ہے۔ یا وہ لوگ ایک دوسرے پر لعن طعن کریں گے جن حکمرانوں کے مشرکانہ احکام پر عمل کیا گیا۔

ایک بات میں غیر مسلم مشرک اور مسلمانوں میں سے ایک گروہ آپس میں مشترک
ہیں کہ دونوں طبقے اپنے بزرگوں کو عالم الغیب اور حاضر ناظر بھی سمجھتے
ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ان کو ضار اور نافع بھی جانتے ہیں۔ گھروں، صحراؤں
اور دریاؤں میں ان کو پکارتے اور مشکل کشا سمجھتے ہیں۔ نزدیک سے غیر مسلم مشرکوں کا ایک
طبقہ بزرگوں کے بتوں، مڑھیوں، قبروں اور تصویروں کو ضار اور نافع سمجھتا ہے جبکہ
مسلمانوں کا ایک مشرک طبقہ صرف قبروں اور مزاروں کو ضار اور نافع جانتا ہے۔ قرآن
نے بار بار جس عبادت اور بندگی کا نام لیا ہے وہ صرف ضار اور نافع مان کر پکارنے کا
بندگی ہے۔ باقی عبادات کی پیروی صرف نفع اور نقصان کی بنیاد پر ہے۔ اگر کوئی کسی کو
نافع اور ضار ہی نہیں مانتا تو نہ کوئی اس کے نام کی نماز پڑھتا ہے۔ نہ حج کرتا ہے۔ نہ نذر
مانتا ہے۔ نہ قربانی کرتا ہے۔ نہ کسی چیز کا چڑھاوا چڑھاتا ہے۔ نہ اس کے نام پر جانور
ذبح کرتا ہے۔ ملکہ بلقیس اور اس کی قوم اگر سورج کو سجدہ کرتی تھی تو صرف اس بنیاد
اور اصول پر کرتی تھی کہ زمین پر صرف سورج ہی ان کے نزدیک نافع اور ضار تھا۔ ہم مسلمان
بھی اگر نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، نذر، قربانی، صدقہ، دیوانی اور فوجداری قوانین کی
پابندی اور حلال و حرام کی حدود کے مطابق عمل کرتے ہیں تو صرف اس لئے کہ خداوند
قدوس ہمارا نافع اور ضار ہے۔ ہم نے اگر اس کے احکام کی پابندی نہ کی تو وہ ہمیشہ کا ضر
یعنی دوزخ میں ٹھکانا بنا دے گا اور اگر پابندی کریں گے تو اس دنیا میں بھی نفع ہو
اور آخرت میں بھی جنت کی صورت میں نفع کمائیں گے۔ لہٰذا قرآن کے مطابق سب
سے بڑی اور بنیادی عبادت خدا کو اصلی ضار اور نافع ماننا ہے۔

اگر مافوق الاسباب میں حضرت عزیر کو ضار اور نافع مانیں گے تو وہ ہمارا چھوٹا
معبود ہوگا اور اگر عیسیٰ مسیح کو ایسی ہی حالت میں نافع اور ضار سمجھیں گے تو پھر وہ
ہمارا ایک دوسرا معبود اور رب ہوگا۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مافوق الاسباب

Marfat.com

نہ صرف ضار اور نافع تسلیم کریں گے بلکہ عملاً ان سے اپنی مشکلات میں پکاریں گے اور اپنی حاجات میں دعا کریں گے تو پھر وہ بھی خدا کے ساتھ ساتھ ہمارے معبود اور رب ہوں گے۔ اسلام کسی کا لحاظ نہیں کرتا اور شرک کے مسئلہ میں کبھی نہ دو رائیں رہیں اور نہ آئندہ ہوں گی۔

جن عالموں اور پیروں نے حیات النبیؐ کے سلسلہ میں ایک حدیث کو بنیاد بنایا ہے کہ حضورؐ اپنی قبر کے پاس پکارنے اور دعا کرانے کی سفارش کرتے ہیں، حضورؐ اس کو سن لیتے ہیں اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ پھر حضورؐ دنیا کی طرح لوگوں کے حق میں سفارش اور دعا کرتے ہیں۔ یہ تو وہی طریقہ ہوا جس کے بارے میں ہر دور کے مشرکوں نے کہا ہے کہ ہم تو صرف ان تک اپنی سفارش اور دعا پہنچاتے ہیں۔ پھر تو حضورؐ کے دور کے وہ یہودی اور عیسائی بھی سچے تھے جو صرف حضرت عزیرؑ، حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰ مسیحؑ اور دوسرے بزرگوں سے ساتھ یہی عقیدہ رکھتے تھے۔ اگر یہ طریقہ بھی درست ہوتا تو پھر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید کیوں کی اور اس طریقہ کو شرک کا فعل کیوں قرار دیا۔ ان کی اس حرکت اور دوسری تنقید کیوں کی گئی۔ خدا کا قانون بے لاگ ہے۔ حضورؐ اور دوسرے انبیاء صرف حیات اور زندہ ہیں لیکن اس دنیا میں نہیں بلکہ خدا کے پاس زندہ ہیں۔ ان کی زندگی شہداء سے بھی اعلیٰ درجہ کی ہے۔ ان کا اس دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔ برزخ محض قبر کا نام نہیں بلکہ علیین اور سجین کا نام بھی ہے۔ بلکہ ان آسمانوں کا نام بھی برزخ ہے جن میں انبیاء کرام آرام فرما ہیں۔ برزخ دوزخ کے ان کناروں کا نام بھی ہے جن پر کمیونسٹ فرعون اور اس کی آل کو صبح شام زندگی کی حالت میں کھڑا کیا جاتا ہے۔ برزخ اس جنت کا نام بھی ہے جس میں بعض شہداء کو داخل کیا گیا ہے۔ جن لوگوں نے محض قبروں کو برزخ سمجھا ہوا ہے وہ برزخ کی جگہوں میں سے صرف ایک جگہ ہے۔ وہ بھی سب کے لئے نہیں بلکہ جس کے لئے اللہ چاہے۔ اسی لئے بعض عالموں نے جس حدیث کو سماعت اور سفارش و شفاعت کا ذریعہ بنایا ہے انہوں نے قرآن کی بہت سی آیات اور احکام کی مخالفت کی ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ حضورؐ، دوسرے انبیاء اور رسل کے لئے تو کہیں کہ وہ نہ نافع ہیں اور نہ ضار۔ نہ سن سکتے ہیں اور نہ

وہ لوگوں کی دعاؤں اور پکاروں پہ سفارش کرتے ہیں۔ تمام قسم کے وفات یافتہ بزرگ لوگوں کی پکاروں سے غافل ہیں۔ لہٰذا محض حدیث سمجھ کر شرک کے مسئلہ کو غلط قرار دینا عقل مندی نہیں۔ اگر اسی حدیث کو درست مان لیا جائے تو پھر عیسائیوں اور یہودیوں ہندوؤں اور عرب کے حنفی مشرکوں کو کیسے غلط قرار دیا جائے گا جو اپنے اپنے رسولوں کی خدمت میں سفارشیں اور شفاعتیں پیش کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں۔

بتوں کے بارے میں کسی نہ کسی کو غلط فہمی ہو سکتی تھی۔ اگر آج کی دنیا میں بت پرستی نہ ہوتی۔ اگر آج کے بتوں کے نام نبیوں اور رسولوں والے نہ ہوتے۔ اگر آج کے بتوں کے نام اپنے بزرگوں کے نام پہ نہ ہوتے۔ اس لئے اس مسئلہ میں اب کوئی الجھن نہیں کہ غیر مسلم مشرک لوگ اپنے بتوں کے نام پہ اپنے بزرگوں کو نافع اور ضار نہ صرف سمجھتے ہیں بلکہ ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔

بعض علماء اور پیروں نے اعتراض کیا ہے کہ جن بتوں کا قرآن میں ذکر ہے وہ کسی رسول اور ولی کے نام سے نہیں اس لئے ان سے مرادیں مانگنا اور مدد کی تمنا شرک اور بدعت ہے۔ اگر ایسے علماء نے قرآن نہیں پڑھا یا وہاں ایسے بزرگوں کے نام سے بتوں کا ذکر نہیں ملا تو خاکسار کی اس کتاب کے حوالوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ اگر پھر بھی تسلی نہ ہو تو لاہور میں یونس آباد اور فیصل آباد میں سب سے بڑے کیتھولک گرجا میں حضرت مریمؑ اور سندھ میں رام چندر کے بت آسانی سے دیکھے جا سکتے ہیں۔ قرآن میں حضرت بعلؑ اور حضرت لاتؒ کے بتوں کا نام ملتا ہے۔ حضورؐ نے تو انبیاء اور اولیاء کی ایسی قبروں کو بت قرار دیا ہے جن کے پاس جا کر اہل قبور سے مرادیں مانگی جائیں۔ اگر کوئی کہے کہ وہ تو صرف قبروں کو سجدہ کرنے کے بارے میں ہے۔ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ کیا سجدہ کرنا ہی شرک ہے۔ سجدہ تو بذاتِ خود کوئی چیز نہیں۔ نہ نذر و نیاز اور چڑھاوا کوئی چیز ہے جب تک نفع نقصان کا عقیدہ شامل نہ ہو۔ ایسے لوگوں کے بارے میں نفع نقصان کا عقیدہ رکھنا نہ اللہ کا حکم ہے نہ انبیاء کرام کا۔ یہ تو صرف نفع حاصل کرنے اور نقصان سے بچنے کے ذرائع ہیں۔

ہر رسول کی قوّت و طاقت

۱- قَالَ اِبْرَاهِيمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ

(ممتحنہ۔۴)

ابراہیم نے اپنے باپ سے کہا بے شک میں تمہارے لئے بخشش اور رحمت کی دعا کروں گا۔ لیکن میں اللہ سے بچنے کے لئے کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔

۲- قَالَ رَبِّ اِنِّيْ لَا اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ ○

(المائدہ۔ ۲۵)

حضرت موسٰی نے اللہ تعالیٰ سے اپیل کی:

"اے میرے رب بے شک میرے پاس (نفع نقصان کے اختیارات) نہیں۔ میں تو صرف اپنی اور اپنے بھائی کی جان پر اختیار رکھتا ہوں پس ہمارے اور نافرمان قوم کے درمیان جدائی ڈال دے۔

۳- قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ ○

(المؤمن۔ ۶۶)

اے رسول ان لوگوں میں اعلان کر دو کہ مجھے تو ان تمام ہستیوں کی عبادت اور غلامی سے منع کر دیا گیا ہے۔ جن کو تم اللہ کے ساتھ ساتھ پکارتے ہو (میں) یہ کیسے کر سکتا ہوں، جبکہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے کھلے کھلے احکام پہنچے ہیں۔ مجھے تو یہی حکم دیا گیا ہے کہ میں تمام جہانوں کے بادشاہ کے آگے پناہ گزین ہو جاؤں۔

Marfat.com

یوں تو پورا قرآن اور اس کے علاوہ ہر قسم کی وحی آپ کا پیغام ہے مگر اس آیت میں حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے کھل کر اس بات کا اعلان کر دیا ہے کہ عرب کے مشرکین یہودی اور عیسائی
جن جن ہستیوں کو خدا کے ساتھ ساتھ دوسروں کو اپنا معبود بناتے ہیں میں ان کو اپنا معبود اور
نہیں بنا سکتا جن کو یہ لوگ اپنی حاجتوں اور مشکلوں میں پکارتے اور یاد کرتے ہیں میں ان کو نہیں
سکتا۔ جن جن سرداروں اور حاکموں اور جن جن عالموں اور پیروں کے جعلی اور مشرکانہ احکام کو
مانتے اور عمل کرتے ہو میں ان کی پیروی نہیں کر سکتا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ عرب کے ان لوگوں
کن کن ہستیوں کو دوسرا الٰہ اور رب بنایا۔ کن کن ہستیوں کو ضار اور نافع مختار اور سامع
ان میں اللہ کے رسول اور ولی بھی ہیں۔ عالم اور پیر بھی ہیں۔ جن اور فرشتے بھی ہیں۔ سو
اور چاند بھی ہے۔ بادشاہ اور صدر بھی ہیں۔ چھوٹے بڑے۔ ہر سطح کے مقتدر اور حکمران بھی
حضور نے فرمایا کہ میں ان سب سے بے پرواہ ہوں۔ نہ حضرت عزیرؑ اور نہ حضرت عیسیٰ
میرا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور نہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ مجھے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ نہ حضرت
یغوثؓ اور حضرت یعوقؓ، نہ حضرت لاتؓ اور حضرت مناتؓ، نہ حضرت ہبلؓ اور نہ حضرت
مجھے نفع پہنچا سکتے اور میرا بال بیکا کر سکتے ہیں۔ نہ انبیاء اور اولیاء کے یہ سینکڑوں بت میرا کچھ
سکتے ہیں۔ اور نہ مجھے ذرہ بھر نفع پہنچا سکتے ہیں بلکہ میں تو ان سب کی ہدایت کے مطابق زندگی
رہا ہوں۔ جو کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس مجھے نقصان پہنچانے کے اختیارات ہیں تو
لے آؤ۔ مجھے ہرگز کوئی مہلت نہ دو۔ میں انبیاء کو بہتر سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اپنی اپنی قوم
جس دین کی تعلیم دی ہے۔ حقیقت میں میں وہی اسلام اور دین پیش کر رہا ہوں جو تمام انبیاء
اپنی قوم کے سامنے پیش کیا ہے۔ نہ میں نرالا رسول ہوں کہ اس کے علاوہ کچھ اور چیز کی تعلیم دیتا
یہ ... اور اولیاء خدا کا دین پیش کرنے والے ہیں۔ یہ خدا اور الٰہ نہیں۔ یہ رب اور معبود
نہیں ... میں اصل خدا کے دین کا داعی ہوں۔ اسی طرح یہ بھی اسی خدا کے دین کے

قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ أَحَدًا ۝ قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ
ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ۝ (الجن: ۲۰-۲۱)

اے رسولؐ۔ اعلان کر دو کہ میں تو صرف اپنے رب کو پکاروں گا۔ اور اس کیساتھ
کسی کو شریک نہ کروں گا کہہ دو مجھے ... تو کسی کو نقصان پہنچانے کا (...)

Marfat.com

... ھتا ہوں اور (نہ اپنی مرضی) سے اسلام اور ہدایت دے سکتا ہوں (جب ... چاہے)

۵۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (القصص ۔ ۵۶)

اے رسول تم جس کو چاہو اسے ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے اسے ہدایت دیتا ہے۔ وہ ہدایت قبول کرنے والوں کو خوب جانتا ہے۔

بعض اوقات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے دعا مانگی تو اللہ نے ان کی دعا منظور ... جیسے حضورؐ نے ابوجہل اور عمر بن خطاب کے سلسلہ میں دعا کی تھی کہ ان میں سے ایک کو میرے حق ... کر دیا جائے۔ اور مسلمان بنا دیا جائے۔ تاکہ میری قوت میں اضافہ ہو۔ اللہ نے ان کی یہ دعا قبول ... ۔ بیت المقدس کے بجائے خانہ کعبہ مکہ کی طرف رجوع کی دعا کی۔ وہ بھی منظور کر لی گئی۔ حضورؐ ... بے شمار دعاؤں اور التجاؤں کو منظور کیا گیا مگر کچھ آرزوئیں اور دعائیں ایسی تھیں جن کو منظور نہ ... یا گیا۔ جیسے کہ ہر مشرک اور کافر کو مسلمان کر دیا جائے یا عبداللہ بن ابی کے بارے میں ایک دعا تھی ... اس کی مغفرت کر دی جائے۔ جنگ احد میں آرزو تھی کہ فتح نصیب ہو جائے مگر شکست سے دوچار ... ونا پڑا۔ کچھ قریبی رشتہ داروں کے اسلام لانے کے بارے میں تھی اسے بھی قبول نہ کیا گیا۔ بلکہ کچھ خاص ... فراد کے بارے میں نام لئے بغیر پیغام آگیا کہ ان کو ہدایت نہیں دی جا سکتی۔ ہدایت کے قابل وہی ... وگ ہیں جو خود سچ اور جھوٹ میں غور و فکر کرتے ہیں۔

... قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ (الانعام ۔ ۷۱)

اے رسولؐ " ان لوگوں میں اعلان کر دیں کہ کیا ہم خدا کے ساتھ ساتھ (انبیاء اور اولیاء) کو بھی پکاریں جو (مافوق الاسباب ہیں) نہ نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان؟ کیا ہدایت اور اسلام کے بعد ہم اپنی ایڑیوں پر پچھلے دور کی طرف مڑ جائیں؟

۷۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّىْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ (انعام ۔ ۵۰)

اے رسولؐ! اعلان کر دو " میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے

ہیں۔ نہ غیب کا تمام حال جانتا ہوں۔ نہ میں تم سے یہی کہتا ہوں کہ میں فرشتہ (نور) ہوں۔ میں تو صرف اس چیز کو بتاتا اور پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر آجاتی ہے۔

۸۔ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ؀ (الاعراف۔۱۸۸)

اور اگر میں تمام غیب جاننے والا ہوتا تو اپنے لئے بہت کچھ فائدے سمیٹ لیتا مجھ کو کبھی کوئی نقصان نہ ہوتا۔ میں تو محض خبردار کرنے والا ہوں۔ جو لوگ میری بات مان لیں ان کو خوشخبری دینے والا ہوں۔

۹۔ اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ؀ (القصص۔۵۶)

اے رسولؐ! تم جس کے بارے میں چاہتے ہو اس کو خود ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے اس کو ہدایت دیتا ہے۔ وہ ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جن میں ہدایت اور اسلام قبول کرنے کی صلاحیت ہے۔

۱۰۔ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ؀ (رعد: ۳۸)

کسی رسول کی یہ طاقت اور قوت نہیں کہ وہ خدا کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ کسی کو دکھا دے۔

۱۱۔ اے رسولؐ! اگر ان لوگوں کی بے رخی اور بے حسی تم سے برداشت نہیں ہوتی۔ تو اگر تم میں کچھ طاقت اور زور ہے تو پھر زمین میں کوئی سرنگ ڈھونڈو یا آسمان میں سیڑھی لگاؤ اور ان لوگوں کے پاس کوئی معجزہ لے آؤ (یعنی مشرک لوگ معجزات سے بھی ماننے والے نہیں ہیں) (انعام: ۳۵)

۱۲۔ اے رسولؐ: پھر کیا فرق پڑ جاتا اگر کوئی ایسا قرآن اتار دیا جاتا جس کی طاقت سے پہاڑ چلنے لگتے یا زمین پھٹ جاتی یا پھر قبروں سے مردے نکل کر باتیں کرنے لگتے؟ (کیا آپ کے مطالبات پر معجزات دیکھ کر یہ لوگ مسلمان ہو جاتے؟) (الرعد: ۳۱)

۱۳۔ اے رسولؐ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ معجزات کا ظاہر کرنا تو اللہ کے اختیار میں

Marfat.com

ہے ۔ میں تو صرف کھلم کھلا خبردار کرنے والا اور ڈرانے والا ہوں ۔ کیا ان لوگوں کے لئے یہ معجزہ کافی نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی ہے جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے ۔ اس میں مومنوں اور مسلمانوں کے لئے رحمت اور نصیحت ہے ۔ (عنکبوت : ۵۰ تا ۵۱)

۱۴۔ (مشرک) لوگوں نے اعلان کر دیا ہے کہ ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے ۔ جب تک تم ہمارے لئے زمین میں سے ایک چشمہ نہ نکال دو ۔ یا (کم از کم) تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو ۔ اس میں تم نہریں جاری کر دو ۔ یا (جیسا کہ خدا کے عذاب کا) تم دعویٰ کرتے ہو ۔ آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دو یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے کھڑا کر کے دکھا دو ۔ یا تمہارے لئے سونے کا کوئی گھر ہو (جس کو ہم دیکھیں) یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ ۔ (تاکہ اس کام کو ہم دیکھیں) لیکن (ان معجزات کے باوجود) ہم تمہارے چڑھنے پر بھی اس وقت تک یقین نہ کریں گے جب تک ایک تحریر (کتابی شکل میں) تم ہمارے پاس نہ لاؤ ۔ جس کو ہم پڑھیں ۔

اے رسولؐ ! ان کو صاف صاف بتا دو کہ میرا رب (شرک سے) پاک ہے ۔ میں خود رب اور خدا نہیں کہ یہ کام جب چاہوں کر دوں ، بلکہ میں بشر رسول کے سوا کچھ نہیں ہوں ۔ (بنی اسرائیل : ۹۰ تا ۹۳)

انبیاء اور شہداء کی زندگی

۱۔ وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰی قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ ۝
اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۝ قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ؕ قَالَ یٰلَیْتَ
قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ۝
(یٰسٓ ۲۰ ۔ ۲۵ تا ۲۷)

(نبیوں اور قوم کے مشرک لوگوں کی تکرار کے دوران) شہر کے ایک گوشہ سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور بولا "اے میری قوم کے لوگو! رسولوں کے حکم کی پابندی کرو میں تو تمہارے رب پر ایمان لے آیا ہوں۔ (آخر کار مشرکوں نے اسے قتل کر دیا) اس شخص کو حکم دے دیا گیا کہ تم جنّت میں داخل ہو جاؤ (مومن نے جنت میں) کہا "کاش میری قوم کو یہ معلوم ہو جاتا کہ میرے رب نے کس کام کی وجہ سے معاف کر دیا اور مجھے عزت والے اور بلند مرتبہ لوگوں میں شامل فرمایا۔"

۲۔ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۝ وَاَنْتُمْ حِیْنَىٕذٍ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَنَحْنُ
اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ
الْمُقَرَّبِیْنَ ۝ فَرَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِیْمٍ ۝
(الواقعہ ۸۳ تا ۸۵، ۸۸ تا ۸۹)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب مرنے والے کی روح اور جان حلق تک پہنچ چکی ہوتی ہے اور تم دیکھ رہے ہو کہ وہ مرتا جا رہا ہے۔ ہم تمہاری نسبت اس کے زیادہ قریب ہوتے ہیں مگر تم کو نظر نہیں آتے۔ پھر اگر مرنے والا صالحین اور مقربین میں سے ہو تو اس کا استقبال یوں ہوتا ہے کہ: اے آنے والے تم پر سلامتی اور خوش آمدید

ہے ۔ ایسے فرد کے لئے آرام نعمت بھری جنت ہے ۔

۳ ۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۙ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ

(آل عمران ۱۶۹ ۔ ۱۷۰)

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں ۔ ان کو مردہ نہ سمجھو وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں ۔ اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں ۔ جو کچھ اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دیا ہے اس پر وہ خوش و خرم ہیں ۔

۴ ۔ اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

(النحل ۔ ۳۲)

وہ متقین لوگ جن کی روحیں پاکیزہ حالت میں فرشتے قبض کرتے ہیں ، انہیں کہا جاتا ہے کہ سلام ہو تم پر ۔ اب اپنے اعمال کے بدلے میں جنت میں داخل ہو جاؤ ۔

کئی اصحاب نے حضورؐ سے واقعہ معراج کی تفصیل دریافت کی اس پر حضورؐ نے فرمایا :

" میں بیداری کے عالم میں مکہ سے براق کے ذریعے بیت المقدس پہنچا وہاں تمام انبیاء کرام سے ملاقات ہوئی ۔ میں نے نماز میں امامت کے فرائض ادا کئے ۔ تمام انبیاء نے میرے پیچھے نماز پڑھی ۔ بعد ازاں مجھے آسمانوں پر لے جایا گیا ۔ جبرائیل امین نے جگہ جگہ میری راہنمائی کی ۔ کئی مقامات پر حضرت عیسیٰ مسیحؑ ، حضرت موسیٰؑ ، حضرت آدمؑ اور حضرت ابراہیمؑ اور دیگر انبیاء سے ملاقات ہوئی ـــــ میں نے مشرک لوگوں کو سخت عذاب اور سزائیں دیکھا : "

(حدیث)

۵ ۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝

(بقرہ ۔ ۱۵۴)

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جائیں ۔ ان کو مردہ نہ کہا جائے ـــ

Marfat.com

ایسے لوگ تو حقیقت میں زندہ ہیں مگر تم ان کی زندگی کو سمجھ نہیں سکتے۔

ظالم لوگوں کی برزخی زندگی

۱۔ وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۝
مِّمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا ۝

(نوح - ۲۵-۲۶)

نوح نے عرض کی! اے میرے رب! انہوں نے میری بات رد کردی۔ ان حکمرانوں کے حکم کی اطاعت کی جو مال اور اولاد پاکر اور زیادہ نامراد ہوگئے ہیں (اللہ کے حکم سے) وہ اپنی خطاؤں اور کفر کی وجہ سے پانی میں غرق کر دیئے گئے اور (زندہ کرکے) آگ میں ڈال دیا گیا۔

۲۔ فَوَقَاهُ اللَّهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا وَحَاقَ بِآلِ فِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ ۝ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۝

آخرکار (آل فرعون) نے اس مومن کے خلاف جو ظالمانہ چالیں چلیں اللہ نے ان سب سے اس کو بچالیا اور فرعون کے ساتھی خود بدترین عذاب کی لپیٹ میں آگئے۔ اب وہ جہنم کی آگ کے سامنے صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں۔ لیکن جب قیامت کی گھڑی آوارد ہوگی تو حکم دے دیا گا کہ آل فرعون کو شدید تر عذاب (یعنی جہنم) میں پھینک دو۔

۳۔ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُونِ ۝ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَائِلُهَا وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝

(المؤمنون ۹۹ تا ۱۰۰)

Marfat.com

(مشرک لوگ اپنی کرنی سے باز نہ آئیں گے) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آ جائے گی تو شروع کر دے گا کہ اے میرے رب! مجھے اسی دنیا میں واپس بھیج دے جس کو میں چھوڑ آیا ہوں، اب میں نیک عمل کروں گا۔ ہرگز نہیں۔ یہ تو صرف ایک بات ہے جو بکی جا رہی ہے۔ اب ان سب (مرنے والوں) کے پیچھے ایک برزخ اور پردہ ہے جو دوسری زندگی کے دن تک ہے (یعنی قیامت تک)۔

فَذَرْهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ يُصْعَقُوْنَ ۝ وَ
اِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا
يَعْلَمُوْنَ ۝ (الطور ۔ ۴۵ ۔ ۴۷)

اے رسول! انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ اپنے اس دن (یعنی قیامت کے دن) کو پہنچ جائیں جس میں یہ مار گرائے جائیں گے۔ اس دن کے آنے سے پہلے بھی ظالموں کے لئے ایک عذاب ہے مگر ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔

۴ ۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ
كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ
يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝

(التحریم ۔ ۱۰)

اللہ کافروں کے معاملہ میں نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کو بطور مثال پیش کرتا ہے وہ ہمارے دو صالح بندوں (یعنی رسولوں) کے نکاح میں تھیں مگر انہوں نے اپنے خاوندوں سے خیانت کی۔ وہ (خاوند) اللہ کے مقابلہ میں کچھ بھی کام نہ آ سکے۔ دونوں (عورتوں) سے کہہ دیا گیا کہ تم بھی آگ میں پھینکے جانے والوں کے ساتھ چلی جاؤ۔ (یاد رہے کہ حضرت نوحؑ کی ظالم قوم کو ڈبو کر انہیں آگ میں ڈال دیا گیا ہے)۔

۵ ۔ وَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ
لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (الطور ۔ ۴۷)

(قیامت آنے سے پہلے) بھی ظالم لوگوں کے لیے ایک عذاب ہے مگر ان میں سے اکثر اس کو نہیں جانتے۔

۶۔ وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذْ يَتَوَفَّى ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ۙ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَٰرَهُمْ وَذُوقُوا۟ عَذَابَ ٱلْحَرِيقِ ۝ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ ٱللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّٰمٍ لِّلْعَبِيدِ ۝ (انفال ۵۰-۵۱)

کاش تم اس حالت کو دیکھ سکتے جب کہ فرشتے مقتول کافروں کی روحیں قبض کر رہے تھے۔ وہ ان کے چہروں اور ان کے کولہوں پر ضربیں لگاتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے "لو اب جلنے کی سزا بھگتو۔ یہ وہ جزا ہے جس کا سامان تمہارے اپنے ہاتھوں نے پیشگی مہیا کر رکھا تھا ورنہ اللہ تو اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

بدر کے مقام پر پہلی جنگ میں جب مسلمانوں اور عرب کے مشرکوں کے درمیان خونریز جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں مشرک گروہ کے ستر آدمی قتل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ان کو کس طرح موت کے فرشتوں نے عذاب پہنچایا۔

حضورؐ کو باون سال کی عمر میں نبوت کے گیارہ سال بعد کچھ زمینی دنیا اور کچھ آسمانی دنیا کا مشاہدہ کرایا گیا۔ حضرت جبرائیل فرشتہ آپؐ کو براق کے ذریعے بیداری کی حالت میں پہلے مدینہ شریف لے گئے بعد میں طور سینا سے گزرے اور پھر بیت المقدس میں جا اتارا۔ وہاں آپؐ نے تمام انبیاء کو نماز پڑھائی۔ پھر براق پہلے آسمان پر لے گیا۔ انبیاء کو جس طرح اللہ نے زمین پر بھیجا تھا اسی طرح پھر آسمان پر لے گیا۔ آپؐ کا تعارف فرشتوں اور انسانی ارواح کی ان بڑی ہستیوں سے کرایا گیا جو اس وقت وہاں موجود تھیں۔ آپؐ نے ایک بزرگ شخصیت کو دیکھا تو جبرائیل سے پوچھا یہ کون ہے؟ جبرائیل نے بتایا کہ یہ حضرت آدم ہیں۔ آپؐ کو ان سے ملاقات کر کے بڑی خوشی ہوئی۔

حضرت آدمؑ کی صورت حال یہ ہے کہ وہ جب برے لوگوں کو دیکھتے ہیں تو روتے ہیں اور جب نیک لوگوں کا دیدار کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں۔

آپؐ نے ایک جگہ دیکھا کہ کچھ لوگ کھیتی کاٹ رہے ہیں۔ جتنی کاٹتے ہیں اتنی ہی پھر بڑھ جاتی ہے۔ پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ حضورؐ کو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اسلامی انقلاب کے لیے جہاد کرتے تھے۔

مشرک لوگوں کا انجام

حضورؐ نے ایک مقام پر دیکھا کہ کچھ عورتیں، اپنی چھاتیوں کے بل پر لٹکی ہوئی ہیں۔ پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے دنیا میں اپنے خاوندوں کے نام ایسے بچے منڈھ دیئے تھے جو حقیقت میں ان کے صلب سے نہ تھے۔

دوسری طرف مڑے تو دیکھا کہ کچھ لوگ نفیس چکنا گوشت کھا رہے ہیں اور کچھ لوگ بدبودار اور سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ وہ مرد اور عورتیں ہیں جنہوں نے حلال بیویوں اور حلال شوہروں کی موجودگی میں اپنے نفس کی خواہش پوری کی تھی۔ وہ حرام کاموں پر لگے رہے۔ آخر کار موت نے ہی ان کا بستر لپیٹا۔

ایک طرف آپؐ نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے پیٹ میں سانپ بھرے ہیں۔ لوگ ان کو روندکر گزر رہے ہیں۔ مگر وہ آدمی وہاں سے ایک انچ بھی نہیں ہل رہے ہیں۔ پوچھا گیا یہ بدقسمت لوگ کون ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ لوگ دنیا میں سود خوار تھے۔ آخر دم تک اسی عادت میں مبتلا رہے۔

کچھ دوسرے لوگوں کو دیکھا گیا کہ ان کے ہونٹ اونٹوں جیسے تھے اور وہ آگ

کھا رہے تھے۔ پوچھا گیا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ یتیم بچوں کا مال کھانے والے ہیں۔
انہی کے قریب کچھ اور لوگ بھی تھے جو اپنا گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے۔ پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ دوسروں پر زبانِ طعن دراز کرتے تھے۔
انہی کے قریب ایسے لوگوں کو دیکھا گیا جن کے ہاتھوں کے ناخن تانبے کے تھے۔ وہ اپنے منہ اور سینے نوچ رہے تھے۔ پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ لوگ وہ ہیں جو لوگوں کی غیر حاضری میں اور پیٹھ پیچھے ان کی برائیاں گلے کرتے اور عزت پر حملے کرتے ہیں۔
کچھ دور ایسے لوگوں کو دیکھا گیا جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے۔ پوچھنے پر بتایا گیا کہ یہ لوگ نماز سے باغی اور سخت نفرت کرنے والے تھے۔
قریب ہی ایسے لوگوں کو دیکھا گیا جو جانوروں کی طرح گھاس کھا رہے تھے۔ ان کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ لوگ اپنے مالوں سے زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔
کچھ آگے گزر کر دیکھا گیا کہ کچھ لوگوں کی زبانیں اور ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔ ان کا حلیہ بگاڑا جا رہا ہے۔ انتہائی ذلت کی حالت میں ان سے سلوک کیا جا رہا ہے لیکن وہ لوگ بے بس ہیں اپنے دفاع سے معذور ہیں۔ حضورؐ نے پوچھا کہ اے جبرائیل یہ کون لوگ ہیں۔ آپؐ کو بتایا گیا کہ یہ وہ عالم اور مقرر ہیں جو اسلام کے خلاف محکم دلائل کو چھوڑتے اور کمزور دلائل کا سہارا لے کر صالح ماحول کے بجائے فتنہ انگیز ماحول پیدا کرتے تھے۔ یہ لوگ اسلام کی دھجیاں اڑاتے اور دنیا کے مال و دولت کے لالچ میں اسلام کے اصولوں تک کو فروخت کر دیتے تھے۔ انہوں نے دنیا میں ذمہ دارانہ زندگی کے بجائے غیر ذمہ دارانہ اور بالکل آزادانہ زندگی گزاری۔ یہ لوگ اتنے غافل تھے کہ شرک و بدعت اور کفر و فتنہ اور ظلم و ستم کر کے بھی امیدوار تھے کہ ہم جنت میں جائیں گے۔ حقیقت میں یہ وہ عذاب ہے جس کو برزخ کا عذاب کہا جاتا ہے۔
حضورؐ جب پہلے آسمان سے دوسرے پر پہنچے تو آپؐ کی ملاقات حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ مسیح سے ہوئی۔ تیسرے آسمان پر حضرت یوسفؑ سے ملاقات کی حقیقت میں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال ہے کہ آپؐ کی حوصلہ افزائی اور کائنات کے مشاہدات کبھی بیت المقدس میں تمام انبیاء کو بھیجا جاتا ہے اور کبھی پھر ان کو آسمان پر لے جا کر

استقبال کرایا جاتا ہے۔ فرشتوں سے ملاقاتیں ہو رہی ہیں۔ یہ ہے اس خدائی نمائندے کے دورے کا پروگرام جس کو بہت سے حالات سے آگاہ کر کے زمین پر کنٹرول کرانا مقصود تھا۔ معلومات میں اضافہ اس لئے بھی ضروری تھا کہ خدا کا نمائندہ اور خلیفہ زیادہ سے زیادہ علم میں پختہ ہو۔ چوتھے آسمان پر حضرت ادریسؑ، پانچویں پر حضرت ہارونؑ، چھٹے پر حضرت موسیٰؑ اور حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی ——— ان کی شکل آپؐ سے ملتی جلتی تھی خوب راز و نیاز کی باتیں ہوئی۔ اس کے بعد آپؐ اپنے رب سے ہمکلام ہوئے۔ یہ بھی اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اس نے کیا کیا علم دیا یا پھر آپؐ جانتے ہیں کہ علم میں کتنا اضافہ ہوا۔

پہلی پانچ آیات میں واضح ہے کہ حضرت آدمؑ سے لے کر اب تک شہید ہونے والے مسلمان خدا کے ہاں زندہ ہیں وہ اطمینان سے رزق پا رہے ہیں۔ خدا کی نعمتیں ان کے شامل حال ہیں۔ اس طرح تو حدیث کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کے تمام رسول بھی خدا کے ہاں زندہ موجود ہیں وہ تو شہداء کے مقابلہ پر زندہ رہنے کے زیادہ مستحق ہیں۔ ان کا مرتبہ تو شہداء سے بہت بلند ترین ہے۔ حضورؐ نے معراج کی رات بہت سے انبیاء سے اصل زندگی میں ملاقات کی ہے۔ حضرت عیسیٰ تو پہلے سے ہی آسمان پر زندہ ہیں۔ ان کو تو ابھی موت بھی نہیں آئی۔ لیکن ان سب اہل مرتبہ کی زندگی کا اہلِ دنیا کے کسی فرد کو شعور اور ادراک نہیں۔ نہ یہ ضروری ہے کہ وفات پانے یا شہید ہونے کے بعد یہ ہستیاں کائنات کی علیم اور حکیم، نصیر اور بصیر، ضار اور نافع، سمیع اور خبیر بن جاتی ہیں۔ اگر وہ اسی دنیا میں ان صفات کے مکمل حامل نہ تھے تو پھر دوسری دنیا میں کیسے بنا دیئے گئے؟ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر زندہ عیسیٰ مسیح کے بارے میں تفصیل سے بتایا ہے کہ وہ اور اس کی ماں دونوں لوگوں کے لئے حاجت روا اور مشکل کشا نہیں۔ ان کے پاس کسی قسم کے اختیارات نہیں۔ وہ ہرگز کائنات کے علیم و حکیم نہیں۔ نافع اور ضار نہیں۔ نہ دیگر انبیاء اور اولیاء ہو سکتے ہیں۔ اسلام میں جب توحید کے مسئلہ کی ایک ہی نوعیت ہے اور اگر عیسائیوں یہودیوں اور عرب کے حنفی مشرکوں کے لئے انبیاء اور اولیاء کی قبریں اور ان کے نام پر بنے ہوئے بتوں کو نافع اور ضار بنانا شرک ہے تو پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نافع اور ضار بتانا، شہداء اور صلحاء کو نافع اور ضار بنانا، ان سے مرادیں مانگنا کیوں شرک نہیں۔

اگر حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت عیسیٰ مسیح تک تمام انبیاء کائنات کے علیم اور حکیم نہیں نصیر اور بصیر نہیں نافع اور ضار نہیں، سمیع اور خبیر نہیں تو پھر حضرت محمد الرسول اللہؐ کیسے ان صفات کے کلی حامل ہو سکتے ہیں؟ حدیث کی کتابوں میں ایک حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا ہے کہ حضورؐ کی قبر پر اگر درود پڑھا جائے تو وہ سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں" پھر تو اس کی رو سے اگر کوئی مسلمان حضورؐ کی قبر پر جا کر یہ بات کہتا ہے کہ یا رسولؐ اللہ! میرے حق میں مال یا بیٹے کے حصول کی اپنے رب سے دعا فرمائیے یا ہم کو فلاں مراد عطا فرمائیے تو اس کا یہ فعل درست قرار دینا پڑے گا۔

لیکن اگر کسی مسلمان کا یہ فعل درست ہے تو پچھلے انبیاء کے ماننے والوں میں سے کسی کا بھی یہ فعل درست ہو سکتا ہے۔ لیکن کیا قرآن ایک متضاد تعلیم کی کتاب ہے کہ شرک جیسے مسئلہ میں دو مختلف رویوں کی تائید کرے؟ ہرگز نہیں۔ یہ باتیں خدا اور تمام رسولوں کی مجموعی ہدایات اور احکامات کے خلاف ہیں۔ حدیث کی یہی بات درست ہے کہ ہر جگہ سے خدا کے فرشتے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمدؐ اور تمام اہلِ ایمان پہ درود وسلام پہنچانے کے لئے مصروف ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ہماری بات کسی کو سنوا دے مگر وفات پانے والے یا دنیا سے کوچ کرنے والے انبیاء اور اولیاء جواب نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے زور دے کر قرآن میں کہا ہے کہ اگر کسی کو تمہاری بات سنوا دی جائے تو پھر بھی وہ جواب نہیں دے گا۔ لیکن دکھ اور رنج سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض اہلِ حدیث اور اہلِ سنّت" بعض علماء اور فضلاء نے مذکورہ حدیث کو مستند اور صحیح قرار دیا ہے۔ انھوں نے حدیث کی مضبوط سندوں اور روایت کو تو پیشِ نظر رکھا مگر قرآن میں خدا اور رسولؐ کی طرف سے واضح ہدایات اور احکامات کو نظر انداز کر دیا۔ کیا شرک قابلِ تقسیم مسئلہ ہے؟ کیا یہ متنازعہ مسئلہ ہے؟ کیا یہ رسولوں کی تعلیمات میں بدلتا رہا؟ ایسا ہرگز نہیں تو پھر حضورؐ کے نام منسوب حدیث کو کیوں قبول کیا گیا ہے؟ قرآن کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو ایک ایسے بشر رسول ہیں جیسے پہلے گزر چکے ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ حضورؐ تمام انبیاء اور رسل سے بڑے ہیں۔ رحمۃ للعٰلمین ہیں۔ ان کے معجزات کافی ہیں تو کیا ان صفات

Marfat.com

کوئی رسول کائنات کا علیم اور حکیم، نافع اور ضار، نصیر اور بصیر بن سکتا ہے؟ کیا حسن و جمال اور نورانی چہرہ کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ ایسا آدمی بشر رسول نہیں بلکہ ملک رسول ہے؟ لہٰذا قرآن کے خلاف کوئی حدیث بھی قبول نہیں کی جا سکتی۔ اگرچہ اس کے تمام راوی درست ہوں۔ کوئی نہ کوئی انسان بہرحال بھول سکتا ہے۔ غلطی کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ مگر کائنات کا خدا نہ بھولتا ہے اور نہ غلطی کرتا ہے۔ قرآن و حدیث کے احکامات کے مقابلہ پر کسی بڑے سے بڑے فقیہہ اور عالم، کسی بلند مرتبہ پیر اور شیخ، کسی امام اور قاضی کی کسی بات کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔ ہم کو خدا اور رسولوں کا اعلیٰ درجہ کا ادب کرنا چاہیئے۔ ان کے بتائے ہوئے قوانین اور اصولوں کی پابندی کرنی چاہیئے۔ اسی پابندی کا نام اصل ادب اور مرتبہ ہے۔ اگر تبرک کو نظر انداز کر کے اسلامی احکامات اور ہدایات میں ادب کیا جائے تو یہ ادب نہیں بلکہ گمراہی اور ضلالت ہے۔ ظلم بہرحال ظلم ہے کسی بھی شعبہ میں اور کسی بھی بڑے سے بڑے لیڈر کی زندگی میں پایا جاتا ہو۔ اگر ظلم اور نیکی کے پیمانوں کو ادب کے ترازو میں برابر کر دیا گیا تو پھر اسلام کا معیار حق ختم ہو جاتا ہے۔ ظلم پر اس وجہ سے پردہ نہیں ڈالا جا سکتا کہ یہ ایک بہت بڑے عالم اور لیڈر نے کیا ہے یا کسی باوقار بادشاہ اور بارعب گورنر نے سرانجام دیا ہے۔ وہ عالم اور پیر انتہائی ظالم اور باغی ہیں جو اسلام کو موم کی ناک بنانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ وہ ایسے قلم کار کی طرح ہیں جس کا معیار صحافت ہر مال کا نیلام گھر ہے۔ ان کا اخلاق ایسی طوائف سے ملتا جلتا ہے جس کی کوٹھی ہر ظالم کے لئے کھلی ہے۔ ان کا مسلک ایسے منافق کے برابر ہے جس کے دل و دماغ میں کفر اور شرک ہے۔ مگر ظاہری سطح پر زاہدانہ لباس زیب تن ہے۔

خدا کے سوا وفات یافتہ انبیاء اور اولیاء کو اگر نفع نقصان کا مالک اور مختار سمجھ لیا جائے تو پھر یہ بات لازم ہے کہ ان کو کائنات کا علیم اور حکیم، بصیر اور سمیع، نصیر اور خبیر، عالم الغیب اور ہر جگہ حاضر و ناظر ماننا پڑے گا۔ پھر تو وہ آپ سے آپ خالق اور ممیت بھی ہے۔ اس سے تو یہ واضح ہو گا کہ شرک نام کا کوئی مسئلہ نہیں۔ لیکن جو لوگ اسلام اور شرک کو دو نظام ہائے زندگی سمجھتے ہیں وہ تو کبھی اس غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہو سکتے۔ وہ تو زندہ لوگوں کو بھی ان صفات کا مختار اور مالک نہیں سمجھتے حالانکہ جزوی سطح پر ان زندہ لوگوں کو ماتحت الاسباب

Marfat.com

معاملات میں نفع اور نقصان پہنچانے کا اختیار ہے۔ وہ بھی صرف چند معاملات میں نہ کہ کلی معاملات میں۔

اب ہر ذی شعور مسلمان کو غور و فکر کرنا چاہیئے کہ اگر یہ ساری صفات خدا کے سوا دوسرے لوگوں میں مان لی جائیں تو پھر ان کے خدا بنا لینے میں کونسی کسر باقی رہ گئی ہے؟ وہ کونسی ہدایت اور حکم ہے جو اللہ کے لئے خاص رہ گیا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ کچھ لوگ سراب سے پانی اور زہر سے تریاق نچوڑنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ وہ کیکر اور نیم کے درختوں سے آم اور انگور حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ کیا ان کے یہ ارادے اور منصوبے کوئی اچھا نتیجہ برآمد کرنے میں کامیاب ہوں گے؟۔ پہلے بھی بہت سے لوگوں نے انبیاء کے صحائف، حضرت موسیٰ کی تورات حضرت داؤد کی زبور اور حضرت عیسیٰ مسیح کی انجیل کو نظر انداز کر کے اپنی خواہشات کو خدا بنایا اور ناکام ہو کر جہنم کا ایندھن بن گئے۔ آج بھی جو لوگ ناجائز ادب اور احترام کے پردہ میں اپنی خواہشات کو خدا بنائیں گے وہ انہی کے ساتھ جہنم رسید ہوں گے

Marfat.com

اکیلے خدا کی پکار

۱۔ ذَالِكُمْ بِاَنَّهٗ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ○ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ

(المومن ۱۲-۱۴)

جہنم میں عذاب پانے والوں کو اللہ کی طرف سے جواب دیا جائے گا، یہ حالت جس میں تم مبتلا ہو اس وجہ سے ہے کہ جب تم کو اکیلے اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا تو تم انکار کرتے تھے اور جب اس کے ساتھ دوسروں کو شامل کیا جاتا تو تم مان لیتے تھے۔ اب یہ فیصلہ اللہ بزرگ و برتر کے ہاتھ میں ہے۔ پس اے لوگو! تم (مافوق الاسباب میں) صرف اللہ ہی کو پکارو اور دعا کرو۔ یہی تمہارے لیے دین خالص ہے خواہ تمہارا یہ کام کافروں کو کتنا ہی برا لگتا ہو۔

۲۔ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ○ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ (ص ۵-۶)

حکمران لوگوں نے اپنے ساتھیوں کو کہا کیا اس نے سب خداؤں اور معبودوں کی جگہ صرف ایک کو ہی معبود اور الٰہ بنا ڈالا؟ یہ بات تو تعجب کی بات ہے۔ حکمران لوگوں نے کہا کہ تم اپنے ہی خداؤں اور حکمرانوں کی صبر سے پیروی کرتے رہو۔

۳ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ

(الزمر - ۴۵)

(اے رسول) جس وقت اکیلے اللہ کو (اپنے مصائب میں) پکارا جاتا ہے تو

جو لوگ ابھی آخرت پر ایمان نہیں لائے وہ اپنے دلوں میں نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ جب خدا کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کو پکارا جاتا ہے تو وہ اچانک خوش و خرم ہو جاتے ہیں۔

۴۔ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ
اِلٰهٍ غَیْرُهٗ

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ یَعْبُدُ
اٰبَآؤُنَا (اعراف ۶۵ — ۷۰)

عاد قوم کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا اس نے کہا اے قومی بھائیو! تم صرف ایک اللہ کے حکم کی پابندی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی الٰہ اور بادشاہ نہیں۔ (حکمران) لوگوں نے جواب دیا "کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم صرف اکیلے اللہ کے حکم کی پابندی کریں۔ اور ان کو چھوڑ دیں جن کی غلامی اور بندگی ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں؟

۵۔ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِی الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِهِمْ
نُفُوْرًا (بنی اسرائیل — ۴۶)

اے رسولؐ! جب تم قرآن کے مطابق اپنے ایک ہی رب کا ذکر بیان کرتے ہو تو (مشرک) لوگ دم دبا کر بھاگتے اور نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔

۶۔ اَرَءَیْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَیْرَ اللّٰهِ
تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ بَلْ اِیَّاهُ تَدْعُوْنَ فَیَكْشِفُ مَا
تَدْعُوْنَ اِلَیْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝

(انعام : ۴۰ - ۴۱)

لوگو ذرا غور تو کرو۔ اگر کبھی تم پر اللہ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت اور تکلیف یا آخری گھڑی (یعنی موت) آجاتی ہے تو کیا اس وقت تم اکیلے اللہ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہو؟ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ۔ اس وقت تم صرف اکیلے اللہ کو پکارتے ہو۔ پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو تم پر سے دور کر دیتا ہے ایسے موقع پر تم اپنے ٹھہرائے ہوئے شریکوں کو کیوں بھول جاتے ہو۔

۷ - وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ
نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ
اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ (الزمر : ۸)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

جب کسی انسان کو شدید سختی (سخت بیماری، سخت پریشانی) لاحق ہوتی ہے تو پھر وہ اپنے ایک ہی رب کو پکارتا ہے۔ جب اللہ اس کو اپنی نعمت دے دیتا ہے تو وہ خدا کو بھول جاتا ہے اور پہلے کی طرح (غیروں کو) پکارتا ہے۔ اسی طرح وہ اللہ کا شریک بناتا ہے اور لوگوں کو شرک اور کفر سکھا کر اس کے راستہ سے گمراہ کرتا ہے۔

۸ - فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ
مُشْرِكِيْنَ ۝

جب بھی انہوں نے (یعنی لوگوں نے) ہمارا عذاب دیکھا تھا تو پکار اٹھے تھے کہ ہم نے اکیلے خدا کو مان لیا۔ ہم ان لوگوں کے معبود ہونے کا انکار کرتے ہیں جن کو ہم نے شریک بنایا تھا۔

ان آیات میں اللہ نے انسانوں اور جنوں کو ہدایات دی ہیں کہ صرف اللہ ہی کائنات کا عالم الغیب اور علیم ہے۔ وہی سب کے لئے لطیف اور خبیر ہے۔ وہی ہر جگہ سے سب کا سمیع اور بصیر ہے۔ وہی زمین و آسمان میں رہنے والے لوگوں کے سینوں کی بات جاننے والا ہے۔ وہی مافوق الاسباب میں مددگار اور دستگیر ہے۔ اسی کی عبادت اور دعوت یعنی پکار اور دعا خالص دین ہے۔ تم صرف خدا کے حکم کے مطابق اور اپنے رسول کے حکم کے مطابق اکیلے خدا کو پکارو۔ اگر مشرک اور کافر لوگ برا مناتے ہیں یا ناخوشی اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں تو کوئی پرواہ نہ کرو۔ اس غائبانہ پکار اور دعا میں کسی غائب یا وفات یافتہ رسول اور ولی کو سفارشی اور شفاعتی نہ بناؤ۔ یہ اللہ کی ہدایات اور احکامات ہیں۔ اگر چلو گے تو انعام پاؤ گے اور اگر عمل نہ کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے۔ جب کہ مشرک لوگ کبھی خدا کو پکارتے کبھی اپنے نبیوں اور رسولوں کو، کبھی اپنے بزرگوں اور اہل بیتوں کو، کبھی فرشتوں اور جنوں کو کبھی چاند اور سورج کو، کبھی درخت اور آگ کو پکارتے تھے

دین اور عبادت کو گڈمڈ کر دیا تھا۔ اللہ کے رسولوں نے ہر دور میں خالص دین اور خالص عبادت کو پسند کیا ہے۔

۹۔ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ۝ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ۝ أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُمْ (بنی اسرائیل: ۶۷ تا ۶۹)

اے مشرکو! جب سمندر اور دریا میں تم پر مصیبت آتی ہے تو اس ایک کے سوا دوسرے جن جن کو تم نفع و نقصان کا مختار سمجھتے ہو وہ سب گم ہو جاتے ہیں مگر جب وہ تم کو بچا کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو تم اس سے منہ موڑ لیتے ہو۔ انسان واقعی بڑا ناشکرا ہے۔ اچھا تو کیا تم اس بات سے بالکل بے خوف ہو کہ خدا کبھی خشکی پر ہی تم کو زمین میں دھنسا دے یا تم پر پتھر برسانے والی آندھی بھیجدے اور پھر تم کو اس سے بچانے والا نہ ملے کیا تم کو اس بات کا احساس نہیں کہ خدا پھر کسی وقت سمندر میں لے جائے۔ اور تم پر سخت طوفانی ہوا بھیج کر تمہیں غرق کر دے۔

۱۰۔ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ. فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ (عنکبوت ۶۵)

(مشرکین) جب سمندر کے سفر میں جہاز میں سوار ہوتے ہیں تو (طوفان کے وقت) وہ صرف ایک اللہ کو پکارتے ہیں۔ دین اور پکار صرف اللہ کے لئے ہے جب اللہ ان کو نجات دے دیتا ہے تو (خشکی پر آ کر) وہ خدا کا شریک بناتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ کی دعوت اور دین کو ایک ہی چیز بتایا گیا ہے۔ گویا غائبانہ حاجات اور مشکلات میں اپنی مدد کے لئے خدا کو پکارنا خالص دین ہے۔

Marfat.com

تعالیٰ کا حکم ہے کہ کائنات کا میرے سوا کوئی علیم اور نصیر نہیں ۔ کوئی بصیر اور خبیر نہیں کوئی ضار اور نافع نہیں ۔ جب صورت حال یہ ہے تو پھر تم میرے انبیاء اور اولیاء ۔ میرے جنوں اور فرشتوں ۔ میرے چاند اور سورج ۔ میرے اولیاء کے بتوں اور قبروں میرے بندوں کی تصویروں اور تمثیلوں کو کیوں اپنی حاجات اور مشکلات میں اپنی مدد کے لئے پکارتے ہو ؟

۱۱ هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُکُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰٓی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ ۚ وَجَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ○ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ اِذَا هُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ۔

(یونس ۔ ۲۲ تا ۲۳)

وہ اللہ ہی ہے جو تم کو خشکی اور تری میں چلاتا ہے ۔ چنانچہ جب تم کشتیوں اور جہازوں میں سوار ہو کر موافق ہوا میں خوشی خوشی سفر کر رہے ہوتے ہو پھر یکایک مخالف ہوا کا زور شروع ہو جاتا ہے ۔ اور ہر طرف سے موجوں اور لہروں کے تھپیڑے لگتے ہیں تو مسافر سمجھ لیتے ہیں کہ اب طوفان میں گھر گئے ہیں ۔ اس وقت سب اپنے اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کر کے دعائیں مانگتے ہو کہ اگر تم نے (یعنی اللہ نے) ہم کو اس بلا اور مصیبت سے نجات دے دی تو ہم اطاعت گزار اور شکر گزار غلام بن جائیں گے ۔ مگر جب وہ ان کو بچا لیتا ہے تو پھر وہی لوگ زمین میں حق اور دین سے منحرف ہو کر شرک اور بغاوت پر اتر آتے ہیں ۔

۱۲ ۔ قُلْ اَرَءَیْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَیْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ

Marfat.com

بَلْ اِیَّاہُ تَدْعُوْنَ فَیَکْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَیْہِ اِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِکُوْنَ ٥ (انعام : ۴۰ ۔ ۴۱)

اے رسولؐ ! ان کو بتا دو کہ اگر تم پر کبھی اللہ کی طرف سے کوئی بڑی مصیبت اور تکلیف آجاتی ہے یا آخری گھڑی (یعنی موت) آجاتی ہے تو کیا تم اس وقت اللہ کے ساتھ کسی اور کو پکارتے ہو ؟ بولو اگر تم سچے ہو۔ اس وقت تم اللہ ہی کو پکارتے ہو۔ پھر اگر وہ چاہتا ہے تو اس مصیبت کو تم پر سے ٹال دیتا ہے۔ ایسے موقعوں پر تم اپنے شریکوں کو بھول جاتے ہو۔

Marfat.com

غائب زندگی موت اور نیند

۱۔ قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ط قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ ۝ (بقرہ - ۲۵۹)

(حضرت عزیرؑ) نے کہا کہ اے اللہ (ان مردہ لوگوں کو) کس طرح دوبارہ زندگی بخشے گا! اس بات پر اللہ نے اس کی بھی روح قبض کر لی۔ وہ سو برس تک مردہ پڑا رہا۔ پھر اللہ نے اس کو دوبارہ زندہ کیا۔ اس سے پوچھا۔ بتاؤ تم کتنی مدت پڑے رہے ہو؟ اس نے کہا کہ ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ (اللہ نے فرمایا) تم پر اسی حالت میں سو سال گزر چکے ہیں۔

۲۔ اِذْ اَوَی الْفِتْیَةُ اِلَی الْكَهْفِ - قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ط قَالُوْا لَبِثْنَا یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ط

چند نوجوان غار میں آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا ہم اس حالت میں کتنا عرصہ رہے؟ دوسرے نے کہا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔

حضرت عزیر علیہ السلام مردہ حالت میں ایک سو سال تک پڑے رہے لیکن ان کو وقت اور مدت کا کوئی پتہ نہیں۔ زندہ ہونے پر صرف ایک دن یا دن کا ایک حصہ ظاہر کرتے ہیں اگر مردہ حالت میں اللہ کے اس بلندترین رسول کو خارجی حالات کا پتہ نہیں تو دوسرے انبیاء و لوگوں کی دعا اور پکار کا کیسے پتہ ہو سکتا ہے؟

اسی طرح کہف جیسی غار میں چند اولیاء اللہ نے پناہ لی۔ وہیں لیٹ کر سو رہے تقریباً دو اڑھائی سو سال کے بعد نیند سے بیدار ہوئے تو ایک ولی نے پوچھا۔ ہم کتنا عرصہ سوئے

Marfat.com

رہے۔ دوسرے نے جواب دیا کہ ایک دن یا دن کا کچھ حصّہ۔ ان اولیاء اللہ کو صرف اتنا عرصہ نیند ہی رہی لیکن کسی کو بھی کوئی پتہ نہیں کہ ہم کتنا عرصہ لیٹے رہے ہیں۔ ان کو کوئی پتہ نہیں کہ باہر کی دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ حالانکہ اولیاء اللہ کی یہ زندگی مردہ حالت کی نہیں بلکہ نیند کی حالت کی ہے۔ جس میں ابھی روح باقی ہوتی ہے۔ اب شرک کرنے والے لوگوں کو خود غور کر لینا چاہیئے کہ قرآن مجید کے کھلے کھلے واقعات کی تردید کر کے کس جنّت کی خواہش رکھتے ہیں اگر ان کے دل و دماغ میں کچھ بھی غور و خوض کا مادہ ہے تو انہیں سوچ لینا چاہیئے کہ ہم کائنات کے خدا کے ساتھ شرک کر کے جہنّم سے چھٹکارا نہیں پا سکتے۔ شرک کرنے والے لوگوں کو بھی کوئی ثبوت پیش کرنا چاہیئے کہ فلاں رسول یا ولی زندہ ہو کر دنیا میں آیا اور اللہ نے اس کے بارے میں شہادت دی ہے کہ وہ وفات کے بعد بھی لوگوں کی باتیں نہ صرف سن لیتا تھا بلکہ وہ لوگوں کی دعاؤں اور اپیلوں اور پکاروں کو آگے اللہ کی بارگاہ میں سفارش کے طور پر پیش کرتا تھا۔

قرآن مجید میں قیامت کے دن تمام نیک و بد کے زندہ ہونے کے بعد گفتگو کو بھی نوٹ کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ لوگ آپس میں باتیں کریں گے کہ کس نے ہم کو اتنی جلدی اٹھا لیا۔ ابھی تو ایک دن یا دن کا کچھ حصّہ گزرا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہوتا ہے:

۳۔ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِى الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَادِّيْنَ ۝ قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (المؤمنون ۱۱۲ تا ۱۱۴)

(قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تم یہ بات بتاؤ کہ تم سب (خدا کی) زمین میں کتنا عرصہ رہے ہو۔ وہ سب جواب دیں گے ایک دن یا دن کا کچھ حصّہ رہے ہیں۔ بے شک حساب لگانے والوں سے پوچھ لیا جائے۔ (خدا کی طرف) سے بتایا جائے گا۔ تھوڑا ہی عرصہ تمہارا قیام تھا۔ کاش تم یہ بات جانتے ہوتے۔

۴۔ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَ تَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل۔ ۵۲)

جس روز (یعنی قیامت کے دن) اللہ تمہیں پکارے گا تو تم اس کی حمد اور تعریف کرتے ہوئے اس کی پکار کے جواب میں (قبروں) سے نکل آؤ گے۔ تمہارا خیال اور گمان یہ ہو گا کہ ہم بس تھوڑی ہی دیر (مردہ) حالت میں پڑے رہے ہیں

Marfat.com

۵۔ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا۔

(النّازعات : ۴۶)

جس روز لوگ (قیامت کو) دیکھ لیں گے تو ان کو محسوس ہوگا کہ (دنیا اور موت کی حالت میں) بس ایک دن کا پہلا پہر یا پچھلا پہر قیام کیا ہے۔

اب ان حالات میں وہ کونسے مُردے ہیں جو خدا کے ہاں سفارشیں کرتے اور اڑ کر اپنی بات منوا لیتے ہیں۔

٦۔ وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

(مائدہ ۱۱۶ - ۱۱۷)

اور جب اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم سے پوچھے گا کہ کیا تم نے یہ بات لوگوں سے کہی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو دو الٰہ اور رب (یعنی نفع نقصان کا مختار) بنا لو ـــــ آپ میرے دل کی بات جانتے ہو اور میں آپ کے دل کی بات نہیں جانتا۔ صرف آپ ہی ہر چیز پر گواہ اور حاضر ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بہت بڑے رسول ہوئے ہیں جن پر انجیل جیسی کتاب نازل ہوئی۔ جو آسمان پر زندہ حالت میں موجود ہیں۔ ان پر ابھی تک موت نہیں آئی۔

قیامت کے دن وہ پکار پکار کر کہیں گے کہ اے اللہ مجھے کوئی علم نہیں کہ مجھے لوگوں نے معبود اور الٰہ بنایا تھا۔ ضار اور نافع سمجھا تھا۔ جب تک زمین پر رہا۔ آپ کے بندوں میں موجود تھا۔ اس وقت آپ کے حکم کی پابندی کی نصیحت کی تھی۔ میرے آسمان پر آجانے کے بعد مجھے کوئی پتہ نہیں۔ میں آپ کے دل کی باتوں کو نہیں جانتا اور آپ میرے دل کی باتوں کو جانتے ہیں۔ اب معلوم ہونا چاہیئے کہ زندہ غائب اور سویا ہوا اور مردہ دنیا کے لوگوں کی کارروائیوں کو جانتا ہے یا نہیں۔

وفات یافتہ انبیاء اور اولیاء کی حیثیت

۱۔ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝ إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ ۝ (فاطر - ۲۲ تا ۲۳)

زندے اور مردے مساوی نہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے سنواتا ہے مگر اے رسولؐ! تم (خود جب چاہو) ان لوگوں کو اپنی بات نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔ تم تو (اپنی مرضی سے) صرف خبردار کرنے والے ہو۔

۲۔ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا مِنْ دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ (النحل - ۸۶)

(میدان حشر میں) جب وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں شرک کیا تھا، اپنے مقرر کئے ہوئے شریکوں کو دیکھیں گے تو بول اٹھیں گے۔ اے ہمارے رب! یہ ہیں ہمارے وہ شریک جن کو ہم آپکے ساتھ ساتھ پکارا کرتے تھے اس بات پر ان کے وہ نامزد معبود (یعنی انبیاء اور اولیاء) صاف صاف جواب دیں گے کہ تم جھوٹ بولتے ہو (یعنی ہم نہ تمہارے نافع تھے اور نہ ضار۔ ہم کو تمہاری دعاؤں اور پکاروں کا کوئی علم نہ تھا۔)

۳۔ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ

Marfat.com

يَخْلُقُوْنَ ۔ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝

(نحل ۲۰-۲۱)

(مشرک) لوگ اللہ کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگوں کو بھی پکارتے ہیں جو کسی بھی چیز کے پیدا کرنے والے نہیں ہیں بلکہ وہ مردہ ہیں ان میں زندگی نہیں۔ ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کو (قبروں) سے کب زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

۴ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ (الروم ۔ ۲۸)

وہ (یعنی اللہ) خود تمہاری اپنی ذات سے ایک مثال پیش کرتا ہے۔ کیا تمہارے ان غلاموں میں سے جو تمہاری ملکیت میں ہیں کچھ غلام ایسے بھی ہیں جو ہمارے دیئے ہوئے مال و دولت میں تمہارے ساتھ برابر کے شریک ہوں؟ (ہرگز نہیں) اگر تم اپنے غلاموں کو شریکِ دولت کرنے میں عار سمجھتے ہو تو پھر اللہ اپنے محبوب اور اطاعت گزار رسولوں اور ولیوں کو کیسے اپنے اختیارات میں شریک کر لے گا!)

۵ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۚ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ (عنکبوت ۔ ۴۱)

جو (مشرک) لوگ اللہ کے ساتھ ساتھ دوسرے بزرگوں کو اپنا (نافع اور ضار) بناتے ہیں ان کی مثال مکڑی جیسی ہے جو اپنا ایک گھر تو بناتی ہے مگر سب گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا ہی گھر ہوتا ہے۔ کاش یہ لوگ علم رکھتے۔

۶ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۚ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۚ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝ (الرعد ۔ ۱۴)

Marfat.com

صرف اللہ ہی کو پکارنا حق ہے۔ جن دوسرے معبودوں کو خدا کے ساتھ ساتھ پکارا جاتا ہے وہ ان کی دعا اور پکار کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ ان کو پکارنا تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر اس سے مطالبہ کرے کہ تم (آپ سے آپ) میرے منہ تک پہنچ جاؤ۔ اس طرح پانی نہ پہنچ سکے گا۔ بس اسی طرح مشرکوں اور کافروں کی دعائیں اور مطالبے بھی نہیں پہنچ سکتے۔

۷۔ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ ؕ وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ (الحج: ۷۳، ۷۴)

(مشرک) لوگ جو خدا کے ساتھ ساتھ دوسرے لوگوں کو پکارتے ہیں وہ سب مل کر ایک مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو وہ اسے چھڑا نہیں سکتے۔ مدد چاہنے والے بھی کمزور ہیں اور جن سے مدد مانگی جاتی ہے وہ بھی کمزور ہیں۔ ان لوگوں نے اللہ کی قدر نہ پہچانی جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔ حقیقت میں طاقت اور قوت والا اللہ ہی ہے۔

۸۔ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْھُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَکُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَکُمْ ؕ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکْفُرُوْنَ بِشِرْکِکُمْ ؕ وَلَا یُنَبِّئُکَ مِثْلُ خَبِیْرٍ ۝ (فاطر۔ ۱۴)

اے لوگو! تم (خدا کے ساتھ ساتھ) جن دوسرے لوگوں کو پکارتے ہو وہ تو ایک تنکا عطا کرنے کے بھی مختار نہیں۔ ان کو پکارو تو وہ تمہاری دعائیں نہیں سن سکتے اور اگر سن لیں تو ان کا تم کو کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ قیامت کے روز وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے۔ ایسی صحیح خبر خبردار کے سوا تم کو کوئی نہیں دے سکتا۔

۹- اَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى :

۱۰- اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ٥ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاۨئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ.........الخ

حضرت ابوبکر صدیق رضی نے حضرت عمر رض فاروق کے جواب میں کہا جو شخص حضرت محمد ص کی عبادت کیا کرتا تھا وہ غور سے سن لے کہ محمد ص بلا شبہ فوت ہو چکے ہیں۔ جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ بے شک زندہ ہے جسے کبھی موت نہ آئے گی۔ جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے:

محمد ص اللہ کے صرف ایسے رسول ص ہیں جیسے ان سے پہلے رسول گزر چکے ہیں بس اگر ان کو موت آجائے یا قتل کر دیا جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے لوٹ جاؤ گے (یعنی مشرک ہو جاؤ گے)۔

۱۱- وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ٥ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ٥ (احقاف : ۵، ۶)

اس شخص سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہے جو اللہ کے ساتھ ساتھ دوسروں کو پکارتا ہے۔ وہ ان کو قیامت تک بھی کوئی جواب نہیں دے گا۔ جب لوگوں کو زندہ کر کے اکٹھا کیا جائے گا تو وہ (انبیاء اور اولیاء) ان کے دشمن ہو جائیں گے۔ اور ان کی پکار اور عبادت کا انکار کر دیں گے۔

۱۲- وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَ اَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰۤؤُلَآءِ اَمْ هُمْ

ضَلُّوا السَّبِيلَ ۝ قَالُوا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنۢبَغِي لَنَا
اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ
وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا
بُوْرًا ۝ (الفرقان : ۱۷ تا ۱۸)

(قیامت کا) دن ہوگا۔ جب ان لوگوں کو گھیر لیا جائے گا۔ اللہ ان کے ان معبودوں اور الٰہوں کو طلب کرے گا جن کو آج یہ خدا کے ساتھ (نفع نقصان کا مختار سمجھ کر) ان کی عبادت کرتے ہیں۔

پھر وہ ان سے پوچھے گا "کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا (یعنی مشرک بنایا تھا) یا یہ خود ہی سیدھے راستے سے گمراہ ہو گئے تھے؟" وہ (یعنی انبیاء اور اولیاء) عرض کریں گے "آپ کی ذات پاک ہے۔ ہماری تو یہ مجال اور طاقت نہ تھی کہ آپ کے ساتھ کسی اور کو (دنیا میں) اپنا مولیٰ اور آقا بناتے۔ مگر آپ نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو زندگی کا بافراط سامان دیا تھا حتیٰ کہ یہ لوگ یہ سبق اور ہدایت بھول گئے اور پھر مصیبت اور تکلیف کے مستحق بن گئے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ
دٰخِرِيْنَ ۝ (المومن ۔ ۶۰)

لوگو! تمہارا رب حکم دیتا ہے کہ "تم صرف مجھے ہی (مافوق الاسباب) پکارو اور دعا کرو۔ میں تمہاری پکار اور دعا کا جواب دوں گا۔ جو لوگ گھمنڈ اور تکبر میں آکر میری عبادت اور غلامی سے منہ موڑتے ہیں وہ ضرور ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

مذکورہ آیات میں دعوت اور عبادت کو ایک ہی زمرہ میں شامل کیا گیا ہے اس سے واضح ہو گیا کہ دعا کرنا اور پکارنا اور دیگر عبادات سرانجام دینا ایک ہے فرق صرف اتنا ہے کہ ماتحت الاسباب پکار اور دعا شرک نہیں بلکہ اسلام

Marfat.com

صرف مافوق الاسباب دعا اور پکار شرک ہے۔

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں (انبیاء اور اولیاء جن اور فرشتوں کو تم نافع اور ضار) سمجھ رہے ہو وہ قیامت میں اس بات کا انکار کر دیں گے کہ انہوں نے کچھ نہیں سنا۔ تمہاری پکار اور دعا کا کوئی پتہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی کہا ہے کہ آپؐ اہل قبور کو اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں سنا سکتے۔ البتہ اگر کسی وقت ہم ہی آپؐ کی بات سنانے کا بندوبست کر دیں جیسا کہ جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی بات ان مشرکین تک پہنچا دی جو حضورؐ اور آپؐ کی فوج کے مقابلہ پر لڑنے کے لئے آئے تھے۔ جن مشرکین کے مرنے کے بعد سبھی لوگوں کا ایمان ہے کہ وہ قطعی مردہ ہیں۔ ان میں کوئی زندگی نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت عملی ہے کہ کسی روح کو کچھ وقت کے لئے واپس بھیج دے اور پھر لے جائے۔ سب روحوں پر وہ کلی مختار ہے۔

سورۃ فاطر کی آیت نمبر ۱۴ میں مزید اس بات پر زور دے کر روشنی ڈالی گئی ہے کہ اگر اہل قبور تمہاری کوئی دعا سن لیں تو وہ جواب نہیں دے سکتے یعنی ان کے پاس جواب دینے کا اختیار نہیں۔ دوسرے مقامات قرآن میں کہا گیا ہے کہ ان کے پاس نفع و نقصان کے اختیارات نہیں ہیں۔ ایسی صورت حال میں سننا اور جواب دینے کا اختیار نہ رکھنا نہ سننے کے برابر ہے جو لوگ سمع موتیٰ پر یقین رکھتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ جواب دینے اور مراد پوری کرنے کے اختیارات نہ ہونے سے سمع موتیٰ کی حیثیت بے کار ثابت ہو جاتی ہے ویسے بھی سمع موتیٰ اور اختیارات دو الگ الگ چیزیں ہیں

Marfat.com

علامہ اقبالؒ، اکبر الہ آبادی اور مولانا حالیؔ نے فرمایا

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کیا بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں!!
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں
قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمدؐ کا تمہیں پاس

نہیں ہے جستجوئے حق کا تجھ میں ذوق و شوق
امتی کہلا کے تو پیغمبرؐ کو رسوا
ہے فقط توحید و سنّت امن و راحت کا طریق
فتنۂ جنگ و جدل تقلید سے پیدا
لا الٰہ سے پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
بت شکن بن دل میں آذر کے صنم پیدا
تو خود اگر بت گر ہے غیروں پہ ہے طنز و طعن کیوں!
کر علاج شرک و بدعت کفر کا شکوہ

جن کو آتا نہیں کوئی فن وہ تم ہو
نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن وہ تم
بجلیاں جس میں ہوں آسودہ خرمن وہ تم ہو
بیچ کھاتے ہو جو اسلاف کے مدفن وہ
ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے !!
کیا نہ بیچو گے جو مل جائے صنم پتھر

(علامہ اقبالؒ)

علامہ اکبر الہ آبادی کا فرمان

جو غیر خدا کو مانتا ہے قادر[1]
اکبر بخدا وہ مسلماں ہی نہیں

[1] یہاں قادر سے مراد ہر قسم کے نفع نقصان کا مختار ہے۔

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر — جو ٹھیرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر — کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں — پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں!
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رتبہ نبیؑ سے بڑھائیں
مزاروں پہ جا جا کے نذریں چڑھائیں — شہیدوں پہ جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے — نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے
وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں میں — ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں — وہ بدلا گیا آ کے ہندوستاں میں

ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھا آخر مسلماں

(علامہ حالیؒ)

Marfat.com

بُت، قبر اور تصویر کا حکم

۱۔ لعن اللہ تعالیٰ زائرات القبور والمتخذین علیہا المساجد والسرج (احمد۔ ترمذی۔ ابوداؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اللہ نے لعنت فرمائی ہے۔ ان لوگوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو قبروں پر (یا قبرستان) میں مسجدیں اور مزار تعمیر کرتے اور چراغ روشن کرتے ہیں۔

۲۔ الا وان من کان قبلکم کانوا یتخذون قبور انبیاءھم مساجد فانی انہاکم عن ذالک (مسلم)

خبردار ہو جاؤ۔ تم سے پہلے لوگ اپنے نبیوں اور رسولوں کی قبروں کی عبادت کرتے تھے۔ میں تم کو اس کام سے منع کرتا ہوں

۳۔ لعن اللہ تعالیٰ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد (احمد۔ بخاری۔ مسلم۔ نسائی)

اللہ نے یہودیوں اور عیسائیوں پر لعنت کی ہے۔ اپنے نبیوں کی قبروں کی عبادت کرتے تھے۔

۴۔ ان اولٰئک اذا کان فیھم الرجل الصالح فمات بنوا علی قبرہ مسجدا وصوروا فیہ تلک الصور اولٰئک شرار الخلق یوم القیامہ (احمد بخاری مسلم نسائی)

(عیسائیوں اور یہودیوں کا) حال یہ تھا کہ اگر ان میں کوئی صالح اور بزرگ مرد فوت ہو جاتا تو بعد میں اس کی قبر پر مسجدیں اور مزار بناتے اور اس کی تصویریں تیار کرتے تھے۔ ایسے لوگ قیامت کے دن بدترین مخلوق ہوں گے۔

اولاد کی طلب اور شرک

۱۔ وَ زَکَرِیَّا اِذْ نَادٰی رَبَّہٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ ۝

زکریاؑ نے اپنے رب کو پکارا ۔ اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ (کوئی لڑکا عنایت فرما) آپ ہی تو بہتر وارث اور مالک ہیں۔

۲۔ لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَہَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَہَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ ۝ اَوْ یُزَوِّجُہُمْ ذُکْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ؕ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۝

(الشوریٰ ۴۹ - ۵۰)

اللہ زمین اور آسمان کا اصلی بادشاہ ہے۔ جو کچھ چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے لڑکے ہی لڑکے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے اور جس عورت کو چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے وہی سب کچھ کا علیم اور قدیر ہے۔

۳۔ فَلَمَّا تَغَشّٰىہَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِہٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰہَ رَبَّہُمَا لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ ۝ فَلَمَّاۤ اٰتٰہُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَہٗ شُرَکَآءَ فِیْمَاۤ اٰتٰہُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰہُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ اَیُشْرِکُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْئًا وَّ ہُمْ یُخْلَقُوْنَ ۝

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْہُمْ

Marfat.com

فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ أَلَهُمْ أَرْجُلٌ يَمْشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَيْدٍ يَبْطِشُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ أَعْيُنٌ يُبْصِرُونَ بِهَا أَمْ لَهُمْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا قُلِ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُونِ فَلَا تُنْظِرُونِ ۝ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ۝ (اعراف ۱۸۹ تا ۱۹۵ - ۱۹۷)

اللہ تعالیٰ نے مشرکانہ عقیدوں، یہودیوں اور عیسائیوں کی ایک مشرکانہ حرکت پر فرمایا:

ایک دفعہ جب ایک مرد نے عورت کو ڈھانک لیا (یعنی اپنی بیوی سے ہمبستری کی) تو اسے ایک چھوٹا سا حمل قائم ہوگیا جس کو وہ لے کر چلتی پھرتی رہی۔ پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں (میاں بیوی) نے مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اگر آپ نے ہم کو اچھا سا بچہ دے دیا تو ہم آپ کے انتہائی شکر گزار ہوں گے مگر جب اللہ نے ان کو صحیح سالم بچہ دے دیا تو وہ اس کی بخشش اور عنایت میں دوسروں کو شریک ٹھہرانے لگے۔ اللہ ان باتوں سے بہت بلند ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ یہ لوگ کیسے نادان ہیں۔ ان کو خدا کا شریک بناتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ جو نہ ان کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ آپ اپنی مدد کرنے کی طاقت رکھتے ہیں .... تم لوگ خدا کے ساتھ جن کو پکارتے ہو وہ تم جیسے بندے اور انسان (یعنی انبیاء اور اولیاء) ہیں۔ اگر ان کے بارے میں تمہارے خیالات اور تصورات درست ہیں تو ان کو پکار کر دیکھ لو کیا وہ تمہاری دعاؤں کا جواب دیتے ہیں یا نہیں۔ کیا اب پکڑنے کے لئے ان کے ہاتھ ہیں کہ دیکھنے والی ایسی آنکھیں ہیں؟ کیا سننے کے لئے ان کے ایسے کان ہیں؟ اے رسول ﷺ! ان لوگوں میں اعلان کر دو کہ تم اپنے مقرر کردہ شریکوں کو بلا لو اور میرے خلاف تم سب تدبیریں مل کر کر دیکھو مجھے ہرگز مہلت نہ دو (لیکن تم اور تمہارے شریک میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے)۔ اے لوگو تم جن کو خدا کے ساتھ ساتھ پکار رہے ہو وہ تمہاری مدد کر سکتے ہیں اور نہ خود اپنی ہی مدد کے قابل ہیں۔

ان آیات میں کہا گیا ہے کہ اے لوگو! تم ایسے لوگوں کی طرف اپنے بیٹوں

Marfat.com

منسوب کرتے ہو جو خدا کے محبوب اور پیارے ہیں۔ وہ نسلِ بشر سے تعلق رکھتے ہیں، جن کو تم نفع پہنچانے والے یا آئے ہوئے نقصان کو ٹالنے والے یا نقصان پہنچا دینے والے تصور کرتے ہو۔ خدا رسول اور ولی میں کچھ تو فرق کرو۔ اولیاء صرف خدا کا پیغام پہنچانے والے ان پر عمل کر کے دکھا دینے والے ہیں۔ وہ خدا کے دین کے محافظ ہیں۔ ان کے رسول ہونے یا ولی ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ وفات پانے کے بعد نفع یا نقصان پہنچانے کے مختار بن گئے ہیں۔ کائنات کے کل علیم اور حکیم بھی ہیں وہ بصیر اور نصیر بھی ہیں۔ وہ سمیع اور خبیر بھی ہیں۔ ان کے پاس تو صرف وہی علم ہے جو ان کو دے دیا گیا ہے۔ لہٰذا تم ان کو خدا بنانے سے باز رہو۔

ان آیات سے یہ بھی پتہ چل گیا ہے کہ لڑکے لڑکیاں دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے نہ کوئی جن اور فرشتہ یہ کام کر سکتا ہے اور نہ کوئی رسول اور ولی یہ خدمت سرانجام دے سکتا ہے۔ نہ کوئی تصویر اور بت عنایت کر سکتا ہے۔ ان آیات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مشرک لوگوں میں ایک بہت بڑا طبقہ ایسا تھا اور ایسا ہے جو اولاد تو اللہ سے مانگتا تھا اور مانگتا ہے لیکن وہ انعام و اکرام پانے کے بعد اپنے لڑکوں کو حضرات انبیاء اور اولیاء اہلِ قبور اور اہلِ تربت اہلِ بت اور اہلِ مزار کی طرف منسوب کرتا تھا۔ ایسے ہی مسلمانوں میں ایک گروہ اگر لڑکوں کے حصول کا مطالبہ بھی کرتا ہے تو وہ بھی خدا کے ساتھ ساتھ اہلِ قبور اور اہلِ مزار یا انبیاء اور دیگر اولیاء سے کرتا ہے۔ اور پھر اسی کی طرف اسے منسوب بھی کرتا ہے۔ پیراں بخش۔ اولیاء بخش۔ نبی بخش رسول بخش، میراں بخش جیسے نام رکھ کر اپنی خواہش کا اظہار کرتا ہے۔ اس کے باوجود وہ جنتی اور بہشتی ہونے کا اس قدر مدعی ہے کہ وہ اپنے سوا کسی کو جنت میں داخل ہونے کا مستحق نہیں سمجھتا۔ بعض لوگوں نے بار بار بتوں اور تصویروں کا نام لیا ہے۔ کہ قرآن کی آیات میں سب کچھ بتوں اور تصویروں سے طلب کیا گیا اور وہ واقعی شرک ہے۔ لیکن یہاں سورۂ اعراف کی مذکورہ آیات میں اللہ نے اپنے خالص بندوں کا نام لیا ہے۔ اس سے قبل دوسرے مقامات پر اللہ نے اپنے رسولوں اور ولیوں کی پکار اور دعا کا نام لیا ہے۔ کئی مقامات پر کہا ہے کہ خدا کو غائبانہ اور مافوق الاسباب میں پکارنا بھی خالص عبادت اور خالص دین ہے۔ لیکن کیا براہِ راست انبیاء اور

Marfat.com

اولیاء کے نام لے کر بتایا گیا ہے کہ لوگ ان کو نافع اور ضار سمجھتے تھے۔ خود حضرت عیسٰی مسیح اور ان کی والدہ حضرت مریم کا نام لے کر کہا گیا ہے اور کہا ہے کہ وہ رب اور معبود نہیں، الٰہ اور خدا نہیں۔ وہ کیسے لوگوں کے ضار اور نافع ہو سکتے ہیں، جو بازار دں میں چلتے ہیں۔ جو کھانا کھاتے ہیں۔ جو انسانی ضروریات سے بالاتر نہیں۔

حضرت ابراہیم نے بڑھاپے میں بیٹے کے لئے صرف اللہ سے دعا کی تو اللہ نے ان کو کئی بیٹے عنایت فرما دیئے۔ حضرت زکریا نے اپنے رب سے اپیل کی اے اللہ مجھے اکیلا نہ چھوڑا جائے کوئی صالح لڑکا عنایت فرمایا جائے۔ تو اللہ نے عین بڑھاپے اور بیوی کے بانجھ پن کے باوجود حضرت یحیٰی جیسا صالح لڑکا عنایت فرما دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر جیسے لیڈر کے مسلمان ہونے کے لئے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے ان کو مسلمان کی صورت میں حضرت عمرؓ عنایت کر دیئے۔ یہ ہے وہ سنّت طریقہ جس کو تمام انبیاء نے اپنی حاجتوں اور ضرورتوں میں اختیار کیا مگر مسلمانوں کے ایک گروہ نے انبیا اور رسولوں کی سنّت کو اختیار کرنے کے بجائے اپنی سنّت اور طریقہ پر عمل کرنا زیادہ افضل سمجھا کہ الٹا انہی صالح لوگوں کو نافع اور ضار بنا لیا جنہوں نے اپنے رب سے مانگنے کی ترغیب دی تھی۔

Marfat.com

اسلامی اور مشرکانہ شفاعت

۱۔ وَلَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ (زخرف ۸۶)

اس کے (یعنی خدا کے) ساتھ ساتھ جن کو یہ لوگ (فوق الاسباب حالات میں) پکارتے ہیں۔ ان کے پاس تو شفاعت اور سفارش کا کوئی اختیار نہیں۔

۲ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً (احقاف - ۲۸)

پس (تباہی اور عذاب کے وقت) کیوں نہ ان کو مدد دی گئی جنہوں نے اللہ کے ساتھ ساتھ دوسرے الہوں اور خداؤں کو اس تک پہنچنے کا ذریعہ بنا رکھا تھا۔

۳۔ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَاءَ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا یَمْلِكُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَعْقِلُوْنَ (زمر - ۳)

کیا (مشرکوں نے) اللہ کے سوا دوسرے لوگوں کو سفارشی بنا رکھا ہے۔ (اے رسول) ان لوگوں میں اعلان کر دو کہ کیا وہ لوگ (وفات یافتہ بزرگ) خدا کے ہاں سفارش کریں گے جن کے پاس اب کوئی اختیار اور شعور نہیں۔

۴ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ بَیْنَهُمْ فِیْ مَا هُمْ فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ (زمر - ۳)

(اے رسول) ہوشیار ہو جاؤ کہ یہی دین خالص ہے۔ جن لوگوں نے اس کے ساتھ ساتھ دوسرے (انبیاء اور اولیاء) کو (مددگار) بنا رکھا ہے (وہ اپنے اس شرک کی دلیل یہ دیتے ہیں)، کہ ہم تو ان کی غلامی اور بندگی صرف اس

Marfat.com

لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرا دیں (یا ہمارا مطالبہ منوا دیں) بے شک اللہ ان کے درمیان ان تمام باتوں کا فیصلہ کر دے گا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں

۵۔ وَلَوْ تَرٰۤی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ ...... وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَکْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰکُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِکُمْ وَمَا نَرٰی مَعَکُمْ شُفَعَآءَکُمُ الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِیْکُمْ شُرَکٰٓؤُا (الانعام ۹۳ تا ۹۴)

اے لوگو! کاش تم ظالموں اور مشرکوں کو ایسی حالت میں دیکھ سکو جب کہ وہ موت کے وقت ڈبکیاں کھا رہے اور عذاب اٹھا رہے ہوتے ہیں۔ اس وقت اللہ فرمائے گا کہ لو اب تو تم ایسے ہی اکیلے آ گئے جیسے تم کو پہلی مرتبہ اکیلے پیدا کیا تھا۔ جو کچھ ہم نے تم کو دیا تھا وہ سب دنیا میں چھوڑ آئے ہو۔ اب تو تمہارے ساتھ وہ سفارشی اور شفاعتی بھی نہیں ہیں جن کے متعلق تمہارا یقین تھا کہ وہ تمہارے کام بنانے (نفع پہنچانے اور نقصان سے بچانے) میں ان کا بھی حصہ ہے تمہارے سب کے رابطے ٹوٹ گئے۔ وہ سب اب گم ہیں جن کا تم کو گمان اور قیاس تھا۔

۶ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (البقرہ۔۲۵۵)

"کون ہے جو اس کے حضور اس کی اجازت کے بغیر شفاعت کر سکے؟"

۷۔ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ (سبا۔۲۳)

"اور اس کے حضور شفاعت کوئی فائدہ نہیں دیتی۔ سوائے اس شخص کے لئے جس کے لیے اس نے اجازت دی ہو۔"

۸۔ یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَةُ صَفًّا لَّا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا (النبا۔۳۸)

Marfat.com

"جس روز روح (یعنی جبرائیل) اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں۔ کوئی نہ بولے گا سوائے اس کے جسے رحمان نے اجازت دی ہو اور وہ ٹھیک بات کہے"

۹ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (الزمر۴۴)

"اے نبی! اعلان کردو کہ شفاعت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے"

ایک حدیث کی تشریح

اَللّٰهُ یُعْطِیْ وَاَنَا قَاسِمٌ (حدیث)

اللہ مجھے عنایت کرتا ہے اور میں اس کو تقسیم کرنے والا ہوں۔

بعض ظالم عالموں اور مشرک پیروں نے اس حدیث کو کلی اور قطعی طور پر یہ سمجھا ہے کہ حضورؐ زندگی میں بھی مستقل اور کلی اختیارات کے ساتھ کائنات کے کلی علیم اور حکیم، ضار اور نافع، کلی بصیر اور نصیر تھے اور کلی سمیع اور خبیر تھے۔ وفات کے بعد بھی آپؐ کی وہی حیثیت ہے۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے کلی اختیارات سونپ دیئے ہیں۔ آپؐ کے ایسے پیروؤں نے یہاں تک اعلان کر دیا ہے کہ حضورؐ لڑکے لڑکیاں بھی دیتے ہیں۔ لوگوں کو ہر قسم کا نفع اور نقصان پہنچاتے ہیں۔ مشکلات میں کام آتے ہیں۔ ہر قسم کی حاجات پوری کرتے ہیں۔

حالانکہ اس حدیث کا جو صحیح اور سچے عالموں اور بزرگوں نے مطلب لیا ہے وہ یہ ہے کہ آپؐ کے پاس خدا کی طرف سے وحی آتی تھی۔ آپؐ لوگوں تک پہنچا دیتے تھے۔ دوسرے آپؐ کے پاس مال غنیمت مال فے اور دیگر قسم کا مال و دولت آتا تھا آپؐ لوگوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ افسوس کا مقام ہے کہ جس طرح عرب کے مشرکین نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل، حضرت ہبل اور حضرت بعل، حضرت لات اور حضرت منات کے بارے میں یہ سمجھا تھا کہ ان بزرگوں کے پاس خدائی اختیارات ہیں اسی طرح یہودیوں نے حضرت عستارات، حضرت بعل اور حضرت عزیر کو کلی اختیارات کا مختار سمجھا تھا اور اسی وجہ سے وہ ان سے مرادیں طلب کرتے تھے۔

عیسائیوں کے ایک گروہ نے بھی حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰ مسیح کو خدائی اختیارات کا کلی مختار بنایا ہوا تھا۔ اسی طرح مسلمانوں کے ایک گروہ نے اپنے رسولؐ اور باقی بزرگوں کو خدائی اختیارات کا مختار بنایا ہوا ہے اور اس حدیث کو انہی اختیارات کی ایک سند قرار دیتے ہیں۔

Marfat.com

اس حدیث کو پھر اس مفہوم میں شامل کر لیا ہے کہ حضورؐ نے یہ اختیارات تمام بزرگوں کے حوالے کر دیئے ہیں۔ اب وہ سب ہر جگہ ان کا استعمال کر رہے ہیں۔ کتنا بڑا ظلم ہے کہ حدیث کو اپنے مفہوم اور مطلب سے ہٹا کر دوسرے مفہوم اور مطلب کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اگر اللہ نے یہودی اور عیسائی عالموں اور پیروں کو معاف نہیں کیا تو کیا حضورؐ کی امت کے مشرک عالم معاف کر دیئے جائیں گے۔ حضورؐ نے تو فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ہر مسلمان کے لئے میری شفاعت ہو گی۔ مگر اس مسلمان کے لئے کوئی شفاعت نہیں جس کی موت ارتکاب شرک پر ہوئی۔

عرب کے حُنفا اور یہودی، مسیحی اور صابی لوگوں میں دو قسم کے مشرک تھے۔ ایک گروہ وفات یافتہ انبیاء اور اولیاء کو نہ صرف دور و نزدیک سے دعائیں اور پکاریں سننے کا مختار اور مجاز سمجھتا تھا بلکہ وہ عام حالات میں ہر قسم کا نفع پہنچانے اور ہر قسم کا نقصان اور ضرر دور کرنے اور پہنچانے کا بھی مختار اور مجاز جانتا تھا۔ دوسرا گروہ صرف پہلی بات پر یقین رکھتا تھا جبکہ دوسری بات کا مخالف تھا۔ وہ وفات یافتہ انبیاء اور اولیاء کو صرف دعائیں اور پکاریں سننے کا مختار جانتا تھا۔ وہ نفع اور ضرر پر یقین نہ رکھتا تھا وہ ان کو محض شافع اور سفارشی سمجھتا تھا تاکہ وہ سفارش کر کے اپنے اِلٰہ اور رب سے ان کی مراد پوری کرا دیں۔ اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں شرک قرار دیا ہے لیکن افسوس کہ مسلمانوں کے ایک گروہ نے اس ثابت شدہ شرک کو بھی پھر سے اختیار کر لیا بلکہ اس میں اضافہ کر کے مشرکین کے پہلے گروہ کے شرک کو بھی اسلام قرار دے لیا۔

Marfat.com

اسلامی اور مشرکانہ وسیلہ

۱۔ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاہِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ (المائدہ ۳۵)

اے مسلمان لوگو! اللہ سے ڈرتے رہو۔ اس کے ہاں باریابی کا ذریعہ تلاش کرتے رہو۔ اس کی راہ میں جدوجہد جاری رکھو۔ تاکہ کامیابی نصیب ہو جائے۔

اس آیت میں وسیلہ کا مطلب کھل کر پیش کیا گیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ تم محنت، جہاد اور نیک اعمال کرکے اپنی کامیابی کا وسیلہ بناؤ۔

۲۔ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ فَلَا یَمْلِکُوْنَ کَشْفَ الضُّرِّ عَنْکُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّہِمُ الْوَسِیْلَۃَ اَیُّہُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَہٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَہٗ

(بنی اسرائیل ۵۶ - ۵۷)

اے رسولؐ! تم اعلان کر دو کہ تم پکارو ان خداؤں کو جن کو اللہ کے ساتھ اپنا وکیل اور کارساز بنائے بیٹھے ہو۔ وہ (فرشتے) کسی تکلیف کو نہ تم سے ہٹا سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں، جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے حضور رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کر رہے ہیں کہ کون اس سے قریب تر ہو جائے۔ وہ اس کی رحمت کے طلب گار ہیں۔ اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

سورۃ المائدہ کی آیت ۳۵ میں کہا گیا ہے کہ تم صرف ایک اللہ کے حکم کی اطاعت کرو۔ اس سے ڈر کر کام کرو۔ ایسا نہ ہو کہ جن لوگوں سے ڈر کر تم خدا کے حکم کو نظر انداز کر رہے ہو وہ تمہارے لئے بےکار ثابت ہوں اور اللہ تمہارے لئے مددگار ہو۔ لہٰذا تم اپنی کامیابی کے لئے نیک اور

Marfat.com

اچھے کاموں کو وسیلہ بناؤ تاکہ اچھے کام آخرت میں تمہارے کام کا وسیلہ بن جائیں۔ ان نیک کاموں کی تعلیم و تربیت کے لئے صالح عالم اور لیڈر تلاش کرو۔ ان کے اسلامی احکام کی پیروی اور اطاعت آخرت میں تمہاری کامیابی کا وسیلہ ہوگی۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ اسلام کے احکام کی پابندی نہ ہو۔ نیک اعمال دامن میں نہ ہوں۔ شرکیہ کاموں میں زندگی گزاری جائے۔ پھر یہ توقع رکھی جائے کہ میں وفات یافتہ انبیاء اور اولیاء یا زندہ علماء اور شیوخ کی محض مریدی کو وسیلہ بنا کر کامیاب ہو جاؤں گا تو یہ ناممکن ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آخرت میں محض زبانی محبت اور مریدی کی وجہ سے اپنے زور اور طاقت سے شفاعت اور سفارش کرا کر اسی طرح اللہ تعالیٰ سے چھڑا لیں گے جس طرح دنیا میں کوئی دنیادار کسی پولیس والے سے سفارش کر کے یا چار پیسے دے کر چھڑا لیتا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید نے وضاحت کی ہے کہ کسی مشرک کے حق میں کوئی فرد اور نبی سرے سے کوئی شفاعت اور سفارش نہ کرے گا اور نہ کسی گنہگار کے حق میں آپ سے آپ شفاعت اور سفارش کرے گا تاوقتیکہ اللہ کسی گنہگار کے حق میں سفارش کرنے کی اجازت نہ دے دے۔ بنی اسرائیل کی آیت ۵۶ - ۵۷ میں کہا گیا ہے کہ تم ان فرشتوں کو نہ پکارو جو نہ فرشتے ہیں ... نہ منکر ہیں۔ نہ کلی علیم و حکیم ہیں نہ کلی سمیع اور بصیر ہیں۔ نہ مختار اور مالک ہیں۔ نہ خبیر اور نصیر ہیں بلکہ وہ تو خدا کی عبادت کر کے اپنی کامیابی کے لئے وسیلہ بنا رہے ہیں۔ وہ تو اس کام میں اس کی رحمت کی طلب کرتے رہتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے تین صالح افراد نے دنیا میں اپنے نیک اعمال کو اپنی کامیابی اور نجات کا وسیلہ بنایا تھا۔ انہوں نے اپنے اپنے نیک کام کا واسطہ دیا تھا کہ اے اللہ اگر یہ کام آپ کی رضا کے لئے کئے ہیں تو پتھر ہٹا دیا جائے۔ اس طرح اللہ نے ان پر سے غار کے ایک بھاری پتھر کو ہٹا دیا تھا۔ لیکن حاجات اور مشکلات میں غائبانہ دور میں رسولوں اور صالح لوگوں کو خدا کے ہاں سفارشی بنانا شرک ہے۔ البتہ اگر کوئی صالح تمہاری نظروں کے سامنے موجود ہے جس کے پاس تم جا سکتے ہو اس سے خدا کے ہاں دعا کرا سکتے ہو۔ اب اس کی سننا یا نہ سننا ذات باری کا اپنا کام ہے۔

نذر و نیاز اور شرک

۱۔ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللّٰهِ (البقرہ ۔ ۱۷۳)

کوئی ایسی چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو۔

کسی نبی ولی یا کسی ولی کے بت یا کسی ولی کی قبر یا کسی ولی کے مزار یا کسی چاند اور سورج۔ یا کسی جن اور فرشتہ یا کسی دیوی اور دیوتا کو نافع اور ضار سمجھ کر کچھ حاصل کرنے کے لالچ میں ان کے نام کی ہر چیز حرام ہے۔ جس کا کھانا ناجائز ہے۔ البتہ بزرگوں کے نام کی وہ اشیاء جو محض ان کو ثواب بخشنے کے لئے ہوں وہ مستثنے ہیں۔ ان کو کسی صورت حرام نہیں کہا جاتا۔ ایسے حلال جانور بھی حرام ہیں جن کے ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا دوسرے بزرگوں کا نام لیا جائے۔ اگرچہ وہ بزرگ نبی ولی ہی کیوں نہ ہوں۔

۲۔ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ (حج ۔ ۲۹)

اے مسلمانو، اپنا میل کچیل دور کرو اور اپنی نذریں پوری کرو

۳۔ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي (آل عمران ۔ ۳۵)

(اللہ اس وقت سن رہا تھا) جب عمران کی عورت یہ بات کہہ رہی تھی کہ اے میرے رب میں اس بچے کو جو اس وقت میرے پیٹ میں ہے۔ آپ کی نذر کرتی ہوں۔ وہ آپ کے کام کے لیے وقف ہو گا۔

۴۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ ..... فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا

(مریم ۔ ۱۶ ۔ ۲۶)

Marfat.com

اے رسولؐ! اس کتاب کے مطابق مریمؑ کا حال بیان کرو۔ (جب کہا گیا) اے مریمؑ تم کھاؤ پیو اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھو۔ اگر کوئی آدمی پوچھے تو اشارے سے کہہ دو کہ میں نے اپنے اللہ کے لئے روزے کی نذر مانی ہوئی ہے۔

مکھی کی نذر، جہنم کی سزا

حضورؐ نے فرمایا۔ اے صحابہ! بنی اسرائیل میں سے ایک دفعہ دو مسلمان آدمی سفر کر رہے تھے۔ راستہ میں ایک بزرگ کی قبر تھی۔ قبر پہ کئی مجاور بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ مجاور قبر پہ چڑھائے جانے والے چڑھاووں اور نذر و نیاز سے عیاشی کرتے تھے۔ راستہ قبر کے پاس سے گزرتا تھا۔ قریب آنے پر مجاوروں نے دونوں مسافروں کو گھیر لیا اور ان میں سے ایک سے کہا کہ تم بزرگ کی قبر پہ کوئی نہ کوئی نذر اور چڑھاوا ضرور چڑھا جاؤ۔ اس نے انکار کر دیا۔ نیز فرمایا کہ اسلام میں بزرگ کی قبر پہ نذر و نیاز چڑھانا حرام ہے۔

محض اس کے اس کہنے پہ مجاوروں نے اس کی گردن سر سے جدا کر دی وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اللہ نے اس کو اہل جنت میں شامل کر لیا۔ یہ نتیجہ اس بات کا ہے کہ اس نے اللہ کا شریک بنانے سے انکار کر دیا

مجاوروں نے دوسرے مسافر سے کہا تم بھی بزرگ کی قبر پہ کوئی نہ کوئی چڑھاوا چڑھاؤ۔ مسافر نے جواب دیا: کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں۔ مجاوروں نے کہا کہ اگر کچھ نہیں تو یہاں سے مکھی مار کر چڑھا دو۔ ورنہ تمہارا حشر بھی پہلے آدمی جیسا ہوگا۔ اس پہ اس نے مکھی ماری اور بزرگ کی قبر پہ چڑھا دی مسافر اس کے بعد اپنے سفر پہ روانہ ہو گیا۔ اس حرکت پہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دوزخی قرار دے دیا۔ (مسند احمد)

حضورؐ نے یہ واقعہ بیان کر کے مشرکانہ حرکات کا ارتکاب کرنے والوں کو متنبہ کیا ہے کہ خدا کو چھوٹا سا بھی شرک گوارا نہیں۔ اب ذرا مسلمانوں کے ایک مختصر گروہ کو دیکھ

Marfat.com

جو بکرے چھترے گائے مرغ۔ پکی پکائی دیگیں پھل اور دیگر اشیا بزرگوں کی قبروں پر چڑھاتے ہیں اور غلے تقسیم کرتے ہیں فصلوں میں سے ایک خاص حصہ ان کے نام کا نکالتے ہیں۔ ان کے نام کی نذریں مانتے ہیں۔ سجدے کرتے ہیں تاکہ وہ خوش ہو کر ان کی مشکلات اور حاجات میں کام آئیں۔ افسوس سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ مسلمان ہو کر شرک و بدعت کو اختیار کرتے ہیں اور اپنی آخرت کو تباہ و برباد کر ڈالتے ہیں۔ ہرگز محسوس نہیں کرتے کہ کبھی اس خدا کے پاس اپنے اعمال کا حساب بھی دینا ہے۔ وہ ایسا دربار ہوگا جہاں ہر کسی انسان کو صرف اپنی بھلائی اور ترقی کا فکر ہوگا۔

اسلام میں کوئی ایسا عمل نہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ کسی نبی یا ولی نے اپنی حاجات اور مشکلات میں اللہ کے سوا کسی اور نبی کے نام سے کوئی نذر یا چڑھاوا دیا ہو۔

لہٰذا ہمیں بھی ان کے قول و عمل پر چلنا چاہیئے۔ انبیاء اور اولیاء کی سنت کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کی خودساختہ باتوں اور رسموں پر عمل کرنا بذاتِ خود ظلم ہے۔

Marfat.com

ایصالِ ثواب کی حیثیت

بعض علماء اور پیروں نے انبیاء اور اولیاء اور دیگر وفات یافتہ لوگوں کی ارواح کو ثواب پہنچانے، نذر و نیاز قربانیاں جانور چڑھاوے اجناس اور پھل فروٹ کی تقسیم کو گڈمڈ کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں چیزیں بالکل الگ تھلگ ہیں۔ ایصال ثواب کے سلسلہ میں بکثرت احادیث ہیں جن میں مسلمانوں پر زور دیا گیا ہے کہ وہ اپنے وفات یافتہ ماں باپ بہن بھائی بزرگ اور رشتہ دار یا کسی بھی دوسرے آدمی کے نام ثواب پہنچانے کے لئے اجناس اور پھل دے سکتے ہیں۔ کپڑا اور کھانا دے سکتے ہیں۔ کہیں مفاد عامہ کی فلاح و بہبود کے لئے کنواں نکلوا اور ہسپتال بنوا سکتے ہیں۔ قربانی کر سکتے ہیں۔ حج بھی ادا کر سکتے ہیں۔ نفل پڑھ سکتے ہیں۔ دعا کر سکتے ہیں۔ قرآن خوانی کر سکتے ہیں اور کرا سکتے ہیں۔ لیکن یہ سب چیزیں وفات یافتہ بزرگ کے ایصالِ ثواب کے لئے ہیں، کچھ دینے کے نقطۂ نظر سے ہے نہ کہ اپنے لئے نفع حاصل کرنے یا نقصان سے بچنے کے لئے ہیں۔ حضرت جابرؓ نے اپنی والدہ کی وفات پر ثواب کے لئے ایک کنواں لگوایا تھا۔ حضورؐ اپنی امت کے لئے ہمیشہ ایک قربانی کرتے تھے۔ لیکن جب یہی کام کسی فرشتہ اور جن، کسی نبی اور ولی، کسی اہل بیت یا اہل قبر کسی تصویر اور تمثیل کو نفع نقصان کا مختار سمجھ کر دی جائے تو یہی فعل شرک ہے۔ جس سے اللہ نے منع کیا ہے۔ جس کی سزا ہے جو قرآن نے بیان کی ہے۔

حضرت آدم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے انبیاء اور رسل اپنی اپنی امتوں قوموں کی طرف بھیجے گئے تھے۔ آبادی اور علاقہ میں پہلے رسول کی اصل تعلیمات کو بہت حد

Marfat.com

بھلا دیا گیا تھا۔ اس میں ترامیم کر لی تھیں۔ دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں تھی جس نے پہلے نبیوں اور رسولوں کی آمد اور مقصد کا انکار کیا تھا بلکہ وہ ایک حد تک ان انبیاء کو مانتے اور احترام کرتے تھے۔ ان شخصیتوں پر ایمان رکھتے تھے۔ ان کو اپنا رہنما تسلیم کرتے تھے۔ لیکن وہ اپنے بزرگوں کی اضافہ شدہ یا ترمیم شدہ ہدایات اور احکامات کو ہی اصل تعلیم جانتے تھے اور جو موجود الوقت رسول تعلیم پیش کرتا تھا ان کی ایک اچھی خاصی تعداد رد کر دیتی تھی۔ ان قوموں کا یہ ایمان تھا کہ ہمارے باپ دادا اور بزرگوں نے جو کچھ تبلایا ہے وہی پہلے انبیاء کی تعلیمات ہیں اور یہ رسول جو کچھ پیش کر رہا ہے وہ خود ساختہ ہے نہ کہ خدا کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ ہر دور میں مشرک لوگوں نے اپنے رسول کو کاذب اور پاگل، شاعر اور ساحر، صابی اور مجنون قرار دیا تھا۔ ان کو یہ بھی اعتراض تھا کہ یہ بت اور مزار جب رسولوں اور بزرگوں کے نام پر بنے ہوئے ہیں۔ متعلقہ انبیاء اور اولیاء ان میں سمائے ہوئے موجود ہیں۔ بلکہ وہ کائنات میں ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ وہ کائنات کے علیم اور حکیم ہیں۔ بصیر اور نصیر ہیں۔ ضار اور نافع ہیں۔ یہ عجیب رسول ہے جو ایک طرف ان کو رسول اور ولی بھی مانتا ہے ان کی بزرگی کا بھی قائل ہے لیکن دوسری طرف ان کے نافع اور ضار ہونے کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی رسول اور نبی بھی معبود اور الٰہ نہیں۔ کوئی بزرگ اور ولی الٰہ اور رب نہیں۔ کوئی حکمران اور بادشاہ الٰہ اور اصل حاکم نہیں۔ الٰہ اور رب، معبود اور اصل حاکم صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ سب اس کے خادم اور نائب ہیں۔ اس کے خلیفے اور ذیلی حکمران ہیں۔ جس طرح ایک عام انسان کو اپنی انفرادی زندگی میں اسلام کے انفرادی احکام پورے کرنے کا حکم ہے اسی طرح ایک حکمران اور اس کے ساتھیوں کو اسلام کی اجتماعی زندگی کے انفرادی اور اجتماعی احکام پورے کرنے اور کرانے کا حکم ہے۔

ہر رسول کے ماننے والوں کی ایک خاص تعداد نے یا تو اصل احکام میں اضافہ کیا یا کمی کی یا پھر ایسے رسم و رواج پیدا کئے جن پر جنت نہ ہونے کے برابر تھی۔ جو آسان بھی تھے جن کو ادا کر کے ایک مرد عورت دوزخ سے بچ جاتے ہیں۔ اور سیدھے جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ہر دور میں اپنے رسول پر ایمان لانے والے کچھ ظالم لوگ پیدا ہوتے رہے اور اب بھی موجود ہیں۔ حالانکہ یہ بات قطعی ہے کہ جب خود ساختہ رسوم و رواج کو اسلام اور التزام سمجھ لیا جاتا ہے تو پھر رسول کے احکام اور ہدایات کی پابندی کم ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

مسلمان تو اگر حضورؐ کے احکام پر بھی عمل کرے تو بڑی بہادری کی بات ہے جوں جوں لوگوں کے خود ساختہ احکام کی پیروی میں اضافہ ہوتا جائے گا توں توں سنت اور حدیث پر عمل کم ہوتا جائے گا۔ آج ہر ملک میں کچھ بگڑے ہوئے حکمرانوں اور افسروں اور کچھ عالموں اور پیروں نے خود ساختہ قوانین اور رواج بنا کر ان کو اسلام کا حصہ قرار دے رکھا ہے۔ پاکستان میں بعض لوگ تو حضرت عبدالقادر جیلانی کو ایصال ثواب پہنچانے کے لئے ہر ماہ عاشورہ کا نام دے کر گیارہویں پکاتے اور کھلاتے ہیں حالانکہ دن دسواں اور رات گیارہویں حدیث میں ایک متبرک دن ہے اور یہ دن حضرت آدم سے چلا آ رہا ہے۔ اس کا نام عاشورہ ہے اور یہ ہر ماہ کے بعد نہیں بلکہ سال کے بعد صرف ماہِ محرم میں دس تاریخ کو آتا ہے۔ اس میں یہودی ایک روزہ رکھتے تھے۔ حضورؐ نے بھی اس پر نہ صرف عمل کیا بلکہ امت کو نانویں کے نفلی روزے کا بھی حکم دیا۔ لیکن افسوس کہ یہودیوں نے صرف اس دن کو حضرت موسیٰ کی طرف منسوب کیا۔ مسلمانوں کے ایک گروہ نے امام حسین عالی مقام کی طرف منسوب کیا اور دوسرے گروہ نے حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف منسوب کر دیا۔ اور پھر جو کچھ عاشورہ کے دن ہو رہا ہے وہ روزہ نہیں بلکہ کچھ دوسرے کاروبار چلائے جا رہے ہیں۔ یہ حکم کی توہین نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ حکم میں ترمیم نہیں تو اور کیا سمجھا جائے؟ یہ حکم بھی فرضی اور تاکیدی نہیں بلکہ نفلی ہے جس کو چھوڑا بھی جا سکتا ہے۔ لیکن جھوٹے عاشقوں نے فرض قرار دے دیا۔ پھر مسلمانوں کے ایک گروہ نے اپنے خود ساختہ احکام کو اپنی دنیاوی اور آخروی کامیابی اور نجات سمجھ لیا ہے۔ اس عقیدہ میں پہلے شرک کا شائبہ نہ تھا۔ صرف ایصال ثواب کا ذریعہ بنایا گیا تھا مگر آہستہ آہستہ یار لوگوں نے اس کام کو اپنی حاجات اور مشکلات کا ذریعہ بنا لیا اور ... پنے اپنے بزرگوں کو کائنات کا نافع اور ضار سمجھ لیا۔ اب اکثر اس گروہ کے مسلمان ہر نا... سمجھ... یں اس بنیاد پر کرتے ہیں کہ یا تو متعلقہ بزرگ ان کی حاجات پوری کرتے ہیں یا ان کی مشکلات دور کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ ایصال ثواب نہیں بلکہ نفع اور ضرر کی بنیاد پر شرک و بدعت ہے۔

اسی طرح کچھ مسلمانوں نے اپنے خاندان کے کسی فرد کی مرگ اور موت پر تیجا ساتا ... نانوں، بیسواں اور چالیسواں کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ گو یہ چیزیں

Marfat.com

محض ایصال ثواب کے لئے ہوں اور یہ عقیدہ ہو کہ شرک کے علاوہ جو گناہ ہوں گے ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان میں کمی کر دے تو ان کاموں کو مشرکانہ قرار نہیں دیا جائے گا۔ اور نہ یہ کام ایسی بدعت سے منسوب ہو گا جس کی دائمی سزا جہنم اور دوزخ ہے لیکن ان رسوم کے پیچھے اکثر مسلمانوں کے نزدیک ایک غیر اسلامی اور غلط نظریہ پایا جاتا ہے۔ ان کو خود ساختہ کی بجائے اسلام کے فرضی احکام سمجھا جاتا ہے۔ جو اسلام پر الزام ہے۔ اسلام کی توہین ہے۔ نہ حضورؐ اور نہ صحابہؓ نے ایسا حکم دیا اور نہ خود عمل کیا۔ نہ قرآن اور حدیث میں ان پر کہیں حکم پایا جاتا ہے۔ دوسرے ان کو درست قرار دینے کے لئے مختلف بزرگوں کے خواب اور استخارے اور خود ساختہ واقعات پیش کئے جاتے ہیں جن کی اسلام میں کوئی قانونی حیثیت نہیں۔ اسلام خوابوں، استخاروں اور مراقبوں کا نام نہیں۔ اسلام جو کچھ ہے وہ پہلے سے موجود ہے۔ اس میں کوئی کمی نہیں جس کو خواب، استخارے اور مراقبہ سے پورا کیا جائے۔

ایک قصہ ان رسوم کے موقع پر پیش کیا جاتا ہے۔ کہ ایک آدمی کو خواب آیا کہ شرک و بدعت اور گناہوں کی وجہ سے اس کی والدہ کو وفات کے بعد فرشتے دوزخ کی طرف لے جا رہے تھے۔ وہ کسی بڑے بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ حضرت میری والدہ کو دوزخ سے کیسے بچایا جائے۔ اس نے کہا کہ کھجور کی گٹھلیوں یا کنکی اور چنے یا پھلڑیاں یا دیگر کسی بھی چیز پر پڑھ کر یا قرآن پاک کو ختم کر کے اس کا ثواب مردہ کی روح کو پہنچایا جائے تو فرشتے اسے دوزخ کے بجائے جنت کی طرف لے جائیں گے۔ اس نے گھر آ کر ایسا ہی کیا۔ رات کو خواب آیا تو دیکھا کہ فرشتوں نے اس کی والدہ کو جنت میں داخل کر دیا۔ گویا مسلمانوں کے ایک مخصوص گروہ نے ان رواجوں پر ایک عقیدہ قائم کر لیا کہ دنیا میں مرنے والے نے شرک و بدعت اور کفر و ظلم اور دیگر گناہ کئے ہیں تو موت کے بعد ان رسوم سے مردہ افراد کو بخشوایا جا سکتا ہے۔ حالانکہ قرآن پاک کا قطعی فیصلہ ہے کہ شرک و بدعت کرنے والا انسان کبھی جنت میں داخل نہیں ہو گا اگرچہ مرنے والا ایک رسول کا بیٹا یا بیوی یا باپ ہی کیوں نہ ہو؟ اس کے لئے ایصال ثواب بھی نفع بخش نہیں ہے۔ رہ گئے وہ گناہ جو شرک و بدعت کے علاوہ ہوں ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی ہے کہ ان پر مرنے والے کو دوزخ کی دائمی سزا ہرگز نہ دی

Marfat.com

جائے گی۔ وہ یا تو جنّت میں ہوگا یا مقام اعراف میں جو جنّت اور دوزخ سے باہر اور درمیان میں ایک مقام ہے۔

ان رسوم و رواج کا یہ نتیجہ برآمد ہوا ہے کہ لوگوں نے مفت کی نجات کا نظریہ قائم کرکے نہ شرک و بدعت کو سمجھنے کی کوشش کی اور نہ حرام و حلال کی تمیز کی پرواہ کی اور نہ نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں گہری دلچسپی لی اور اگر نماز میں کچھ دلچسپی لی تو وہ اس لئے کہ وہ ان کاموں کو برائے نجات نہیں بلکہ برائے ثواب سمجھ کر کرتا ہے۔ رسم و رواج نے عام مسلمانوں کو اسلام کے فرض احکام سے غافل کر دیا ہے۔ یہ اتنا بڑا المیہ، نقصان اور ظلم ہے کہ اگر اس پر پوچھ گچھ ہوگئی تو پھر ان رسوم پر عمل کرنے والے لوگ گرفت میں ہوں گے کہ تم نے لوگوں کو ایصال ثواب کے بہانے سے جھوٹ اور جعلی نجات کیطرف بلا کر اسلام اور اسلامی انقلاب سے کیوں دور کیا۔ نوافل پر زور دیا مگر فرائض سے دور کیا! اب یہ ہے تمہاری سزا۔

خواب اور استخارہ کی حیثیت

انبیاء کے دلوں پر جو جو انکشافات ہوتے وہ بھی وحی الٰہی ہوتے تھے۔ نبی پر جو وحی الٰہی نازل ہوتی تھی اور جو خواب انبیاء کو آتے تھے وہ بھی وحی الٰہی کے اشارے ہوتے تھے۔ ان دونوں قسم کی وحی محفوظ اور خالص قسم کے انتظامات کے ساتھ ارسال کی جاتی تھی۔ جس میں شیطان کی کسی حرکت اور فعل کا کوئی دخل نہ تھا۔ لیکن غیر نبی کے خواب اور استخارہ پر نہ کوئی دعویٰ کیا جاسکتا ہے اور نہ عملاً کسی صالح اور راسخ عالم نے ایسا کوئی دعویٰ کیا ہے اور اگر کوئی دعویٰ ان کے نام منسوب کیا گیا ہے تو وہ کسی دوسرے عقیدت مند کی ہوائی ہوسکتی ہے۔ اسلام جس کی قیامت تک انسانوں کو ضرورت تھی وہ انبیاء پر نازل کیا جاتا رہا۔ جتنے اسلامی احکام کی انسانوں کو ضرورت تھی وہ تو نازل ہوچکے ہیں۔ اب حضورؐ کے بعد نئے احکام بنانے کی ضرورت نہیں۔ مسلمانوں کے ایک طبقہ نے خوابوں کو ایک نئی شریعت اور بناءِ اسلام بنا ڈالا۔ خواب کی بنیاد پر وفات یافتہ بزرگوں کو کائنات کا ایک زندہ بصیر اور سامع بنایا گیا۔ اسی عقیدہ کی بنیاد پر بدھی اور ہنود گمراہ ہوئے۔ اسی بنیاد پر یہودیوں اور عیسائیوں میں ایک ایک طبقہ گمراہ ہوا۔ اسی عقیدہ پر مسلمانوں کے ایک گروہ نے اولیاء اللہ کو کلی غیب دان، ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر وقت ہر جگہ چلتا پھرتا کائنات کا مکمل علیم و حکیم مکمل مختار اور ضار، مکمل نافع اور سامع بنا کر رکھ دیا۔ خدا کی کوئی مکمل صفت اور اس کا کوئی اختیار ایسا نہیں چھوڑا جو اس کی واحد ذات سے مخصوص ہو۔ شرک اور بدعت، کفر اور ظلم کی کوئی قسم ایسی نہیں جو باقی رہ گئی ہو۔

حضرت امام اسماعیل بخاری جو حدیث کی کتاب بخاری کے مؤلف ہیں ان کے نام مسلمانوں کے ایک طبقہ کی طرف سے یہ بات منسوب کی گئی کہ انہوں نے ایک لاکھ حدیثوں میں سے تقریباً آٹھ ہزار حدیثوں کا انتخاب محض استخارے کی بنیاد پر کیا ہے۔ استخارے میں کوئی بات درست

ثابت ہو سکتی ہے لیکن ایسا اصول بنا لینا کہ ہر حدیث کو استخارے کی بنیاد پر درست یا غلط تصدیق کیا گیا ہے۔ ایسا مخلص اور راسخ عالم اسلام جسے نبوت حاصل نہیں جس کے دل پہ نبی کی طرح وحی کے انکشافات نہیں ہوتے وہ کیسے اتنا بڑا دعویٰ کر سکتا ہے؟ البتہ جس طرح دوسرے راسخ علماء اسلام نے قرآن کی بنیاد اور احکام پر منطبق کر کے یا اضافی سطح پر اپنی عقل و فہم کو استعمال کر کے تحقیق کی ہے اسی طرح حضرت امام بخاریؒ نے پوری دیانتداری سے حدیثوں کی چھان بین کی ہو گی ــــ

محبت اور جوش میں آ کر کسی غیر نبی ماہر اسلام کو استخارے کی بنیاد پر صحیح اور غلط حدیثوں میں چھان بین کرنے والا ثابت کرنا خود ہماری عقل و فہم کا دیوالیہ ہے۔ اگر کل ایک عالم دین کے ہر استخارے کو ہر کام پہ صداقت اور وحی الٰہی کے اشارات اور انکشافات سمجھا گیا ہر لحاظ سے اس اصول کا تحفظ کیا گیا تو پھر ہر زمانے کے دوسرے علماء اور پیروں کے استخارے اور خواب کو کیسے غلط ٹھہرایا جائیگا۔ ان لوگوں کے دعووں کو غلط قرار دینے کے لئے کون سا ہتھیار استعمال کیا جائے گا! کچھ غیر نبی عالموں اور پیروں کے خوابوں اور استخاروں نے اسلام کے کچھ احکام اور اصولوں کو پہلے ہی بگاڑ دیا۔ ان میں ملاوٹ پیدا کر دی اور کچھ احکام کو مشکوک اور غلط ٹھہرانے کے لئے مزید خوابوں اور استخاروں کا سہارا لینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اگر آپ اسلام کے صافی چشمہ کو اور حضورؐ کے اصل اسلام کو محفوظ اور مامون دیکھنا چاہتے ہو۔ اگر آپ کو حضورؐ کی دعوت اور ان کے پیغام سے غایت درجہ محبت ہے۔ اگر ان کے اسلام پر چلنے سے نجات کی ضمانت ہے تو پھر خدارا اسلام کو خوابوں اور استخاروں کے حملوں سے محفوظ رکھا جائے۔ حضورؐ سے محبت اور بندوں سے عشق کا نشان یہی ہے کہ ان کے پیغام کو مخالفتوں کے باوجود عام کرو۔ اسلام نے کسی بڑے سے بڑے بزرگ اور امام کے خواب اور استخارے کو لوگوں کے لئے حجت اور سند قرار نہیں دیا۔ جو مسلمان عالم اور پیر۔ جو مسلمان لیڈر اور حاکم اس کو حجت اور سند قرار دیتے ہیں وہ اسلام کی نہیں بلکہ اپنے نفس کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ وہ اسلامی اصولوں اور حکموں کی نہیں بلکہ اپنے خودساختہ خیالات اور نظریات کی اشاعت کر کے خدا کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔ خواب اور استخارے کے معاملہ میں اس عقیدے اور خیال کا مضبوط ہونا ضروری ہے کہ خواب کا آنا اور استخارے کا اشارہ ہونا نبی اور غیر نبی کے اپنے بس میں نہیں۔ وہ اپنی مرضی اور خواہش سے نہ کسی سے ملاقات کر سکتے ہیں اور نہ کوئی دوسرا اپنی مرضی سے مل سکتا اور پیغام دے سکتا ہے۔ نہ کوئی اپنی طاقت سے معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ یہ دونوں کام اللہ تعالیٰ کی اپنی طاقت اور منشاء پر منحصر ہیں ــــ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے سوا طالب اور مطلوب دونوں کمزور ہیں۔

خواب ایسی کوئی چیز نہیں کہ صرف صالح اور نیک لوگوں کو آتا ہو۔ خواب ایسا بھی نہیں جو صرف نیک کام کے لئے آتا ہو۔ خواب ایسا بھی نہیں جو صرف نیکی کو ابھارنے اور انکشافات کے لئے آتا ہو۔ وفات یافتہ لوگ ایسے نہیں جو نیکوں کو نظر آتے ہوں اور ظالموں اور بدوں کو نظر نہ آتے ہوں۔ یہ تو مشرکوں اور کافروں کو بھی آتے ہیں۔ اسلام کے کسی نیک کام کی ترغیب بھی دی جاتی ہے اور کسی بُرے اور مشرکانہ کام کے لئے بھی اشارات ہوتے ہیں۔ خواب اگر اسلام کے کسی اچھے کام کی راہنمائی کے لئے ہے تو اس سے فائدے اٹھانے میں کوئی مضائقہ نہیں اور اگر اسلام کے کسی حکم کے خلاف ہے تو اس سے بچنا ہی نجات کا ذریعہ ہے۔ اسلام پہ ایمان لانے والے محض خوابوں کی بنیاد پر کسی کو عالم الغیب اور کائنات کا علیم نہیں جانتے۔ نہ وہ ان سے مرادیں مانگتے اور ان کو مشکل کشا سمجھتے ہیں۔ اگر اس چیز کو ایک دفعہ معیار بنا لیا گیا جیسا کہ لوگوں کے ہاں رائج ہے تو پھر ظالم اور شیطان صفت لوگوں کو بھی کسی حد تک کائنات کا علیم اور حکیم ماننا پڑیگا۔ اسلام کے ماننے والے کبھی دنیا کے زندہ حکمرانوں اور بادشاہوں کو ضار اور نافع نہیں سمجھتے تھے مگر آج ہم دنیا سے رخصت شدہ بزرگوں کو نافع اور ضار سمجھ کر ان کی عبادت کر رہے ہیں۔

شیطانوں کی طرف سے نیک اور بد دونوں کو کسی نہ کسی وقت گمراہ کرنے کے لئے بھی وحی ہوتی ہے۔ مثلاً قرآن میں یہ ذکر موجود ہے:

وَاِنَّ الشَّیَاطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیَآئِھِمْ لِیُجَادِلُوْکُمْ

(انعام - ۱۲۱)

شیاطین بھی اپنے ساتھیوں کے دلوں میں (اسلام کے اصولوں کے خلاف) شکوک اور اعتراضات ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں۔

(شریعت کے باوجود) اللہ اپنے غیر نبی نیک بندوں کے دلوں میں کبھی کبھی اشارہ اور القا کرتا ہے۔ مثلاً حضرت امّ موسیٰ پہ وحی کی۔ شہد کی مکھی پہ وحی کی۔

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْهِ فَاَلْقِیْهِ فِی الْیَمِّ ۝ (القصص - ۷)

اے موسیٰؑ: یاد کیا جائے وہ وقت جبکہ ہم نے تمہاری والدہ کو ایسا اشارہ کیا جو وحی کے ذریعہ سے ہی کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا ۝
(النحل - ۶۸)

دیکھیے تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کر دی کہ پہاڑوں میں اپنا گھر بنایا کر۔

Marfat.com

باپ دادا کے احکام اور شرک

۱۔ تُرِيدُونَ أَن تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا

(ابراہیم - ۱۰)

نوحؑ، قوم کے لوگوں نے جواب دیا:

تم ہم کو ان بزرگوں کے حکم کی پابندی سے روکنا چاہتے ہو جن کا حکم باپ دادا سے چلا آرہا ہے۔

۲۔ يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا أَتَنْهَانَا

أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا۔ (هود - ۶۲)

حضرت صالحؑ کی قوم کے لوگوں نے کہا:

کیا تم ہم کو ان الہوں اور معبودوں کی بندگی اور غلامی سے روکنا چاہتے ہو جن کی پوجا پاٹ ہمارے باپ دادا کرتے چلے آرہے ہیں۔

۳۔ قَالُوا يَا شُعَيْبُ أَصَلَاتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ

آبَاؤُنَا أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ (هود - ۸۷)

حضرت شعیبؑ کی قوم نے جواب دیا:

اے شعیب کیا تمہاری نماز تجھے یہ تعلیم دیتی ہے کہ ہم ان سب الہوں اور خداؤں کو چھوڑ دیں جن کی اطاعت ہمارے باپ دادا کرتے تھے، یا یہ کہ ہم کو اپنی مرضی کے مطابق اپنا مال و دولت خرچ کرنے کا اختیار نہ ہو؟

۴ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا

عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا

Marfat.com

يَهْتَدُوْنَ (بقرہ - ۱۷۰)

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے جو احکام اور قوانین نازل کئے ہیں ان کے مطابق عمل کرو تو یہ (مشرک) جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اسی طریقے پر عمل کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ اچھا اگر ان کے باپ دادا نے عقل سے کوئی کام نہ لیا ہو اور انہوں نے ہدایت اور راہ راست نہ حاصل کی ہو تو پھر بھی انہی کے کاموں پر عمل کرتے چلے جاؤ گے؟

۵ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ (الزخرف - ۲۲)

بلکہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر دیکھا اور پایا ہے ہم اسی طریقہ کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔ اسی طرح تم سے پہلے جس بستی اور ملک میں بھی ہم نے کوئی نذیر (یعنی رسول) بھیجا اس کے دولت مندوں اور سرمایہ داروں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم انہی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔

جو مسلمان اپنے باپ دادا کے حوالے سے کسی بات کی تصدیق یا تکذیب کرتے ہیں وہ حقیقت میں غلط۔ منافق اور ظالم مسلمان ہیں۔ اگر یہی رویہ موت تک قائم رہا تو پھر شرک کی سرحد تک پہنچ گئے۔

اسلام اور شرک کے معیار اور رجحان بین کے لئے اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ اور پھر اسلام کے ماہرین نے یہ بھی معیار قائم کر دیا ہے کہ حدیث کی کتابوں میں کسی طریقہ سے اگر کوئی حکم ارشاد اور عمل قرآن مجید کی کسی ہدایت یا کسی حکم کے خلاف ہے تو وہ متروک اور مردود ہے۔ محض حدیث کی کتاب میں ایسی کوئی بات ہونے سے یہ لازم نہیں کہ یہ بات سچی ہے اگرچہ اس بات کی سندیں بھی مضبوط اور ٹھوس کیوں نہ ہوں۔

Marfat.com

مشرک حکمرانوں کی اطاعت کا نتیجہ

۱۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ
وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ○

(حٰمٓ السجدہ - ۲۹)

یہ کافر اور مشرک (جہنم) میں پکاریں گے کہ اے ہمارے رب! ذرا ہم کو ان جنوں اور انسانوں کو دکھا دے جنہوں نے ہم کو گمراہ اور مشرک کیا تھا۔ ہم ان کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں گے تاکہ وہ خوب ذلیل و خوار ہوں

۲۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ
وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ
اِلٰى بَعْضِ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا
لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ○ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ
اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ
بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ○ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ
اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ
بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ

یہ کافر اور مشرک کہتے ہیں کہ "ہم ہرگز اس قرآن کو نہ مانیں گے اور نہ اس سے پہلے آئی ہوئی کسی کتاب کو تسلیم کریں گے۔" کاش تم دیکھو ان کا حال اس وقت جب یہ ظالم اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے۔ اس وقت یہ ایک دوسرے پر الزام دھریں گے۔ جو لوگ دنیا میں مظلوم بنا کر رکھے گئے تھے وہ حکمرانوں

کہیں گے کہ "اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن ہوتے۔" حکمران ان مظلوم لوگوں کو جواب دیں گے "کیا ہم نے تمہیں اس ہدایت سے روکا تھا جو تمہارے پاس آئی تھی؟ نہیں بلکہ تم خود ہی جرم پسند تھے۔ وہ مظلوم لوگ ان لیڈروں سے کہیں گے "نہیں، بلکہ شب و روز کی مکاری تھی جب تم ہم سے کہتے تھے کہ ہم اللہ سے کفر اور شرک کریں اور دوسروں کو اس کی صفات میں برابر کریں۔

(سبا۔ ۳۱ تا ۳۲)

۳۔ قَالَ نُوحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ (نوح ۔ ۲۱)

نوح نے کہا کہ اے میرے رب! تحقیق لوگوں نے میرے احکام کی نافرمانی کی اور اس آدمی کے حکم کی اطاعت کی جس کا مال و اولاد بہت زیادہ ہے

۴۔ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۝ (نوح ۔ ۲۳)

(حکمران) لوگوں نے کہا کہ تم اپنے (نافع اور ضار) معبودوں اور الٰہوں کو مت چھوڑو۔ اور نہ حضرات وَدّ۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق اور نسر کو چھوڑو

۵۔ وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۗ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ج

(۶۵ ۔ ۷۰)

ان کے بھائی ہودؑ کو عاد قوم کی طرف بھیجا۔ اس نے کہا کہ اے میری قوم! تم صرف اللہ کے حکم کی پابندی کرو۔ اس کے سوا کوئی حقیقی بادشاہ نہیں۔ تم کیوں خوف نہیں کھاتے؟

لوگوں نے جواب دیا۔ کیا ہم صرف ایک اللہ کے حکم کی پابندی کریں اور باپ دادا کے حکم کو چھوڑ دیں؟

۶۔ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ

(القصص ۔ ۳۸)

Marfat.com

شاہ فرعون نے حضرت موسیٰ کی دعوت پر اپنی حکمران پارٹی کے لیڈروں سے کہا۔ اے لیڈرو! میں تو اپنے سوا اور کسی کو تمہارے لئے کوئی بادشاہ نہیں جانتا۔

اس آیت میں اِلٰہ کا اصل مطلب حکمران اور بادشاہ ہے۔ اس کا خیال یہ ہے کہ بندوں پر ملک کا فوجداری اور دیوانی اور حرام و حلال کا جو قانون میں نے عوام کو دیا ہے وہ قانون دینا بادشاہ ہونے کے لحاظ سے میرا حق ہے۔ اس سلسلہ میں اور کوئی کیونکر بادشاہ ہوسکتا ہے؟

گویا کائنات اور زمین و آسمان کا بادشاہ تو لازماً اللہ تعالیٰ ہے جیسا دوسرے چھوٹے خداؤں اور معبودوں کے ماننے سے پتہ چلتا ہے۔ اِلٰہ کا ایک بڑا مفہوم یہ بھی ہے کہ دنیا میں اپنی مخلوقات کے نفع نقصان کا کلی مختار۔ قرآن کے مختلف مقامات سے پتہ چلتا ہے کہ اے رسولؐ! اگر تم ہر قسم کے کافروں سے پوچھو کہ زمین و آسمان کا خالق کون ہے تو وہ پکاریں گے کہ اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ الگ بحث ہے کہ وہ اللہ کہاں مقیم ہے؟ جن لوگوں نے سورج اور چاند کو اِلٰہ۔ نافع اور ضار بنایا وہ بھی سب سے بڑے خدا کے ماننے والے تھے۔ وہ تو ان چھوٹے خداؤں کو سب سے بڑے خدا کی طرف سے نافع اور ضار سمجھ کر پکارتے تھے۔ سورۂ اعراف کی آیت ۔ ۱۰۵ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

۷ ۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارٰى نَحْنُ اَبْنَاۗءُ اللّٰهِ وَاَحِبَّاۗؤُهٗ ۭ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ۭ
(المائدہ ۔ ۱۸)

یہودی اور عیسائی کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ اے رسولؐ! ان سے پوچھو! پھر وہ تمہارے گناہوں پر تم کو سزا کیوں دیتا ہے؟ حقیقت میں تم بھی ویسے ہی بشر اور انسان ہو جیسے اور انسان خدا نے پیدا کئے ہیں۔

بعض یہودی اور عیسائی لوگوں نے اپنے آپ کو خدا کے بیٹے اور محبوب اس لئے بنایا اور اعلان کیا تاکہ لوگ خدا کے ساتھ ساتھ ان کو بھی نافع اور ضار سمجھیں اور وہ لوگ دنیا کی دولت اور مال خوب مزے سے لوٹیں اور عیش کی زندگی گزاریں۔ اگر لوگ ان

Marfat.com

کو نافع اور ضار تسلیم کریں گے تو پھر لوگ ان کے نام کی خوب نذریں اور چڑھاوے دیں گے۔ ان سے دنیا کی مختلف مرادیں حاصل کرنے اور مختلف نقصانات سے بچنے کے لئے سجدہ تک کریں گے۔ ان کے نام کے جانور اور مال بھیجیں گے۔ روپیہ پیسہ تک قربان کر دیا جائے گا۔ اس طرح یہ ان کی دکان تھی جس کو خوب مزے سے چلایا اور آخرت کے حساب کو یوں بھلا دیا جیسے کوئی حساب نہ لے گا۔

٨ ۔ وَقَالُوْا رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ (احزاب ٦٧ تا ٦٨)

(جہنم میں مشرک) لوگ کہیں گے۔ اے ہمارے رب! ہم نے اپنے حکمرانوں اور صاحب اقتدار لوگوں کے حکم کی اطاعت کی۔ انہوں نے ہم کو درست راستہ سے گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب! اب ان لوگوں کو دوہرا عذاب دے اور ان پر سخت لعنت برسا۔

٩ ۔ وَاتَّبَعُوْا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ (هود - ٥٩)

انہوں (یعنی مشرک لوگوں) نے ہر جابر، مشرک اور باغی حکمرانوں کے حکم کی پیروی کی

١٠ ۔ وَقَالَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ (ابراھیم - ٢٢)

جہنم میں داخلہ کے وقت شیطان لوگوں سے کہے گا" لوگو! اب مجھے برا بھلا نہ کہو۔ تم اپنے آپ کو ہی برا کہو۔ یہاں نہ میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں اور نہ تم میری مدد کر سکتے ہو۔ اس سے پہلے جو تم نے مجھے دنیا میں (خدا کا) شریک بنا رکھا تھا میں اس سے بری الذمہ ہوں۔

• یہ بات صاف ہے کہ شیطان کو ایمانی طور پر کوئی عورت یا کوئی مرد۔ کوئی بادشاہ یا کوئی صدر۔ کوئی کابینہ یا کوئی پارلیمنٹ خدا کے احکام کی بغاوت میں شریک نہیں ٹھہراتی۔ نہ شیطان کے نام سے نماز پڑھتا ہے، روزہ رکھتا ہے یا حج کرتا ہے۔ البتہ اسلام کے احکام کے

خلاف دوسرے احکام اور قانون کی اندھی پیروی اور اطاعت کرنے والے لوگ شیطان کو عملاً شریک ٹھہراتے ہیں۔ گو وہ شیطان کا نام نہیں لیتے بلکہ اپنے باغی نفس کی اطاعت کرتے ہیں جس کو شیطان نے باغی بنا دیا ہے۔

مذکورہ آیات میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ حکمران طبقہ اور ان کے پارٹی لیڈر اور ظالم علماء مل جل کر عوام کو گمراہ اور مشرک بناتے ہیں ظالم علماء اور پیر طبقہ تو ان کو خود ساختہ مسائل کا پابند بناتا ہے اور پھر یہ بات کہتا ہے کہ اللہ اور رسولؐ کی خوشی انہی مسائل کے عمل پر ہے۔ شرک جیسے مسئلہ کی ایسی تاویل کرتا ہے کہ لوگ شرک کو پہچان ہی نہ سکیں۔ بہت سے مسلمانوں سے واسطہ پڑا ہے۔ ان سے پوچھا ہے کہ بھئی شرک کس کو کہتے ہیں۔ اس کا کیا نقصان ہے؟ تو جواب ملتا ہے کہ ہم کو تو کوئی پتہ نہیں نہ ہم کو کسی نے اس مسئلہ میں کچھ بتایا ہے۔ بعض لوگوں کا علم اس حد تک ہے کہ شرک یہ ہے کہ کسی نبی اور رسول، کسی بزرگ اور ولی، کسی جن اور فرشتہ، کسی بت اور قبر، کسی بادشاہ اور گورنر، کسی عالم اور پیر، کسی لیڈر اور راہنما، کسی سردار اور سربراہ کو خدا اور رب نہ بنایا جائے لیکن عملاً وہ سارے اختیارات اور وہ ساری صفات جو صرف اللہ کے پاس ہیں۔ کوئی طاقت کلی طور پر ان کی حامل نہیں ہو سکتی۔ وہ جنوں اور فرشتوں، وہ نبیوں اور رسولوں، وہ بزرگوں اور ولیوں، وہ اہل بیت اور اہل تربت دے رکھے ہیں۔ ان کو ضار اور نافع بنا رکھا ہے۔ خدا کی طرف سے تو جب کوئی بڑی مشکل پیش آتی ہے تو لوگ توبہ کرتے ہیں۔ لوگ انبیاء اور اولیاء کو کلی عالم الغیب اور حاضر، کلی بصیر اور سمیع، کلی خبیر اور وکیل، کلی ضار اور نافع بھی سمجھتے ہیں۔ شہیدوں اور وفات یافتہ نیک لوگوں کے نام کی نذریں اور چڑھاوے دیتے ہیں۔ ان کے نام کے مال اور جانور دیتے ہیں۔ انہی کو لوگوں کا کارساز جانتے ہیں۔ حکمرانوں اور بادشاہوں اور پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے غیر اسلامی قوانین کو خوشی سے قبول کرتے ہیں۔ ان کے فوجداری اور وراثتی قوانین پر عمل کرتے ہیں۔ انہی کے حلال اور حرام کے قواعد وضوابط پر چلتے ہیں۔ قتل چوری ڈاکہ زنا اور زخموں اور انسانی رشتوں کے حلال و حرام کے انہی قوانین پر چلتے ہیں جو اسلام کے خلاف ہیں۔ ایسے لیڈروں اور حاکم لوگوں کی دل و جان اور رضا و رغبت سے پیروی اور اطاعت کرکے پھر کہتے ہیں کہ ہم ان کو خدا اور رب نہیں مانتے۔ رب کہنے یا ماننے کی بات نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ مشرک عالموں اور حکمرانوں کے غیر اسلامی قوانین

Marfat.com

پر دل و جان سے عمل کرنا ان کو رب اور خدا بنانے کے برابر ہے۔

مردہ انسانی اجسام کی حالت

قَالُوٓا ءَ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ۝ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ (المومنون ۸۲-۸۳)

یہ کہتے ہیں "کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیوں کے پنجر بن کر رہ جائیں گے تو ہم کو پھر زندہ کر کے اٹھایا جائیگا۔ ہم نے بھی یہ وعدے بہت سُنے ہیں اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا بھی سنتے رہے ہیں۔ یہ محض پرانی کہانیاں ہیں"۔

وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَ اِذَا كُنَّا تُرَابًا ءَ اِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ۔ (الرعد - ۵)

اور اگر تمہیں تعجب کرنا ہے تو تعجب کے قابل لوگوں کا یہ قول ہے کہ "جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئے سرے سے پیدا کئے جائیں گے؟" یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب سے کفر کیا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ لا اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۔ اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۔ (سبا: ۷-۸)

منکرین لوگوں سے کہتے ہیں "ہم بتائیں تمہیں ایسا شخص جو خبر دیتا ہے کہ جب تمہارے جسم کا ذرّہ ذرّہ منتشر ہو چکا ہوگا اس وقت تم نئے سرے سے پیدا کر دیئے جاؤ گے نا معلوم یہ شخص اللہ کے نام سے جھوٹ گھڑتا ہے یا اسے جنون لاحق ہے"۔

بَلْ عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ

هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِکَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ ۝ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا کِتٰبٌ حَفِیْظٌ ۝

(قٓ ۲ تا ۴)

بلکہ ان لوگوں کو تعجب اس بات پر ہوا کہ ایک خبردار کرنے والا خود انہی میں سے ان کے پاس آگیا پھر منکرین کہنے لگے "یہ تو عجیب بات ہے کیا جب ہم مر جائینگے اور خاک ہو جائینگے (تو دوبارہ اٹھائے جائینگے) یہ واپسی تو عقل سے بعید ہے"۔ (حالانکہ) زمین ان کے جسم میں سے جو کچھ کھاتی ہے وہ سب ہمارے علم میں ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں سب کچھ محفوظ ہے"۔

وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اَوَ اٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۝ فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ یَنْظُرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا یٰوَیْلَنَا هٰذَا یَوْمُ الدِّیْنِ

(الصّٰفّٰت ۱۵ تا ۲۰)

اور کہتے ہیں "یہ تو صریح جادو ہے بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ جب ہم مر چکے ہوں اور مٹی بن جائیں اور ہڈیوں کا پنجر رہ جائیں اس وقت ہم پھر زندہ کر کے اٹھا کھڑے کئے جائیں اور کیا ہمارے اگلے وقتوں کے آباؤ اجداد بھی اٹھائے جائینگے؟" ان سے کہو ہاں اور تم (خدا کے مقابلے میں) بے بس ہو"۔ بس ایک ہی جھڑکی ہوگی اور یکایک یہ اپنی آنکھوں سے (وہ سب کچھ جس کی خبر دی جا رہی ہے) دیکھ رہے ہونگے۔ اس وقت یہ کہیں گے ہائے ہماری کمبختی یہ تو یوم الجزاء ہے"۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۝ بَلْ هُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ کٰفِرُوْنَ ۝ قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝

(السجدہ ۱۰ - ۱۱)

اور یہ لوگ کہتے ہیں "جب ہم مٹی میں رل مل چکے ہوں گے تو کیا ہم پھر نئے سرے سے پیدا کئے جائیں گے" اصل بات یہ ہے کہ یہ اپنے

Marfat.com

رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔ ان سے کہو "موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تم کو پورا کا پورا اپنے قبضے میں لے لے گا اور پھر تم اپنے رب کی طرف پلٹا لائے جاؤ گے۔

اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَہٗ بَلٰی قٰدِرِیۡنَ عَلٰۤی اَنۡ نُّسَوِّیَ بَنَانَہٗ

(القیامہ : ۳۔۴)

کیا انسان یہ سمجھ رہا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہ کر سکیں گے؟ کیوں نہیں! ہم تو اس کی انگلیوں کی پور پور تک ٹھیک بنا دینے کی طاقت رکھتے ہیں۔

حضورؐ نے صرف انبیاء کے اجسام کے بارے میں ایک حدیث میں فرمایا کہ ان کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ باقی کے بارے میں کوئی ضمانت نہیں۔ اگر اللہ چاہے تو رکھے نہ چاہے تو نہ رکھے۔ بہر حال اگر وہ ہڈیاں نہ بھی ہوں پھر بھی آخر وہ مٹی میں پڑے ہوئے مٹی کا ہی ایک حصہ ہیں۔

ایک دو تین، چار اور پانچ نمبر شمار میں جو آیات دی گئی ہیں ان کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان ایک فانی چیز ہے۔ تجربہ نے اس کے پیدا ہونے اور فنا ہونے کو ثابت کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی زمین پر حضرت عزیرؑ کو اس کی موت کے بعد زندہ کیا۔ حضرت عیسیٰ مسیح نے اللہ کے حکم پر بہت سے مردہ لوگوں کو زندہ کر کے دکھایا۔ حضرت موسیٰ کے دور میں ایک مقتول شخص کو خدا کے حکم سے گائے کا گوشت لگا کر زندہ کیا گیا۔ گویا تجربہ نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ جو خدا پیدا کرتا ہے اور پھر فنا کرتا ہے وہ دوبارہ بھی زندہ کر لیتا ہے۔ وہ خدا اگر روحوں کو زمین کے اجسام پر منتقل کر سکتا ہے تو وہ ان کو نکال کر مقام علیین اور مقام سجین میں بھی لے جا سکتا ہے۔ اس لئے اسے کوئی رکاوٹ نہیں کہ وہ دوبارہ ان مردہ انسانوں کو زندہ نہ کر سکے۔ صورت حال یہ ہے کہ جو جسم مٹی کے ایک عنصر پانی سے بنایا گیا تھا اور پھر مختلف مٹی کی غذاؤں سے موٹا اور بڑا کیا گیا تھا وہی جسم روح کے خارج ہونے کے بعد مٹی میں رل مل جاتا ہے بلکہ دوسرے معنوں میں مٹی ہو جاتا ہے۔ اللہ کے رسول اور نبیوں کے اجسام کو مٹی

Marfat.com

نہیں کھاتی۔ لیکن اگر یہ اجسام محض مٹی میں پڑے رہیں تو پھر بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آخر وہ روح سے تو خالی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کبھی ان روحوں کو واپس بھیج بھی دے تو لوگوں کو کیا پتہ ہے کہ اب جسم زندہ ہے یا مردہ ہے۔ قرآن نے ایک عام قاعدہ بیان کیا ہے کہ اگر کوئی جن اور انسان اگرچہ وہ زندہ بھی ہو (یا انسان کے ساتھ وہ فرشتے) یا رسول اور نبی یا بزرگ اور ولی کوئی بھی ہو اگر اللہ ان کو کوئی بات سنوا دے تو پھر بھی وہ کسی بات کا جواب نہیں دے سکتے لیکن جو حالت مردہ انسانوں کی مٹی بن جانے کے بارے میں ہے اس کو اگر سمجھ لیا جائے تو مسئلہ جلد دل و دماغ پر اتر سکتا ہے۔ قرآن کے اس بیان سے بھی واضح ہوتا کہ قیامت کے دن تمام رسول انکار کر دیں گے کہ ہم کو تمہارے شریک بنانے کا کو پتہ نہیں۔ اگر کوئی حدیث شرک جیسے مسئلہ میں قرآن کے نقطہ نظر سے الگ مفہوم اور ترجمہ کی حامل ہے تو وہ حضورؐ نے نہیں فرمائی بلکہ کسی نے حضورؐ کے نام کر دی ہے۔ ایسی کوئی حدیث بھی قابل قبول نہیں جو قرآن کے واضح اور صریح حکم کے خلاف ہو۔ اگر شرک جیسے اہم مسئلہ ہی میں دو رائیں اور دو فکر کی گنجائش ہو تو پھر اسلام کی بنیاد ہی ختم ہو جاتی ہے اور اگر بنیاد ہی کمزور اور بودی ہے تو دیواروں اور چھتوں کی کیا اہمیت ہے؟۔

موت کے بعد کوئی رسول اور نبی ایسا نہیں جو اپنی روح پر کنٹرول رکھتا ہو۔ یہ تو صرف اللہ کی ذات ہے اگر وہ کبھی کسی نئے جسم میں ڈال کر بیت المقدس مسجد میں بھیج دے اور حضورؐ جماعت کرائیں۔ اللہ کے بارے میں کوئی دعویٰ نہیں وہ کس روح کو کب زمین پر بھیجتا ہے۔ یا وہ بالکل نہیں بھیجتا۔ قیامت برپا ہو گی تو تمام انسانوں اور جنوں کو زندہ حالت میں کھڑا کر دیا جائے گا۔

Marfat.com

بشرِ رسول سے انکار اور شرک

۱ - فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ

(المومنون - ۲۴)

(نوح ؑ کی قوم کے) جن حکمران لوگوں نے ماننے سے انکار کیا۔ انہوں نے کہا کہ یہ شخص تمہارے جیسے ایک عام بشر کے سوا اور کچھ نہیں (یعنی رسول نہیں، اس کی صرف یہ غرض ہے کہ تم پر حکمرانی کرے۔ اللہ کو اگر بھیجنا ہی تھا تو فرشتہ (نور) رسول بنا کر بھیجتا۔ یہ بات تو ہم نے اپنے باپ دادا سے نہیں سنی کہ البشر رسول بن کر آئے)

حضرت نوح ؑ پر مزید یہ الزامات لگائے گئے کہ اگر تم رسول ہو تو پھر تمہارے پاس اللہ کی طرف سے بہت سے خزانے ہوتے جو تم اپنی ذات پر بھی خرچ کرتے اور لوگوں میں بھی تقسیم کرتے۔ تمہارے پاس ہر پوچھنے والے کے لئے تمام غیب کا علم ہوتا۔ آپ نے الزامات کا یہ جواب دیا۔

۲ - وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ ـ (ھود - ۳۱)

"میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں غیب کی ہر بات جانتا ہوں اور نہ میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں فرشتہ (رسول نوری) ہوں۔

Marfat.com

۳۔ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ
كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ
السُّوْٓءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝

(اعراف ۔ ۱۸۸)

"اے رسولؐ ان لوگوں میں اعلان کر دیں کہ میں تو اپنی ذات کے لئے بھی نفع نقصان کا مختار نہیں۔ اللہ ہی جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے (یعنی اللہ مجھ سے جس کو نفع یا نقصان پہنچانا چاہے وہی ہوتا ہے) اگر مجھے تمام غیب کا علم ہوتا تو میں اپنے لئے بہت سے فائدے حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی نقصان نہ اٹھانا پڑتا۔ میں صرف نذیر اور بشیر ہوں وہ بھی ان لوگوں کے لئے جو ایمان والے ہوں۔"

۴۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ
وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ ۚ

(انعام ۔ ۵۰)

"اے رسولؐ ان لوگوں میں اعلان کر دیں کہ میں تم سے ہرگز یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں (جس کو چاہوں دے دوں) نہ میں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس حکم پہ چلتا ہوں جو مجھ پہ نازل ہوتا ہے۔"

۵۔ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا (قرآن)

"ہر امت کے لوگوں نے (مشرکوں کی طرح) کہا تھا کہ تم ہمارے جیسے انسان اور بشر ہو۔"

لیکن رسولوں نے یہ جواب دیا:۔

۶۔ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ
اللّٰهَ یَمُنُّ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۔ (قرآن)

ان کے رسولوں نے ان کو جواب دیا کہ واقعی ہم تمہارے جیسے بشر ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں اور بشروں میں جس کو چاہتا ہے اس کو مرتبہ

نوازتا ہے"۔ (یعنی رسول اور نبی بنا دیتا ہے)۔

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ ہر امت کے مشرک لوگوں نے غلط الزامات لگائے اور غلط اعتراضات کیئے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اگر ہم مسلمان بھی وہی الزام اور اعتراض کریں جو مشرکوں نے کیا تھا تو پھر ہم میں اور ان میں کیا فرق باقی رہ جاتا ہے۔ اسلام کے نزدیک ہر رسول تمام غیب بھی نہیں جانتا۔ وہ بشر رسول ہے۔ کسی کے پاس ایسے اختیارات نہیں کہ وہ جب چاہیں کسی کو نفع پہنچادیں اور جب چاہیں کسی کو نقصان پہنچادیں نہ ان کے اختیار میں کوئی معجزہ ہے کہ جب ان کا دل چاہے لوگوں کو دکھادیں ان کا رسول ہونا تو صرف ایک ہی بات پر موقوف ہے کہ وہ خدا کی طرف سے آئے ہوئے احکام کو لوگوں تک پہنچادیں اور اپنے عمل سے حکم کی وضاحت کردیں۔ کوئی رسول اور ولی نفع نقصان کا مختار نہیں کوئی جن اور فرشتہ خدا کے حکم کے بغیر نہ فائدہ دے سکتا ہے اور نہ نقصان۔ کوئی بت والا یا قبر والا بزرگ کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اگر ان میں سے انبیاء اور شہداء زندہ ہیں تو وہ قرآن کے مطابق اپنے رب کے پاس ہیں۔ ان میں سے کوئی لوگوں کے سوالوں کا جواب دینے کا مجاز نہیں۔ قبروں میں مدفون یا بتوں کی شکل میں باہر موجود کوئی بزرگ قیامت تک جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں۔ حضرت عیسٰی مسیح ابھی تک آسمان پہ زندہ حالت میں ہیں۔ دنیا میں ہر روز عیسائی مشرکین ان کی قربانیاں دیتے ہیں۔ نذریں دیتے ہیں۔ اپنی ضرورتوں میں پکارتے ہیں۔ اپنی تکلیفوں میں یاد کرتے ہیں۔ ان کو گویا مشکل کشا اور حاجت روا بنا رکھا ہے۔ ان کو ضار اور نافع سمجھا جارہا ہے لیکن قرآن کے مطابق وہ قیامت کے دن عرض کردیں گے کہ اے اللہ جب آپ نے مجھے اپنی امت سے اٹھا لیا تو اس کے بعد مجھے کوئی پتہ نہیں کہ یہ لوگ کیا کرتے رہے ہیں۔ میں نے تو ضار اور نافع ہونے کا کوئی دعوٰی نہیں کیا تھا۔ میں ہرگز کلی غیب نہیں جانتا ہوں بلکہ آپ ہی تمام غیب کے جاننے والے ہیں۔

خدا کے حکم سے بہت سے معجزات پیش کرنے والے بلند رتبہ زندہ رسول کا یہ حال ہے تو پھر دوسرے انبیاء اور اولیاء کا کیا حال ہوگا۔ قرآن نے تو یہاں تک اعلان کیا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کے سب شریک جواب دے دیں۔

Marfat.com

گے حتیٰ کہ جن لوگوں نے حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خدا کا شریک بنایا ہوگا آپ بھی قیامت کے دن جواب دے دیں گے کہ مجھے مشرک لوگوں کے شرک کا کوئی پتہ نہیں۔ تمام رسول پکاریں گے کہ اے اللہ آپ ہی تمام غیب کے جاننے والے ہیں۔

افسوس کہ کچھ مسلمان بھی دوسرے لوگوں کی طرح حضورؐ کو اس وقت تک رسول ماننے کے لئے تیار نہیں جب تک ان کے بشر رسول کا انکار نہ کریں۔ جب تک ان کو تمام غیب کا جاننے والا نہ مانیں۔ جب تک ان کو نافع اور ضار نہ بنائیں

Marfat.com

مشرک انسان اور ہدایت

۱۔ وَاِنْ يَّرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا يَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ○ (النجم - ۴۴)

اگر یہ (مشرک لوگ) آسمان کے ٹکڑے بھی گرتے ہوئے دیکھ لیں تو پھر بھی ان کا کہنا یہی ہوگا کہ یہ صرف بادل ہیں جو امڈے چلے آرہے ہیں۔

۲۔ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ○ (روم - ۵۸)

اے رسولؐ! خواہ تم (بد فطرت) لوگوں کو کوئی معجزہ بھی دکھا دو۔ جن لوگوں نے کفر اور شرک کو محبوب سمجھا ہے وہ تو یہی کہیں گے کہ یہ سب کچھ باطل ہے۔

۳۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ (سبا - ۳۱)

یہ کافر کہتے ہیں کہ "ہم ہرگز اس قرآن پر ایمان نہ لائیں گے اور نہ اس سے پہلے آئی ہوئی کسی کتاب کو تسلیم کریں گے۔

۴۔ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ○ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ○ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ○ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ

Marfat.com

تَأْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل - ۸۹ تا ۹۳)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے رسولؐ! ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو طرح طرح کے دلائل سے سمجھایا۔ مگر اکثر لوگوں نے ہٹ دھرمی اور ضد کا مظاہرہ کیا۔ انہوں نے یہی کہا کہ "ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے، جب تک کہ تم ہمارے لئے زمین کو پھاڑ کر ایک چشمہ نہ جاری کردو۔ یا تمہارے پاس کھجوروں اور انگوروں کا ایک ایسا باغ ہو جس میں نہریں چل رہی ہوں۔ یا تم آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے اوپر گرادو جیسا کہ تم دعویٰ کرتے ہو۔ یا تم خدا اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لا کر دکھادو یا تمہارے لئے سونے کا محل ہو یا تم آسمان پر چڑھ کر دکھادو۔ بلکہ ہم تو تمہارے چڑھنے کا بھی یقین نہیں کریں گے جب تک تم ہمارے پاس ایسی تحریری کتاب نہ لے آؤ جس کو ہم پڑھ سکیں۔

اے رسولؐ! ان لوگوں میں اعلان کردو کہ "میرا رب تو (شرک سے) پاک ہے (اور میری حیثیت یہ ہے) کہ" میں ایک بشر رسول کے سوا اور کچھ نہیں ہوں"

مذکورہ آیات میں اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ جب کوئی انسان اگرچہ وہ بادشاہ اور صدر ہو، وزیر اور سفیر ہو گورنر اور کمشنر ہو، صحافی اور انجینئر ہو، کارخانہ دار اور جاگیردار ہو، سرمایہ دار اور محترف ہو وہ اس وقت تک "العلم" اور اسلام کو نہیں سمجھ سکتا جب تک وہ اس بات کا قائل نہ ہو کہ وہ مضبوط اور محکم ہر دلیل کو قبول کرے گا۔ کمزور اور ذلیل ہر دلیل کو چھوڑ دے گا۔ جب اس کا یہ یقین کامل ہو جائے کہ دنیا کی ایک ایک چیز کو کسی نے ضرور بنایا ہے۔ اگر اس کا تصور اور اس کی فطرت اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ یہ کرسی ضرور کسی کارپینٹر نے بنائی ہے۔ یہ مشین ضرور کسی انجینئر کی بنائی ہوئی ہے۔ یہ جوتا ضرور کسی موچی نے بنایا ہے۔ یہ کتاب ضرور کسی مصنف نے تالیف کی ہے۔ یہ مکان ضرور کسی مستری نے تعمیر کیا ہے یہ ہوائی جہاز اور ایٹم ضرور کسی سائنسدان نے تیار کیا ہے۔ یہ ریل گاڑی کسی کاریگر نے ضرور

Marfat.com

تیار کی ہے۔ گویا وہ کسی نہ کسی بنی ہوئی چیز کو اس کے موجد کی طرف منسوب کرتا ہے لیکن عجیب افسوسناک بات ہے کہ جن چیزوں کے بنانے کا کوئی سائنسدان اور انجنیئر دعویٰ نہیں کرتا۔ کوئی انسان اور جن موجد نہیں بنتا۔ کوئی فرشتہ اور بھوت اس کا خالق نہیں بنتا۔ کوئی جانور اور حیوان اس کو اپنی طرف منسوب نہیں کرتا۔ کوئی دیوتا اور دیوی دعویٰ نہیں کرتے۔ کوئی رسول اور بزرگ اس بات کا خود اعلان نہیں کرتا کہ یہ اس کی کارروائی ہے۔ خود انسان کی فطرت تقاضا کرتی ہے کہ یہ کائنات آخر کسی نہ کسی نے ضرور تخلیق کی ہے۔ کوئی نہ کوئی ضرور اس کا موجد اور خالق ہے۔ اس انسان اور حیوان کو آخر کسی نہ کسی نے ضرور ایک خاص سانچے میں ڈھالا ہے اور پھر ہزاروں سالوں سے ایک ہی فطرت پر پیدا کرتا چلا جارہا ہے۔ یہ زمین اور آسمان، یہ پہاڑ اور سمندر، یہ تارے اور سیارے، یہ چاند اور سورج کسی نہ کسی کی تخلیق ضرور ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دنیا میں کچھ چیزوں کا موجد تو کسی نہ کسی کو مان لیا جائے اور دوسری چیزوں کے خالق کا انکار کر دیا جائے۔ جتنا غور ہوگا جس طاقت کے بارے میں ذہن کام کرے گا۔ اس کے جس مقدار کا بھی تعین ہوگا۔ اس کی جن صفات کو ذہن قبول کرے گا۔ اس کا جو نام بھی ذہن میں آئے گا۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہوگا۔ اس کا اور بھی نام رکھا جا سکتا ہے مگر وہ ہر حالت میں کوئی بالاتر طاقت ہوگی جس نے ہر جاندار کو ایک خاص قانون اور فطرت پر پیدا کیا ہے۔ وہی اس بات کا حقدار ہے کہ اس کے ہر حکم کی بلا چون وچرا اطاعت کی جائے۔ وہی اس بات کا حق دار ہے کہ فوجداری اور دیوانی اور حلال وحرام کے تمام قوانین میں اس کی پیروی کی جائے۔ انسان عقل وفکر سے کام لے کر اپنی ظالمانہ آزادی سے باز آجائے۔ اس آزادی کو قبول کرلے جس کو اس کے خالق نے اس کے لئے جائز ٹھہرایا ہے۔ وہ ہٹ دھرمیاں اور ضد بازیاں چھوڑ دے جن کو جہالت اور شرک کے برابر سمجھا گیا ہے۔ محض باپ دادا کی پیروی اور تقلید کرتے چلے جانا "العلم" کی پیروی نہیں بلکہ جہالت محض ہے۔ جس سے بچنا اس کے اپنے مفاد میں ہے۔ ورنہ ایک وقت آنے والا ہے جب ظالم اور مشرک انسان خدائی عدالت میں زور زور سے پکارے گا۔ دانتوں میں اپنے ہاتھوں کو چبائے گا کہ مجھے اسلام کے احکام کی پابندی کے لئے واپس بھیجا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ السجدہ آیت ۔ ۱۲ میں فرمایا ہے (قیامت کے دن) مشرک لوگ پکاریں گے کہ "اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا ہے۔ ہم کو نیک [illegible] کے لئے

Marfat.com

دنیا میں واپس بھیجدیا جائے۔ اب ہم کو ہر قسم کا یقین ہوگیا ہے۔

ظالم انسان کی کتنی بد قسمتی اور جہالت ہے کہ وہ اگر عقل کے تقاضوں کے تحت خدا کا وجود بھی مان لے تو پھر اس کو حقیقی بادشاہ اور حکمران، عادل اور رب، اِلٰہ اور معبود ماننے کے لئے تیار نہیں۔ کائنات کا خالق اور موجد تو مانتا ہے مگر انسانوں کے لئے قانون ساز ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اس کو محلّل اور محرّم انسانی جرائم اور کرائم میں قانون دھندہ نہیں مانتا۔ جائداد اور وراثت میں قانون ساز تسلیم نہیں کرتا۔ مخلوق ہو کر انسانوں کا خود قانون ساز بنتا ہے۔ اپنی حدود سے تجاوز کرتا ہے۔

Marfat.com

سنّت کی آئینی حیثیت

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت کے اعلان کے بعد قرآن اور حدیث کے جن احکام اور فرامین کی پابندی کا حکم دیا ہے، جن ہدایات کی طرف توجہ دلائی ہے، جن نوجداری اور وراثتی امور کا اعلان کیا ہے، جن حلال اور حرام چیزوں کا ذکر کیا ہے یا جو کام عملی طور کئے ہیں یا جن کاموں کو دیکھ کر کسی صحابی پر کوئی اعتراض نہیں کیا وہ سب سنّت اور حدیث ہیں۔ حقیقت میں قرآن اور حدیث کا ہر حکم اور ہدائت سنّت ہے۔

ماہرین اور مفکرین اسلام نے ان احکام اور ہدایات کو دو حصّوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصّہ کی حیثیت آئینی ہے۔ وہ وحی الٰہی کی ہدائت اور حکم پر کئے گئے ہیں۔ جن کی خلاف ورزی کی سزا دنیا اور آخرت دونوں میں ہے۔ دوسرا حصّہ ایسا ہے جس پر آپ نے اپنی شخصی حیثیت سے عادت کے طور پر انجام دیا ہے۔

حضورؐ سے پہلے کے انبیاء کے نفلی اور عادت کے طور پر کئے گئے کاموں کا ریکارڈ تو موجود نہیں۔ البتہ اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شخصی طور پر اور عادتاً کئے گئے کاموں کا ریکارڈ تفصیل سے موجود ہے۔

یہ بات تو تمام ماہرین اسلام کے نزدیک مسلّمہ ہے کہ سنّت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کو مؤکدہ سنّت اور دوسری کو غیر مؤکدہ سنّت کہا جاتا ہے۔ قانون کی زبان میں ایک سنّت کو فرضی سنّت یا آئینی سنّت کہا جاتا ہے اور دوسری کو نفلی سنّت سے موسوم کیا جاتا ہے۔

حضورؐ نے اپنی آخری عمر میں صحابہؓ سے فرمایا کہ نماز تراویح یا دوسرے معنوں میں نماز تہجد کو جماعت کے ساتھ پڑھنا چھوڑ دیا جائے ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے فرض سنّت قرار دیدے۔ چنانچہ تین دن کے بعد جماعت سے پڑھنا چھوڑ دیا گیا۔ گویا یہ فعل اسلام میں نفلی حیثیت تک ہے۔

اسیطرح بعض نمازوں میں ایک حصّہ نفلی سنّت کا ہے جس کا نہ پڑھنے پہ کوئی گناہ نہیں۔ لباس میں فرضی سنّت یہ ہے کہ عورت کا ستر آنکھوں اور ہاتھوں کے سوا پردہ ہو اور مرد کا ستر یہ ہے کہ مرد کی کمر سے گھٹنوں تک پردہ ہو۔ جس لباس میں بھی یہ کام ہو سکتا ہے وہ لباس اسلامی ہے اگر حضورؐ نے ملکی لحاظ سے ایک خاص تہذیب کا ایک مخصوص لباس پہنا ہے وہ دوسرے ملکوں کے لیے نفلی سنّت تو ہو سکتا ہے۔ مگر فرضی سنّت نہیں۔ اس لئے ہر ملک کے باشندوں کو ہر ایسا لباس پہننے کی اجازت ہے جس میں عورت اور مرد کے ستر کا تحفظ ہو۔ اسی طرح نفلی حج بھی ہے جو اگر نہ کیا جائے تو گناہ لازم نہیں۔

مرد کی حجامت کے سلسلہ میں ایک بات ضرور آئی ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کچھ بال مستقل نہ کٹوائے جائیں اور کچھ کٹوائے جائیں۔ اس ہدایت کے علاوہ ہر قسم کے بال رکھے جا سکتے ہیں۔ حضورؐ نے خود پانچ طریقوں پہ حجامت کروائی ہے۔ ایک یہ کہ سارے سر کے بال منڈوائے یا سر کے بال رکھے یا گردن سے اوپر تک یا گردن کے برابر یا گردن سے تھوڑا سا نیچے تک۔

اسی طرح جرائم کی جس حد تک سزا مقرر ہے وہ تو فرض سنّت کے حکم میں ہے۔ اگر جرم کی ایسی حد ہے جس پر مقررہ سزا نہیں تو پھر ہر دور میں ہر وقت کی اسلامی حکومت کو نئی سزا مقرر کرنے کا اختیار ہے۔ جن جانوروں کو اسلام نے حرام کر دیا ان کی تفصیل مہیا کر دی۔ ان کے علاوہ دنیا کا ہر جانور حلال ہے اگرچہ اس کا حلال ہونا کہیں لکھا ہو یا نہ لکھا ہو۔ البتہ اگر طبیعت پر کسی ایسے جانور کا گوشت گراں ہے تو نہ کھائے لیکن اسے حرام قرار نہ دے نہ اس کے خلاف کوئی قانون بنایا جائے۔

بہتر تھا کہ اگر مفکرین اسلام فرضی سنّت اور نفلی سنّت کی پوری پوری تفصیل کا تعین کر دیتے تاکہ موجودہ اور آنے والی نسلوں کو فرضی سنّت اور نفلی سنّت میں فرق اور عمل کرنے میں آسانی ہو۔ کوئی اسلامی حکومت نفلی سنّت کے عمل پر لوگوں کو ترغیب تو دے سکتی ہے لیکن قانون بنا کر یہ نہیں کہہ سکتی کہ یہ اسلامی قانون ہے۔ اگر ایسا کیا گیا تو پھر یہ کام بدعت میں شمار ہوگا کسی نفلی سنّت کو فرض سنّت قرار دینا اسلام میں مداخلت ہے۔

انبیاء کی آمد کا مقصد صرف یہی ہے کہ خدا کی طرف سے آئے ہوئے احکام کو اس کی [illegible] اس کے بندوں پہ قانوناً نافذ کیا جائے۔ اسلام کا اجتماعی نظام بروئے کار لایا جائے۔ منکرات مظالم کو اس وقت تک نہ کم کیا جا سکتا ہے اور نہ ختم کیا جا سکتا ہے جب تک عملاً اسلام کے مفکر

Marfat.com

اور صالح حضرات حکمران نہ ہو سکے۔ یہی نظام کا قیام انبیاء کا مشن تھا۔ اس سلسلہ میں آیت اللہ مودودی اور علامہ اقبال نے فرمایا ہے۔ اس کا تھوڑا سا نقشہ آپ کی معلومات کے لئے دیا جاتا ہے۔ گو خاکسار کی باتوں پہ ناک بھوں چڑھایا اور گلہ غصہ کیا جاسکتا ہے مگر جو چیز قانون کی زبان میں حقیقت ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ بے شک پیدل اور گھوڑے پر تلوار سے اور ایسے ہی دیگر ہتھیاروں سے مشرکوں سے جنگ کرنا تقریباً تمام محارب انبیاء کی سنّت ہے مگر کسی نے اس کو امت کے لئے فرضی سنّت قرار نہیں دیا۔ البتہ وقت کے مطابق اس کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اسی لئے یہ بات آپ سے آپ ثابت شدہ ہے کہ زمانہ کے مطابق تغیّر و تبدّل کیا جاسکتا ہے۔

قانون صرف الٰہی احکام اور ہدایات کو کہا جاتا ہے جن کا تغیّر و تبدّل شرک و کفر بھی ہے اور بدعت و ظلم بھی ہے جس کی سزا اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہے۔ اس وقت تک دنیا کی ہر چیز اسلام ہے اور اس کو اسلامی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے جب تک وہ اسلام کی کسی فرضی سنّت حکم یا اس کے کسی اصول کے خلاف نہ ہو۔ نہ اس کو بدعت اور شرک قرار دیا جاسکتا ہے جب تک وہ براہ راست کسی حکم اور اصول سے متصادم نہ ہو۔

آیت اللہ مودودی نے سنّت کی آئینی حیثیت پر فرمایا: سنّت اس طریق عمل کو کہتے ہیں جس کے سکھانے اور جاری کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مبعوث فرمایا۔ اس سے شخصی زندگی کے وہ طریقے خارج ہیں جو نبی نے بہ حیثیت ایک انسان ہونے کے یا بحیثیت ایک شخص ہونے کے جو انسانی تاریخ کے خاص دور میں پیدا ہوا تھا، اختیار کئے۔ یہ دونوں چیزیں کبھی ایک ہی عمل میں مخلوط ہوتی ہیں اور ایسی صورت میں یہ فرق و امتیاز کرنا کہ اس عمل کا کونسا جزو سنّت ہے اور کونسا جزو عادت، بغیر اس کے ممکن نہیں ہوتا کہ آدمی اچھی طرح دین کے مزاج کو سمجھ چکا ہو۔ تمدّن و معاشرت کے معاملات میں ایک چیز وہ اخلاقی اصول ہیں جن کو زندگی میں جاری کرنے کے لئے نبی صلعم تشریف لائے تھے اور دوسری چیز وہ عملی صورتیں ہیں جن کو نبی صلعم نے ان اصولوں کو برتنے کے لئے خود اپنی زندگی میں اختیار کیا۔ یہ عملی صورتیں کچھ تو حضور کے شخصی مذاق اور طبیعت کی پسند پر مبنی تھیں۔ کچھ اس ملک کی معاشرت پر جس میں آپ پیدا ہوئے تھے اور کچھ اس زمانے کے حالات پر جن میں آپ مبعوث ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی چیز کو بھی تمام اقوام اور تمام زمانوں کے لئے سنّت بنا دینا مقصود نہ تھا۔

Marfat.com

بعض چیزیں ایسی ہیں جو حضورؐ کے اپنے شخصی مزاج اور قومی طرزِ معاشرت اور آپؐ کے عہد کے تمدن سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان کو سنت بنانا نہ تو مقصود تھا نہ اس کی پیروی پر اس دلیل سے اصرار کیا جا سکتا ہے کہ حدیث کی رو سے اس طرزِ خاص کا لباس نبیؐ پہنتے تھے اور نہ شرائع الٰہیہ اس غرض کے لئے آیا کرتی ہیں کہ کسی خاص شخص کے ذاتی مذاق یا کسی قوم کے مخصوص تمدن یا کسی خاص زمانے کے رسم و رواج کو دنیا بھر کے لئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سنت بنا دیں۔ سنت کی اس مخصوص تعریف کو اگر ملحوظ رکھا جائے تو یہ بات بآسانی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ جو چیزیں اصطلاحِ شرعی میں سنت نہیں ہیں ان کو خواہ مخواہ سنت قرار دے لینا منجملہ ان بدعات کے ہے جن سے نظامِ اسلامی میں تحریف واقع ہوتی ہے۔ جو امور آپؐ نے عادتاً کئے ہیں انہیں فرضی سنت بنا دینا یا پھر ان کے اتباع اور پیروی پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور تحریفِ دین ہے۔

(رسائل و مسائل حصہ اوّل ص۲۱۱ تا ۲۱۷)

یہ حقیقت ناقابلِ انکار ہے کہ حضورؐ نے غایت درجہ کی حکمت اور کمال درجہ کے علم سے کام لے کر اپنے احکام کی بجا آوری کے لئے زیادہ تر ایسی ہی صورتیں تجویز کی ہیں جو تمام زمانوں اور تمام مقامات اور تمام حالات میں اس کے مقاصد کو پورا کرتی ہیں لیکن اس کے باوجود بکثرت جزئیات ایسی بھی ہیں جن میں تغیرِ حالات کے لحاظ سے احکام میں تغیر ہونا ضروری ہے۔ جو حالات عہدِ رسالتؐ اور عہدِ صحابہؓ میں عرب اور دنیائے اسلام کے تھے، لازم نہیں کہ بعینہٖ وہی حالات ہر زمانہ اور ہر ملک کے ہوں۔ لہٰذا احکامِ اسلامی پر عمل کرنے کی جو صورتیں ان حالات میں اختیار کی گئی ہیں ان کو بعینہٖ تمام زمانوں اور تمام حالات میں قائم رکھنا اور مصالح اور حکم کے لحاظ سے ان کی جزئیات میں کسی قسم کا رد و بدل نہ کرنا ایک طرح کی رسم پرستی ہے۔ جس کو روحِ اسلامی سے کوئی علاقہ نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ جزئیات میں دلالۃ النص اور اشارۃ النص تو درکنار صراحۃ النص کی پیروی بھی تفقہ کے بغیر درست نہیں ہوتی اور تفقہ کا تقاضا یہ ہے کہ انسان ہر مسئلہ میں شارع کے مقاصد و مصالح پر نظر رکھے اور انہی کے لحاظ سے جزئیات میں تغیرِ احوال کے ساتھ ایسا تغیر کرتا رہے جو شارع کے اصولِ تشریع پر مبنی اور اس کے طرزِ عمل سے اقرب ہو۔

(تفہیمات۔ حصہ دوم۔ ص۲۸-۳۲۷)

وہ اس کی تفصیل میں دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

مدینہ طیبہ سے مماثلت پیدا کرنے کا مفہوم کہیں یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ ہم ظاہری اشکال

Marfat.com

میں مماثلت پیدا کرنا چاہتے ہیں اور دنیا میں وقت تمدن کے جس مرتبہ پر ہے اس سے رجعت کر کے اس تمدنی مرتبہ پر واپس جانے کے خواہشمند ہیں جو عرب میں ساڑھے تیرہ سو برس پہلے تھا۔ اتباعِ رسولؐ کا یہ مفہوم ہی سرے سے غلط ہے اور اکثر دین دار لوگ غلطی سے اس کا یہی مفہوم لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک سلف صالحین کی پیروی اس کا نام ہے کہ تمدن وحضارت کی جو حالت ان کے عہد میں تھی اس کو ہم بالکل اسی (FOSCILISED) صورت میں قیامت تک باقی رکھنے کی کوشش کریں اور ہمارے اس ماحول سے باہر کی دنیا میں جو تغیرات واقع ہو رہے ہیں ان سب سے آنکھیں بند کر کے ہم اپنے دماغ اور اپنی زندگی کے اردگرد ایک حصار کھینچ لیں جس کی سرحد میں وقت کی حرکت اور زمانے کے تغیر کو داخل ہونے کی اجازت نہ ہو۔ اتباع کا یہ تصور جو دورِ انحطاط کی کئی صدیوں سے دین دار مسلمانوں کے دماغوں پر مسلط ہے، درحقیقت روحِ اسلام کے بالکل منافی ہے۔ اسلام کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ ہم جیتے جی آثارِ قدیمہ بن کر رہیں اور اپنی زندگی کو قدیم تمدن کا ایک تاریخی ڈرامہ بنائے رکھیں۔ وہ ہمیں رہبانیت اور قدامت پرستی نہیں سکھاتا۔ اس کا مقصد دنیا میں ایک ایسی قوم پیدا کرنا نہیں جو تغیر و ارتقاء کو روکنے کی کوشش کرتی رہے بلکہ اس کے برعکس وہ ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جو تغیر و ارتقاء کو غلط راستوں سے روک کر صحیح راستوں پر چلانے کی کوشش کرے۔ وہ ہم کو قالب نہیں دیتا بلکہ روح دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ زمان و مکان کے تغیرات سے زندگی کے جتنے بھی مختلف قالب قیامت تک پیدا ہوں، ان سب میں یہی روح بھرتے چلے جائیں۔ مسلمان ہونے کی حیثیت میں دنیا میں ہمارا اصل مشن یہی ہے کہ ہم کو "خیر امۃ" جو بنایا گیا ہے تو یہ اس لئے نہیں کہ ہم ارتقاء کے راستے میں آگے بڑھنے والوں کے پیچھے عقب لشکر کی حیثیت میں لگے رہیں۔ بلکہ ہمارا کام امامت ورہنمائی ہے۔ ہم مقدمۃ الجیش بننے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور ہمارے "خیر امۃ" ہونے کا راز "اخرجت للناس" میں پوشیدہ ہے۔ رسول اللہ اور آپؐ کے صحابہؓ کا اصلی اسوہ جس کی پیروی ہمیں کرنی چاہیئے یہ ہے کہ انہوں نے قوانینِ طبعی کو قوانینِ شرعی کے تحت کر کے زمین میں خدا کی خلافت کا پورا پورا حق ادا کر دیا۔ ان کے عہد میں جو تمدن تھا انہوں نے اس کے قالب میں روح پھونکی ___ پس نبیؐ اور اصحابِ نبیؐ کا صحیح اتباع یہ ہے کہ تمدن کے ارتقاء اور قوانینِ طبعی کے انکشافات سے اب جو وسائل پیدا ہوئے ہیں ان کو ہم اسی طرح تہذیب اسلامی کا خادم بنانے کی کوشش کریں جس طرح صدرِ اول میں کی گئی تھی۔ نہایت ادب

Marfat.com

گندگی جو کچھ ہے وہ ان وسائل میں نہیں ہے، بلکہ کافرانہ تہذیب میں ہے جو ان وسائل سے فروغ پا رہی ہے۔

(نشان راہ ۔ صہ ۵۵)

دوسرے مقام پر وہ لکھتے ہیں کہ "عبادات" کے علاوہ دیگر احکام کی جزئیات ہم خود متعین کر سکتے ہیں۔ اب رہ گئے احکام تو قرآن مجید میں ان کے متعلق زیادہ کلّی قوانین بیان کئے گئے ہیں اور بیشتر امور میں تفصیلات کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عملاً ان احکام کو زندگی کے معاملات میں جاری فرمایا اور اپنے عمل اور قول سے ان کی تفصیلات ظاہر فرمائیں۔ ان تفصیلات میں بعض ایسی ہیں جن میں ہمارے اجتہاد کو کوئی دخل نہیں۔ ہم پر لازم ہے کہ جیسا عمل حضورؐ سے ثابت ہے اسی کی پیروی کریں۔ مثلاً عبادات کے احکام اور بعض تفصیلات ایسی ہیں کہ ان سے ہم اصول اخذ کر کے اپنے اجتہاد سے فروع مستنبط کر سکتے ہیں۔ مثلاً عہد نبویؐ کے قوانین مدنی۔ اور بعض تفصیلات ایسی ہیں کہ ان سے ہم کو اسلام کی روح معلوم ہوتی ہے۔ اگر یہ اسپرٹ ہمارے قلب و روح میں جاری و ساری ہو جائے تو ہم اس قابل ہو جائیں گے کہ زندگی کے جملہ معاملات اور مسائل پر ایک مسلمان کی سی ذہنیت اور ایک مسلمان کی سی بصیرت کے ساتھ غور کریں۔ دنیا کے علمی اور عملی مسائل کو اسلامی نقطۂ نظر سے دیکھیں اور ان کے متعلق وہی رائے قائم کریں جیسی ایک مسلمان کو کرنی چاہیئے۔

(تفہیمات حصّہ اول صہ ۳۳۲-۳۳۳)

علامہ اقبال اس ضمن میں اپنے خطبات میں رقمطراز ہیں:

اسلام کا پیش کردہ تصوّر یہ ہے کہ حیاتِ کُلّی کی روحانی اساس ازلی و ابدی ہے لیکن اس کی نمود تغیر و تنوع کے پیکروں میں ہوتی ہے جو معاشرہ حقیقت مطلقہ کے متعلق اس قسم کے تصور پر متشکل ہو اس کے لئے ضروری ہو گا کہ وہ اپنی زندگی میں مستقل اور تغیر پذیر عناصر میں تطابق و توافق پیدا کرے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے پاس اپنی اجتماعی زندگی کے نظم و ضبط کے لئے مستقل اور ابدی اصول ہوں...... لیکن اگر ان ابدی اصولوں کے متعلق یہ سمجھ لیا جائے کہ ان کے دائرے کے اندر تغیر کا امکان ہی نہیں تو اس سے زندگی، جو اپنی فطرت [illegible] واقع ہوئی ہے یکسر جامد اور متصلب بن [illegible] جائے گی۔ یورپ کو عمرانی اور سیاسی علوم

Marfat.com

ہیں جو ناکامی ہوئی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی ابدی اور غیر متبدل اصولِ حیات نہیں تھے۔ اس کے برعکس گذشتہ پانچ سو سال میں اسلام جس قدر جامد اور غیر متحرک بن کر رہ گیا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے مستقل اقدار کے دائرے میں اصولِ تغیر کو نظر انداز کر رکھا ہے۔

قرآن کریم کے ان غیر متبدل اصولوں کی جزئیات سب سے پہلے نبی اکرمؐ نے اپنے زمانے کے حالات کے مطابق مرتب فرمائیں۔ ان جزئیات کا ہمیشہ کے لئے غیر متبدل رکھا جانا نہ مقصودِ دین تھا، نہ منشائے رسالت۔ یہ وجہ تھی جو حضورؐ نے ان جزئیات کو مدون کر کے ان کا (اپنی احادیث کا) مجموعہ امت کو نہ دیا۔ اور نہ ہی خلفائے راشدینؓ نے ایسا کیا۔ اس کے برعکس ہمیں تاریخ میں متعدد واقعات ایسے ملتے ہیں، جن میں راشدینؓ کے زمانے میں ان جزئیات میں ردّ و بدل کیا گیا۔ علامہ اقبالؒ اس باب میں لکھتے ہیں:

احادیث کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جن کی حیثیت قانونی ہے اور دوسری وہ جو قانونی حیثیت نہیں رکھتیں۔ اول الذکر کے بارے میں ایک بڑا اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کس حد تک ان رسوم و رواج پر مشتمل ہیں جو اسلام سے پہلے عرب میں رائج تھے اور جن میں سے بعض کو رسول اللہ صلعم نے علیٰ حالہ رکھا اور بعض میں ترمیم فرما دی۔ آج یہ مشکل ہے کہ ان چیزوں کو پورے طور پر معلوم کیا جا سکے کیونکہ ہمارے متقدمین نے اپنی تصانیف میں زمانہ قبل از اسلام کے رسوم و رواج کا زیادہ ذکر نہیں کیا ہے۔ نہ ہی یہ معلوم کرنا ممکن ہے کہ جن رسوم و رواج کو رسول اللہؐ نے علیٰ حالہ رکھا (خواہ ان کے لئے واضح طور پر حکم دیا ہو یا ویسے ہی ان کا استصواب فرما دیا ہو۔) انہیں ہمیشہ کے لئے نافذ العمل رکھنا مقصود تھا۔ اس موضوع پر شاہ ولی اللہؒ نے بڑی عمدہ بحث کی ہے جس کا خلاصہ میں یہاں بیان کرتا ہوں۔ شاہ صاحبؒ نے لکھا ہے کہ پیغمبرانہ طریقِ تعلیم یہ ہوتا ہے کہ رسول کے احکام ان لوگوں کے عادات و اطوار اور رسوم و رواج کو خاص طور پر ملحوظ رکھتے ہیں جو ان کے اولین مخاطب ہوتے ہیں۔ پیغمبر کی تعلیم کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہ عالمگیر اصول عطا کر دے۔ نہ تو مختلف قوموں کے لئے مختلف اصول دیئے جا سکتے ہیں اور نہ ہی انہیں بغیر کسی اصول کے چھوڑا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے مسلکِ زندگی کے لئے جس قسم کے اصول چاہیں وضع کر لیں۔ لہٰذا پیغمبر کا طریق یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک خاص قوم کو تیار کرتا ہے اور انہیں ایک عالمگیر شریعت کے لئے بطور خمیر استعمال کرتا ہے۔ اس مقصد کے لئے وہ ان اصولوں پر زور دیتا ہے جو تمام نوعِ انسانی کی معاشرتی زندگی کو اپنے سامنے رکھتے ہیں لیکن اصولوں کا نفاذ اس قوم کے عادات و خصائل کی روشنی میں کرتا ہے جو اس وقت اس کے سامنے ہوتی ہے۔

Marfat.com

اس طریق کار کی رو سے رسول کے احکام اس قوم کے لئے خاص ہوتے ہیں چونکہ ان احکام کی ادائیگی بجائے خویش مقصود بالذات نہیں ہوتی۔ انہیں آنیوالی نسلوں پر من وعن نافذ نہیں کیا جاسکتا۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے (جو اسلام کی عالمگیریت کی خاص بصیرت رکھتے تھے) اپنی فقہ کی تدوین میں حدیثوں سے کام نہیں لیا۔ انہوں نے تدوین فقہ میں استحسان کا اصول وضع کیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ قانون وضع کرتے وقت اپنے زمانے کے تقاضوں کو سامنے رکھنا چاہیئے۔ اس سے احادیث سے متعلق ان کے نقطۂ نظر کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے تدوین فقہ میں احادیث سے اس لئے کام نہیں لیا کہ ان کے زمانے میں احادیث کے کوئی باضابطہ مجموعے مرتب نہیں ہوئے تھے۔ اوّل تو کہنا ہی درست نہیں کہ ان کے زمانے میں احادیث کے مجموعے موجود نہیں تھے۔ امام مالکؒ اور زہریؒ کے مجموعے ان کی وفات سے قریب تیس سال پہلے مرتب ہو چکے تھے۔ لیکن اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ یہ مجموعے امام صاحبؒ تک نہیں پہنچ پائے تھے یا ان میں قانونی حیثیت کی احادیث موجود نہیں تھیں تو اگر امام صاحبؒ اس کی ضرورت سمجھتے تو وہ احادیث کا اپنا مجموعہ مرتب فرما سکتے تھے۔ جیسا کہ امام مالکؒ اور ان کے بعد امام احمد بن حنبلؒ نے کیا تھا۔ ان احادیث کی روشنی میں، میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ ان احادیث کے متعلق جن کی حیثیت قانونی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا یہ طرز عمل بالکل معقول اور مناسب تھا۔ اور اگر آج کوئی وسیع النظر مقنن یہ کہتا ہے کہ احادیث ہمارے لئے من وعن شریعت کے احکام نہیں بن سکتیں تو اس کا یہ طرز عمل امام ابوحنیفہؒ کے طرز عمل کے ہم آہنگ ہوگا جن کا شمار فقہ اسلامی کے بلند ترین مقننین میں ہوتا ہے۔

(خطبات اقبال۔ صفحہ ۱۶۴-۱۶۳)

فہم حدیث اور پرویز

غلام احمد پرویز نے مسلمانوں میں ایک نئے فتنہ کو بہت زیادہ ہوا دی ہے۔ اس نے قرآن اور سنّت کو دو الگ الگ حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ صرف قرآن کو کلّی اسلام قرار دیا سنّت اور حدیث کو اسلام کا ماخذ اور قانون ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ اسلام قرآن

Marfat.com

اور سنت دونوں کا نام ہے۔ کتابیں بے شک الگ الگ ہیں۔ قرآن کے الفاظ تک اللہ کی طرف سے محفوظ ہیں جبکہ مستند سنت کے الفاظ حضورؐ کی طرف سے ہیں۔ قرآن اور دیگر واقعات کی تشریح ہے۔ اگر پرویز صاحب کی بات کو ایک منٹ کے لیے مان لیا جائے کہ صرف قرآن ہی اسلام کا دوسرا نام ہے تو پھر میں ادب و احترام سے پوچھتا ہوں کہ قرآن میں نماز پڑھنے کا حکم ہے مگر ہر نماز میں کتنی کتنی رکعتیں پڑھی جائیں اور پھر کس رکعت میں کیا پڑھا جائے کیسے اور کہاں سے شروع کیا جائے اور کہاں جا کر ختم کیا جائے۔ اس بات کی قرآن میں کوئی تفصیل نہیں۔ اس حکم پر کیسے عمل کیا جائے گا؟ اس کے بعد قرآن میں مالوں پر زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم ہے لیکن قرآن میں یہ کہیں نہیں کہ کس مال پر کتنی زکوٰۃ فرض ہے؟ اس کا نصاب کیا ہے؟ کسی مسلم پر شرک کا فتویٰ کتنی زکوٰۃ کے انکار اور مخالفت پر ہوگا؟ اس کا عرصہ کتنا ہے؟ مویشیوں پر کتنی ہوگی؟ سونے چاندی پر کیا معیار ہوگا؟ معدنی کانوں اور نقد روپیہ پر کتنی واجب ہوگی؟ قرآن میں تو ایسی کوئی تشریح نہیں۔ اس کے بعد قرآن میں لکھا ہے کہ چور کے ہاتھ کاٹ دو۔ لیکن یہ کہیں نہیں لکھا کہ یہ ہاتھ کونسا ہوگا؟ کتنی چوری پر کاٹا جائے گا؟ اور کہاں سے کاٹا جائے گا؟ اسی طرح قرآن نے کہا ہے کہ زانی اور زانیہ کو سو سو کوڑے مارو۔ لیکن یہ کہیں نہیں لکھا کہ کوڑا کتنا موٹا اور چوڑا ہوگا اور کتنا لمبا ہوگا کس شے کا ہوگا؟ کیا ایک ہاتھ سے مارا جائے گا یا دونوں ہاتھوں سے؟ کیا کوڑے کھڑے کھڑے مارے جائیں گے یا بھاگ کر؟ کیا ہڈی، منہ اور آنکھوں کو چھوڑا جائے گا یا نہیں کس حد تک اور کس جگہ مارا جائے گا؟ کیا اس کوڑے سے زانیہ اور زانی کا چمڑا ادھیڑنا اور خون بہانا ہوگا یا نہیں؟ ضرب ہلکی ہوگی یا بھاری؟ ان میں سے کوئی چیز قرآن میں موجود نہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ حلال جانور کو ذبح کر کے اس کا گوشت کھایا جا سکتا ہے۔ لیکن قرآن میں کہاں لکھا ہے کہ جانور کو کہاں سے ذبح کرنا ہے؟ کیا آہستہ آہستہ ذبح کرنا ہے یا ایک ہی دفعہ۔ کیا جانور کا خون بہنا ضروری ہے؟ ذبح کے وقت کیا پڑھنا ہے۔ کیا اسے پیٹ سے ذبح کرنا ہے یا گردن سے۔ ایسی کوئی تفصیل قرآن میں موجود نہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ ممکن ہو تو مقتول کے وارث کو خونبہا دے دو۔ اگر قاتل کا بدلہ قتل لینا ہے تو پھر قاتل کا قتل کس جگہ ہو! کس حصہ سے ہو؟ اگر قاتل کو قتل ہی کرنا ہے تو پھر کس جگہ سے قتل کیا جائے۔ گردن سے یا پیٹ سے؟ لیکن یہ کہیں نہیں لکھا کہ کتنا خون بہا دینا ہے؟ کس حد تک بہانا ہے؟ قرآن میں کہا گیا

د مشرکوں سے جہاد کر د لیکن یہ پتہ نہیں چلتا کہ مشرک عوام سے ان کے گھروں پر کرنا ہے ! بیماروں ، معذوروں اور بوڑھوں پر بھی کرنا ہے ۔ حکمرانوں اور سرداروں سے کرنا ہے ! ان تفصیلات کا کہیں ذکر نہیں ۔ قرآن میں روزہ کا حکم دیا ہے ۔ مگر یہ روزہ کن کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے ؟ یہ وضاحت قرآن میں موجود نہیں ۔ قرآن میں یہ تو ہے کہ پاکباز عورتوں سے نکاح کیا جائے ۔ لیکن یہ کہاں ہے کہ حق مہر کتنا ہوگا ؟ حق مہر مال کی کس شکل میں ہوگا ؟ کیا حق مہر وصول کرنے کے بعد عورت کا ایجاب و قبول ضروری ہے یا نہیں ؟

آپ حج کرنا چاہتے ہیں ۔ قرآن میں اس کی ادائیگی کا حکم موجود ہے مگر وہاں حج کا مہینہ دن اور وقت موجود نہیں ۔ اب یہ فرض کیسے پورا کیا جائے گا ؟ حضورؐ کے صحابہ نے بتایا ہے کہ حضورؐ شادی شدہ عورت یا شادی شدہ مرد کو زنا کے جرم پر سنگساری کی سزا دیتے تھے مگر قرآن میں اس کا ذکر نہیں ۔ حضورؐ نے گھوڑے گدھے اور کتے کو حرام قرار دیا ہے ۔ مگر قرآن میں ان کا نام نہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کچھ واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ مگر ان کی تفصیلی موجود نہیں ۔ اللہ نے جو باتیں براہِ راست اپنے رسول سے کی ہیں حضورؐ نے ان کی اپنے الفاظ میں صحابہ کے پیش کر دیا ہے ۔

یہ بھی اسی طرح کی وحی ہے جس طرح قرآن ہے ۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ اس کو قرآن اور صحیح حدیث سے الگ کریں ۔ حقیقت میں حضورؐ نے صرف ترجمان کے فرائض ادا کئے ہیں ۔ اس میں وہ کام الگ تھلگ ہیں جو حضورؐ نے شخصی حیثیت سے کئے ہیں جن کی حیثیت مسلم منکرین نے غیر مؤکدہ سنت قرار دی ہے ۔ جس کے نہ کرنے پر کوئی گناہ اور سزا نہیں ۔

حدیث کو اسلامی قانون نہ ماننا اسی طرح ہے جس طرح قرآن کی آیات کا انکار کرنا ہے ۔ حدیث کے بغیر قرآنی احکام کی عملی زندگی کا کوئی پتہ نہیں چلتا ۔

لہٰذا حدیث کو اسلامی قانون تسلیم نہ کرنا شرک کے برابر ہے ۔ حضورؐ نے فرمایا ہے جو میری پیروی سے انکاری ہے وہ مجھ سے نہیں یہ ایک الگ بحث ہے جس میں کسی حد تک صداقت اور حقیقت ہے کہ حدیث کے کلی ذخیرہ میں ایک معمولی حصہ ایسا ہے جو قرآن کے احکام اور ہدایات کے قطعی خلاف ہے لیکن یہ حضورؐ کی طرف سے نہیں ہے ۔ ایسی حدیثیں واقعی نہ ماننے کے قابل ہیں ۔ ان حدیثوں کا قرآنی ہدایات کے خلاف ہونا ہی ان کے غلط ہونے کا مکمل ثبوت ہے لیکن ایسی بیسیوں حدیثوں کو حدیث کی کتابوں میں پا کر ہزاروں درست حدیثوں کا انکار کرنا کہاں کی

عقل مندی ہے۔ جناب غلام احمد پرویز صاحب اور ان کے ساتھیوں سے جب سوال کیا جاتا ہے کہ آپ صحیح حدیث کو کیوں نہیں مانتے؟ تو ان کا جواب ہوتا ہے کہ ہم تو مانتے ہیں لیکن اسلامی قانون کا حصّہ قرار نہیں دیتے۔ یہ ہے ان کا ایمان۔ جب آپ اسلامی قانون کا حصّہ ہی قرار نہیں دیتے تو پھر نفلی سطح پر ماننا نہ ماننے کے برابر ہے۔ یہ ایک ایسا مغالطہ ہے جس سے کم علم لوگوں کو آسانی سے گمراہ کیا جاسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرض احکام کو نفلی حکم یا غیر مؤکدہ سنّت سمجھنا جتنا بڑا جرم ہے اتنا ہی کسی نفلی یا غیر مؤکدہ سنّت کو فرض قرار دینا جرم ہے۔ اسلام اندھی محبت کا نام نہیں بلکہ عقل و ہوش سے سمجھنے اور عمل کرنے کا نام ہے۔

ذیل میں حدیث کو اسلام کا قانون نہ ماننے والوں کی اصل پوزیشن واضح ہو جاتی ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○ (النساء - ۶۵)

اے رسولؐ! آپ کے رب کی قسم جب تک وہ لوگ آپ کو اپنے تنازعات اور مقدمات میں اپنا حاکم اور جج نہ تسلیم کریں اور پھر حکم کے بعد تنگی محسوس نہ کریں، اس وقت تک وہ لوگ مسلمان نہ ہوں گے (یعنی کافر اور مشرک ہوں گے۔)

جو صحابہ قرآن کے الفاظ کی تصدیق کرنے والے ہیں وہی صحابہ حدیث اور سنّت کو پیش کرنے والے ہیں لیکن صد افسوس کہ ان کے کہنے سے قرآن کے الفاظ کی سند کو تو قبول کر لیا مگر حدیث اور سنّت کی سند سے انکار کر دیا۔ حالانکہ یہ ان کا بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے خدا کے براہ راست کلام اور حضورؐ کے کلام الگ الگ کر کے پیش کر دیا۔ بعد کے لوگوں کی بیسیوں حدیثوں کے غلط ہونے اور صحابہ کے نام منسوب کرنے کی وجہ سے ہزاروں حدیثوں کو غلط قرار دینا نہ صرف عدل اور انصاف کا خون ہے بلکہ اس کے تقاضوں کو غلط قرار دینا مقصود ہے۔

۲- الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُم مِّن بَعْضٍ ○ يَأْمُرُونَ بِالْمُنكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ

نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ۔ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ فِيْهَا (توبہ : ٦٧ - ٦٨)

منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک دوسرے کے ہم رنگ ہیں ۔ وہ ظلم وستم کا حکم دیتے ہیں اور اچھے کاموں پر پابندی لگاتے ہیں ۔ خود نیکی سے منہ موڑتے ہیں ۔ حقیقت میں اللہ کو بھول گئے ہیں ۔ پس اللہ نے بھی ان کو بھلا دیا ہے ۔ دراصل یہ منافق فاسق لوگ ہیں ۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور (کھلے کھلے) کافروں اور مشرکوں کے لئے جہنّم کو مقرر کیا ہے جس میں یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے ۔ (ہمیشہ رہنا مشرک لوگوں کا کام ہے)

ان آیات سے پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ قرآن اور سنّت دونوں کو اسلام کا ماخذ تسلیم نہیں کرتے اور نہ ان کے مطابق فیصلے کرتے ہیں وہ کھلے کھلے مشرک ہیں ۔

اسلام اور بدعت

حدیث کی کتب میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بدعت کے سلسلہ میں بار بار یہ بات کہی گئی ہے کہ "ہر بدعت گمراہی ہے۔ ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی چیز ہے"۔ بعض لوگوں نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ شرک بدعت اور کفر تینوں ایک ہی چیز کے نام ہیں۔ یہ ان احکام اور رواجوں کا نام ہے جو اسلام کے کسی حکم اور ہدایت، کسی تہوار اور رسم، کسی اصول اور نص کے کھلا کھلا خلاف ہو۔ مثلاً ایک ڈھال کی قیمت یا اس سے زیادہ بازاری قیمت پر جو چوری ہوگی اس کے ثابت ہونے پر ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے لیکن کوئی شاہ اور حاکم، کوئی مجلس اور پارلیمنٹ، کوئی عالم اور پیر اس جرم کی اس سزا کے علاوہ کوئی دوسری سزا مقرر کر لیتا ہے، یا قتل کی قتل، خونبہا اور معافی کو چھوڑ کر چوتھی کوئی سزا مقرر کرے یا کسی حرام شے کو حلال قرار دے یا کسی حلال شے کو حرام قرار دے تو یہ حرکت بدعت ہوگی۔ لیکن وہ رواج اور سنت وہ طریقہ اور حکم جو اسلام کے کسی پہلے سے موجود حکم کے خلاف نہ ہوگا وہ بدعت اور شرک نہ ہوگا۔ یہ ہرگز نہیں کہ اسلام میں کہیں بسوں اور لاریوں، تانگوں اور سائیکلوں کا سفر موجود نہیں لہٰذا اب ان ذرائع سے سفر کرنا بدعت ہے۔ پہلے ایٹم بم اور بندوق، ٹینک اور توپ کی جنگ نہ تھی تو کیا اب ان ہتھیاروں کا استعمال بدعت ہوگا؟ اسی طرح پہلے لاؤڈ سپیکر پر نہ تقریر تھی اور نہ اذان کا رواج تھا۔ نہ خطبہ جمعہ تھا نہ قرآن خوانی تھی۔ کیا اب ان چیزوں کا نیا استعمال بدعت ہے! ڈھال کی بازاری قیمت سے کم چوری پر ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں بلکہ جج یا کوئی سربراہ یا کوئی مجلس کوئی تعزیر مقرر کر لیتی ہے تو کیا اس کو اس بنیاد پر رد کیا جا سکتا ہے کہ وہ سزا اسلام میں نہیں لہٰذا بدعت ہے؟ کوئی ایسی رسم جس کا ذکر قرآن و حدیث میں نہ ہو لیکن ایصال ثواب کے سوا اور کوئی نتیجہ نہ نکلتا ہو تو کیا ایسا کرنا بدعت میں شمار ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ ایسے معنی

میں دنیا کی ہر چیز استعمال کرنے کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ حکم ہے۔
ہر اچھی چیز اور ہر اچھا کام جو یا تو کسی مسلم نے جاری کیا ہو یا کسی غیر مسلم نے بنایا اور حکم دیا ہے وہ سب اسلام ہے۔ اس کا استعمال جائز ہے۔ ہر نئی چیز کے لحاظ سے بے شک بدعت ہے مگر وہ اسلام کے کسی حکم اور نص کے خلاف نہیں بعض لوگوں نے سمجھ کے لحاظ سے بدعت حسنہ بھی اس کا نام رکھا ہے۔ حقیقت میں بدعت اور شرک ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔

ایک دفعہ میں ایک مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ فارغ ہو کر دیکھا کہ دو نمازی آپس میں ایک دوسرے کی نماز پر اعتراض کر رہے ہیں۔ ایک نے کہا کہ تم نے ننگے سر نماز پڑھی ہے اور بدعت کا ارتکاب کیا ہے۔ لہٰذا تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ دوسرے نے کہا کہ جو لوگ ڈاڑھی منڈواتے یا کترواتے ہیں ان کی بھی نماز نہیں ہوتی وہ بدعت کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور تم ایسے لوگوں میں سے ہو۔ میں نے انہیں متوجہ کیا کہ خطیب مسجد سے پوچھ لیا جائے۔ مولوی صاحب سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ان دونوں کاموں کا تعلق نماز کے ہونے یا نہ ہونے سے نہیں۔ اور نہ سر ننگے نماز پڑھنا یا ڈاڑھی منڈوانا اور کترانا شرک اور بدعت ہے۔

البتہ نماز اور عام حالات میں سر ڈھانپ کر رکھنا اور حضورؐ کی سنّت سمجھ کر ڈاڑھی رکھنا کارِ ثواب ہے۔ دنیا میں جتنے انبیاء بھی تشریف لائے ہیں۔ داڑھی سب کا شعار تھا۔ نبوّت اور رسالت سے پہلے بھی وہ اپنی شخصی اور ذاتی زندگی میں داڑھی رکھتے تھے حضورؐ کی بھی نبوّت سے پہلے مکمل داڑھی تھی۔ حالانکہ خدا کی طرف سے انہیں اس سلسلہ میں کوئی حکم نہ آیا تھا۔ نبوّت تو آپؐ کو چالیس سال کی عمر میں ملی۔ نماز کے نہ ہونے سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

اگر کوئی عالم یہ بات کہتا ہے کہ داڑھی کے بغیر نہ نماز ہوتی ہے اور نہ روزہ یا نہ حج ہوتا ہے اور نہ زکوٰۃ کی ادائیگی تو یہ اس کی اپنی خود ساختہ رائے ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

دونوں افراد مولوی صاحب کی ان باتوں سے بڑے متاثر ہوئے۔

Marfat.com

ایک غلطی کا ازالہ!!

قرآن مجید میں اکثر مقامات پر "اُعْبُدُوْا" کا ذکر آتا ہے جس کا ترجمہ عبادت و بندگی بھی ہے۔ محض غلامی اور محکومی بھی۔ چونکہ اس لفظ کا اطلاق اسلام کے معاشی اور قصاص و وراثتی اور حرام و حلال کے تمام قوانین کی پابندی سے ہے جس میں کہیں کام کرنے کا حکم ہے۔ اور کہیں باز رہنے اور رک جانے کا حکم ہے۔ لہٰذا خاکسار نے اس لفظ کا ترجمہ "خدا کے حکم کی پابندی کرو" کیا ہے۔ چونکہ انسانوں کے لئے بنیادی احکام نازل کر دیئے گئے ہیں۔ اور تعزیری احکام خود حکمرانوں کو بنانے کیلئے آزاد چھوڑ دیا گیا ہے۔ لہٰذا کوئی بادشاہ اور سربراہ کسی قانون کو ترمیم اور منسوخ کرنے کا مختار نہیں جیسا کہ قرآن کے مطابق تمام انبیاء نے اپنی اپنی امتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ مافوق الاسباب میں کسی نبی ولی کو مدد کے لئے نہ پکاریں اور نہ ان کو اپنا شفیع اور سفارشی بنائیں۔ لیکن اگر کوئی مسلمان ان کو ایسے حالات میں پکارتا اور سفارشی بناتا ہے۔ تو وہ گویا انبیاء کے حکم کی مخالفت کرتا ہے کسی نبی نے حلال چیزوں کو حرام نہیں کیا اور حرام کو حلال نہیں کیا لیکن ایک مسلمان اپنے گمان سے حلال چیزوں کو ان کی طرف منسوب کر کے حرام قرار دیتا ہے تو گویا وہ مسلمان متعلقہ رسول اور نبی کی عبادت اور بندگی کرتا ہے۔ اسی طرح خدا کی طرف سے جو قوانین آئے ہیں اگر کوئی عالم اور پیر ان میں رد و بدل کرتا ہے تو وہ گویا ایک نیا حکم بنا کر خدا کے حکم کے مقابلہ پر لاتا ہے لہٰذا وہ خود مشرک ہے اور جو لوگ ان کے ایسے غیر اسلامی حکم کی پابندی کریں وہ متعلقہ عالم اور پیر کو الٰہ اور معبود، رب اور خدا سمجھے ہیں۔ گو منہ سے ان کو اپنا الٰہ اور معبود نہ کہیں۔ لیکن حقیقت کے اعتبار سے وہ الٰہ اور معبود بنا رہے ہیں۔

اسی طرح اگر دنیا کے حکمران اور سردار دنیا کے قانون ساز ممبران اور جج ان احکام کے

Marfat.com

اور لَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا کے حکم کے خلاف نئے احکام اور فیصلے صادر فرمائیں تو وہ خود مشرک ہیں اور ان پر دل و جان سے ایمان لانے والے ان کو خدا کے مقابلے پر شریک سمجھتے ہیں۔ گویا ایسے لوگ عابدین اور محکومین ہیں اور ایسے مقنن اور جج اور عملدرآمد کرانے والے تمام حکام لوگوں کے لئے الٰہ اور معبود ہیں تمام ایسے بادشاہ اور حکمران الٰہ رب اور معبود ہیں اور یہی کام حکمرانوں کی عبادت ہے۔ اگر کوئی پوچھے کہ رسول کے حکم سے کیا مراد ہے۔ اس پر تو قرآن نے خود وضاحت کر دی ہے کہ رسول کا حکم خدا کا حکم ہوتا ہے جیسا کہ قرآن میں موجود ہے۔

وَمَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ

یعنی جس شخص نے رسول کے حکم کی پابندی کی اس نے گویا خدا کے حکم کی پابندی کی۔ لہٰذا اسلام میں ایسے اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں۔

حکومت اور اسلام

آیت اللہ خمینی نے اسلام کے بارے میں ایک غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے اپنی کتاب "اسلامی حکومت" میں تحریر فرمایا ہے۔ امپریل ازم اور منافقت کی کوشش ہے کہ ہم صرف نماز روزہ ادا کرتے رہیں۔ ان کے نزدیک اسلام محض حیض و نفاس، نکاح اور طلاق میاں بیوی کے مسائل کا نام ہے۔ اگر ہم انہی مسائل کی تبلیغ کرتے رہیں تو ان کو کوئی اعتراض نہیں۔ اگر ہمارے بازار اس کے مال کے لئے اور ہمارا سرمایہ اور مصنوعات اس کے تاجروں کے لئے وقف ہو تو وہ ہم سے خوش و خرم ہے (اس نے اپنے اقتدار اور حکومت کے مستقل قیام کے لئے اپنے قوانین اور اپنا نظام زندگی ہم پر تھوپ دیا اور اپنے ذرائع ابلاغ کو اس کام کے لئے وقف کر دیا کہ اسلام زندگی کے لئے ناقابل عمل ہے۔ وہ معاشرہ کی خدمت نہیں کر سکتا۔ اسلام ترقی کا مخالف ہے۔ الزامات لگا کر اسلام کو داغدار کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ عرصہ دراز سے اسلام کے دعویداروں کی ایک اکثریت کو اپنے جال میں پھنسا رکھا ہے لیکن اب وہ دور گذرتا چلا جا رہا ہے۔

انہوں نے مزید فرمایا۔

"محض دعوت و تبلیغ سے معاشرہ کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اسلام کے معاشی اور

قصاص، وراثت اور حرام و حلال کے قوانین کا نفاذ مکمل اصلاح کے لئے ضروری ہے اور یہ اصلاح حکومت اور اقتدار کے حصول کے بغیر ممکن نہیں — انبیاء کرام نے اس پہلو پر خصوصی توجہ دی ہے کچھ انبیاء اس جدوجہد میں کامیاب ہو گئے اور کچھ اپنا فریضہ ادا کرتے ہوئے شہادت پا گئے۔ اسی پہلو پر اللہ تعالیٰ کے ایک آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جدوجہد کی اور عملاً ایک حکومت وجود میں آگئی۔ اگر حکومت کے بغیر اصلاح ممکن ہوتی تو حضورؐ اپنے سینکڑوں عزیز ساتھیوں کو میدانِ جنگ میں نہ جھونکتے اور نہ ظلم کے خلاف جارحانہ کارروائیوں کا حکم دیتے۔

منافق اور مشرک حکمرانوں کے سلسلے میں فرمایا۔

"شرع اور عقل دونوں تقاضا کرتے ہیں کہ ہم وقت کی حکومت کو اپنے حال پر نہ چھوڑیں جو حکمران اسلام کے قوانین کے نفاذ میں سرکشی کرے وہ طاغوتی حکمران ہے اور طاغوتی نظام چلا رہا ہے۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ اس کے آثار کو اپنے معاشرہ اور ملک سے ختم کر دیں۔ ہمارے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے کہ ہم ایسی حکومت کے ذمہ داروں کو ختم کر دیں اور صالح معاشرہ کے لئے صالح حکمران لائیں یہی اسلامی انقلاب ہے" باطل پرستوں کا خاتمہ کر دیا جائے

باطل پرست اور غیر اسلامی حکومتوں کا ساتھ دینے والے عالموں اور پیروں کے بارے میں فرمایا۔

"یہ علماء اور پیر اسلام کے دشمن ہیں۔ ان کی حقیقت کھول دینا ضروری ہے۔ عوام کو چاہیئے کہ ان کو بے نقاب اور رسوا کر کے معاشرہ سے نکال دیں۔ ان کی پگڑیاں اتار پھینکیں اور عوام کو گمراہ کرنے اور بہکانے سے روک دیں۔ ظالم لوگوں کے ساتھ زندہ رہنا بذات خود ایک ظلم ہے۔ ان کے خلاف تحریک نہ چلانا ان کی مدد کے مترادف ہے"

قرآن میں ہر ناجائز طریق کو باطل کہا گیا ہے۔ باطل طریقے سے سرمایہ داروں کا ایک گروہ بھی دولت کو دونوں ہاتھوں سے سمیٹ رہا ہے اور ان کا سرپرست ظالم علماء کا ایک گروپ بھی اپنی دنیا کو زیادہ سے زیادہ بنا رہا ہے۔ آیت اللہ خمینی ایسے علماء کو، قرآن کے مطابق باطل پرست قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن میں موجود ہے۔

"اے جماعت مسلمین ان مذہبی عالموں اور درویشوں سے ہوشیار رہو جو دوسروں کا مال و دولت باطل طریقوں سے کھا جاتے ہیں۔ عوام بیچارے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف دعوت دینے والے ہیں۔ حالانکہ ان کی کوشش یہ ہوتی

ہے کہ لوگ خدا کے دین پر نہ آنے پائیں ۔" (۹/۳۴)

" ایسے لوگوں کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنے خود ساختہ مسلک کو اسلام کی شریعت کا نام دے کر درست دین سے روکتے ہیں ۔ وہ چاہتے ہیں کہ اس کے دین میں خواہ مخواہ الجھن پیدا کریں ۔ یہ وہ ظالم ہیں جن پر خدا کی لعنت برسے گی ۔" (۱۱/۱۹،۱۷)

بہر حال آیت اللہ خمینی ہر قسم کے باطل پرست سرمایہ داروں حکمرانوں اور ظالم علماء کو ناقابل برداشت سمجھتے ہیں ۔ وہ جہاد کو اس وقت تک جاری رکھنا چاہتے ہیں جب تک دنیا کے ہر ملک میں باطل اور منافق حکمرانوں کا اقتدار ختم نہیں ہو جاتا ۔ اور ان کی جگہ اقتدار پر صالحین کا گروپ براجمان نہیں ہو جاتا ۔ ظلم کا خاتمہ صرف اسی ایک طریقے سے ہو سکتا ہے ۔ یہ کشمکش ازل سے ہے اور ابد تک جاری رہے گی ۔ اسی میں مسلمانوں کی کامیابی ہے ۔

دو خدا

یوں تو حضرت نوحؑ سے انسانوں کے خود مختار الٰہ اور بادشاہ بننے کا تصور قرآن نے بتایا ہے۔ ان کے نزدیک یہ تصور ہی نہیں کہ کوئی انسان خود بادشاہ بھی ہو اور پھر آسمانوں اور زمین کے بادشاہ کا نہ صرف خود محکوم اور غلام ہو بلکہ اپنی رعایا کو بھی اپنا نہیں بلکہ اصل بادشاہ اللہ کا محکوم اور غلام بنائے۔ جب کہ اسلام اور اس کے داعیوں کا یہ نظریہ ہے کہ انسان خود اصل بادشاہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اس کے پیدا کردہ بندے ہیں۔ وہی ان کو مارنے پر طاقت رکھتا ہے۔ یہ زمین بھی اللہ کی ہے جس میں انسان کی ضرورت کی ہر چیز پیدا کی گئی ہے۔ لہٰذا اسی کا حق ہے کہ وہ ان پر اپنا حکم چلائے جب کہ بڑے سے بڑے انسان کا انسانوں پر ایسا کوئی احسان نہیں۔ ان کے پاس ایسے اختیارات نہیں ایک طرف تو یہ صورت حال ہے جبکہ دوسری طرف دنیا میں اسلام کا مخالف اور منافق خود خدا کہلانے کے لئے تو تیار نہیں لیکن وہ خدا کے احکام کے مقابلہ پر خدا کی زمین اور اس کے بندوں پر اپنے احکام چلانے کا زبردست نہ صرف خواہشمند ہے بلکہ عملاً اپنی کابینہ یا پارلیمنٹ کے ذریعے قوانین بنا کر بندوں پر نافذ کر رہا ہے۔ اسلام نے ایسے لوگوں کو بھی دوسرا خدا کہا ہے۔ لہٰذا ایسے لوگ عملاً الٰہین اثنین یعنی دو خداؤں کے پیروکار ہیں۔

یہاں آپ کی مزید تفہیم کے لئے ماہ اگست ۱۹۸۳ء سے پرویز صاحب کے مضمون کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے:

"ارشاد خداوندی ہے:

وَقَالَ اللّٰهُ لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ...
(۱۶/۵۱)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دیکھنا! تم کہیں دو الٰہ نہ بنا لینا - الٰہ وہ ایک ہے۔

یہ آیت بڑی عظیم و جلیل ہے۔ جس کا تعلق، منکرین خدا سے نہیں۔ خدا کے ماننے والے، ہم مسلمانوں سے ہے۔ یہ کفر و اسلام میں خط امتیاز اور شرک اور اسلام میں حدِّ تفریق ہے۔

لیکن اس کی عظمت و جلالت۔ اس کی محکمیت اور اہمیت اسی صورت میں سمجھ میں آ سکتی ہے جب اِلٰھَیْنِ کا مفہوم سمجھ میں آ جائے۔ قارئین کو یاد ہو گا کہ ہم شروع سے کہتے چلے آ رہے ہیں کہ اسلام کی گاڑی کو دوسری (شرک کی) پٹڑی پر ڈالنے کے لئے ترکیب یہ اختیار کی گئی کہ قرآن کی اصطلاحات کا مفہوم بدل دیا گیا۔ دین کی عمارت الٰہ کے صحیح مفہوم پر استوار ہوتی ہے۔ الٰہ کے معنی ہیں، صاحب اقتدار۔ حاکم مطلق۔ واحد حکمران (اسی سے اللہ ہے اور الٰہین کے معنی ہیں دو الٰہ)۔ یہ مفہوم اس نے خود ہی واضح کر دیا۔ پہلے کہا کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ﴿۱۱۲/۱﴾ اے رسولؐ! اس حقیقت کبریٰ کا اعلان کر دو کہ حق حکومت صرف اللہ کو حاصل ہے اور اس کی وضاحت میں کہہ دیا کہ لَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا ...... ﴿۱۸/۲۶﴾ وہ اپنے حق حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔ اس میں "اَحَدًا" کا لفظ بڑا اہم ہے۔ یعنی اس میں کسی کی بھی استثنے نہیں۔ خدا کے سوا کسی کو حق حکومت حاصل نہیں ــــــ کسے باشد

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ......

﴿۳/۷۹﴾

کسی انسان کو اس کا حق حاصل نہیں۔ خواہ وہ ضابطہ قوانین کا حامل ہو خواہ اس کے سپرد انتظامیہ ہو حتیٰ کہ وہ نبی بھی کیوں نہ ہو، اسے اس کا حق حاصل نہیں کہ وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ سے ورے میرے محکوم بن جاؤ۔

اگر کوئی ایسا کہے گا یا ایسا سمجھے گا تو وہ مشرک فاسق کافر اور بدعتی ہو گا۔ لہٰذا صرف خدا کے احکام کی اطاعت کرنا اسلام ہے۔ اور اس کے ساتھ کسی اور کے احکام کی اطاعت کرنا شرک ہے۔ رسولؐ بھی اپنی امت سے خدا کے احکام کی اطاعت کراتا تھا۔ اپنے احکامات کی نہیں کیونکہ ایسا کرنا شرک ہو جاتا۔ لَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا

Marfat.com

.... پر اس کا ایمان محکم ہوتا تھا، اور اس پر عمل کرنا اور کرانا اس کا دین۔

لیکن جب اسلام کو دوسری پٹڑی پر ڈال دیا گیا تو اِلٰہ کے معنی ہو گئے "وہ جس کی پرستش کی جائے"۔ محکومیت کی جگہ پرستش کے لفظ نے دین کا سارا نظام الٹ پلٹ کر کے رکھ دیا۔ اب " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه "کے معنی ہو گئے " خدا کے سوا کوئی پرستش کے قابل نہیں"۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدًا کے معنی ہو گئے پرستش صرف ایک خدا کی جائز ہے۔ مفہوم کی اس تبدیلی سے توحید کے معنی ہو گئے صرف خدا کی پرستش کرنا، اور شرک کے معنی ہو گئے بت پرستی اور چونکہ مسلمان بت پرستی نہیں کرتے۔ اس لئے ان کے اسلام پرست ہونے میں شبہ ہی نہ رہا۔ اب ہمارے ہاں شرک اور اس کی فرقہ وارانہ بحثوں کا موضوع ہوتا ہے، قبروں پر جانا۔ مُردوں سے دعائیں مانگنا۔ مزاروں پر چراغاں کرنا۔ عرس کرنا۔ نذر و نیاز دینا۔ یہ شرک ہے۔ جو ایسا نہ کریں وہ مؤحد ہے یہ سوال ہی نہیں کہ محکومیت کس کی اختیار کی جا رہی ہے۔ اطاعت کس کے احکام کی کی جاتی ہے۔

اس تمہید کے بعد آگے بڑھیے۔ قرآن نے کہا ہے کہ

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ط ...... (۴۳/۸۴)

خارجی کائنات میں بھی اقتدار اسی کا ہے۔ اور انسان کی ارضی زندگی میں بھی اسی کا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جو اپنے دائرۂ اقتدار کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اس میں بھی ایک اہم حقیقت مضمر ہے۔ خارجی کائنات جن قوانین فطرت کے مطابق سرگرم عمل ہے وہ کسی انسان کے وضع کردہ نہیں۔ خدا ہی کے متعین فرمودہ ہیں۔ لیکن وہ کہتا ہے کہ۔ انسانوں کی کیفیت یہ ہے کہ یہ خارجی کائنات میں تو اس کے قوانین کا اعتراف کرتے ہیں لیکن اپنی (ارضی) زندگی کے لئے اور الٰہ تجویز اور اختیار کر لیتے ہیں۔ عصر حاضر کے محققین ہی کی یہ کیفیت نہیں کہ وہ قوانین فطرت کی محکمیت اور صداقت پر سر دھنتے ہیں۔ زمانہ نزول قرآن کے دانشوروں کی بھی کیفیت تھی۔ اس حقیقت کو قرآن کریم نے متعدد مقامات میں دہرایا ہے (مثلاً) سورۃ العنکبوت میں ہے۔

اگر ان سے پوچھو کہ ارض و سماوات کو کس نے پیدا کیا ہے اور چاند اور سورج کس کے قانون کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں تو وہ یہ اقرار کریں

Marfat.com

گے کہ اللہ ہی نے ایسا کر رکھا ہے۔ یا ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جو بادلوں سے مینہ برساتا ہے اور پھر اس سے زمینِ مردہ کو از سرِ نو زندگی عطا کرتا ہے تو یہ اس کے جواب میں کہیں گے کہ یہ سب کچھ خدا ہی کرتا ہے۔

(۱۹/۶۱-۶۳) نیز (۲۳/۸۴-۸۸) نیز (۳۹/۳۸) نیز (۴۳/۹)۔

ان کے ان اعترافات کے بعد وہ ان سے کہتا ہے کہ جب تم کائنات کی وحدت کے قائل ہو اور اس کے بھی معترف ہو کہ اس میں خدا ہی کے قوانین کارفرما ہیں تو پھر اپنی ارضی زندگی کو اس سے الگ کس طرح کر سکتے ہو۔ جس طرح اس کے قوانین خارجی کائنات میں کارفرما ہیں۔ اسی طرح انہیں تمہاری ارضی زندگی میں بھی نافذ العمل ہونا چاہیئے لیکن ان کی حالت یہ ہے کہ

اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۝ (۲۱/۲۱)

یہ اپنی ارضی زندگی کے لئے اور الٰہ اختیار کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ زندگی کو انہی کے قوانین اور پروگراموں کے مطابق پھیلنا اور آگے بڑھنا چاہیئے اور اس کی تائید میں بدیہی دلیل یہ دی کہ لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ...... (۲۱/۲۲) "اگر کائنات میں ایک الٰہ کے بجائے بہت سے الٰہ ہوں، جن کے اپنے اپنے قوانین نافذ العمل ہوں۔ تو کائنات کا سارا سلسلہ تہس نہس ہو جائے"۔

یہاں تک یہ حقیقت ہمارے سامنے آئی کہ اگر (۱) خدا کو محض پرستش کی شے سمجھ لیا جائے یا (۲) اس کے کائناتی قوانین کی حقانیت کا اعتراف کر لیا جائے، لیکن انسانی زندگی کے لئے انسانوں کے خود ساختہ قوانین تسلیم کئے جائیں، تو یہ وہ نظام ہوگا جسے آج کل کی اصطلاح میں سیکولرازم کہا جاتا ہے۔ سیکولرازم میں تینوں گروہ شامل ہو جاتے۔ یعنی (۱) خدا کی ہستی کے منکر (۲) اس کے وجود کے تو معترف لیکن اس کا دائرہ اقتدار صرف خارجی کائنات تک محدود ماننے والے۔ اور (۳) خدا کے قائل لیکن اسے صرف ایسی ہستی سمجھنے والے جس کو سجدہ کیا جائے یا حاجتوں میں پکارا جائے۔

انسانی زندگی میں یہ تینوں گروہ انسانوں کے خود ساختہ قوانین کے قائل ہوتے ہیں۔ اگر یہ اس زندگی میں خدا کے قوانین کو بالکل شامل نہیں کرتے تو انہیں کافر کہا جائے گا۔ اور اگر خدا کے قوانین کے ساتھ انسانوں کے خود ساختہ قوانین بھی شامل کرتے

Marfat.com

ہیں تو مشرک کہلائیں گے۔ کیونکہ یہ لَا یُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا .... کے خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ہم (مسلمانوں) کا شمار اسی زمرہ میں ہوتا ہے۔ ہم بعض احکام خدا کے مانتے ہیں اور (ان کے ساتھ) بعض انسانوں کے وضع کردہ۔ اس طرح ہم اِلْفَصْلَيْنِ اثْنَيْنِ کے عملی پیروکار ہیں۔ واضح رہے کہ خدا نے کہا تھا کہ لَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ...... وہ اپنے حق حکومت میں کسی کو بھی شریک نہیں کرتا۔ اس لئے احکام شریعت وضع کرنے والے کوئی بھی ہوں، خدا انہیں اپنا شریک قرار دیتا ہے۔ انہی کے متعلق وہ کہتا ہے کہ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ ...... (۴۲/۲۱) "کیا ان لوگوں نے خدا کے شریک بنا رکھے ہیں جو ان کے لئے احکام شریعت وضع کرتے ہیں، حالانکہ خدا نے کسی کو اس کی اجازت نہیں دی۔ یہ وہ ہیں جو احکام شریعت وضع کر کے خدا کے حق حکومت میں شریک ہو جاتے ہیں! فرمایا: یہ علماء و مشائخ ہیں۔ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ...... (۹/۳۱) ان حکام اور علماء کی عقیدت ان کے دلوں میں اس قدر اہمیت اختیار کر لیتی ہے کہ اگر انہیں خدا کا ہمسر قرار نہ دیا جائے تو یہ سخت برہم ہو جاتے ہیں۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ (۳۹/۴۵)

جب ان کے سامنے خدائے واحد کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دلوں میں سخت نفرت پیدا ہوتی ہے لیکن جب اس کے ماسوا ان کے احبار و رہبان کا ذکر کیا جاتا ہے تو یہ بہت خوش ہوتے ہیں۔

آپ ان کی محفلوں اور مجلسوں، مکتبوں اور دارالعلوموں میں جا کر دیکھئے۔ خدا کا نام تو محض برائے تبرک لیا جائے گا۔ تمام تذکرے انہی علماء اور حکام کے کئے جائیں گے۔ آپ ان کی احکام شریعت کی کتابوں کو دیکھئے۔ دس دس، بیس بیس بلکہ ان سے بھی زیادہ ضخیم جلدوں پر مشتمل لیکن سب انہی فقہا حضرات کے احکام و فتاویٰ پر مبنی۔ قرآن کے متعلق یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مجمل اور نامکمل ہے۔ اس کی تکمیل انہی

Marfat.com

احکام شریعت سے ہوتی ہے۔ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَ اِنْ یُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا .... (۴۰/۱۲) "یہی وجہ ہے کہ جب انہیں خدائے وحدہٗ لاشریک کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو یہ اس سے انکار کرتے ہیں۔ ایمان اس وقت لاتے ہیں جب اس کے ساتھ حکام اور علماء کو بھی شریک کیا جائے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں بتا دیا کہ یاد رکھو...... فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْكَبِیْرِ (۴۰/۱۲) "احکام صادر کرنے کا حق اور اختیار صرف خدا کو حاصل ہے جو سب پر غالب ہے اور کبریائی کا سزاوار ہے۔ اس میں کسی اور کو شامل کرلینا شرک ہے ــــ لَا یُشْرِكُ فِیْ حُكْمِهٖۤ اَحَدًا

نظامِ حکومت :

مثال کے طور پر کسی آئینی حکومت میں سڑک کے چوراہے پہ کھڑا سپاہی جب کسی غلط راہ کو ہاتھ کے اشارے سے روکتا ہے تو وہ اس سے اپنے حکم کی اطاعت نہیں کراتا۔ وہ اس حکم کی اطاعت کراتا ہے جسے نافذ کرنے کے لئے اسے وہاں تعینات کیا گیا ہے۔ اسی مثال کو اوپر تک لے جائیے۔ سپاہی سے لے کر آئی جی پولیس تک، سب قوانینِ مملکت کی تعمیل کرانے کے لئے مامور ہوتے ہیں۔ گورنر کی بھی یہی حیثیت ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ صدرِ مملکت کا فریضہ بھی قانونِ مملکت کی تنفیذ ہوتا ہے۔ وہ بھی اہلِ مملکت سے قانون کی اطاعت کراتا ہے۔ اپنا حکم نہیں منواتا اور وہ قانون بھی خود اس کا وضع کردہ نہیں ہوتا۔ قانون ساز اتھارٹی کا مرتب کردہ ہوتا ہے۔

انسانی دنیا میں نظامِ خداوندی یہ ہے کہ لوگ اس کے قوانین کی اطاعت کریں۔ یہ قوانین اس کتاب میں منضبط ہیں۔ لیکن کتاب کے الفاظ تو اپنی اطاعت نہیں کرا سکتے ان کی اطاعت کرانے کے لئے ایک زندہ محسوس اتھارٹی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس مقصد کے لئے وہ اپنی کتاب کے ساتھ رسول بھیجتا ہے (تھا) رسول کا مقصد لوگوں سے کتابِ خداوندی کی اطاعت کرانا ہوتا تھا۔

جو شخص ٹریفک کے سپاہی کے حکم کی اطاعت کرتا ہے۔ وہ اس سپاہی کی اطاعت نہیں کرتا۔ وہ درحقیقت اس اتھارٹی کی اطاعت کرتا ہے جس کی اطاعت کا حکم وہ سپاہی دیتا ہے۔ اس سے اس آیۂ جلیلہ کا مفہوم (بلاتمثیل) واضح ہو جاتا ہے جس میں کہا گیا ہے

Marfat.com

کہ جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی (۴/۸۰) اسی نظامِ اطاعت کو حضور نبی اکرمؐ نے ان چند جامع الفاظ میں سمو کر فرما دیا کہ : من اطاعنی فقد اطاع اللہ و من اطاع امیری فقد اطاعنی ۔ (بخاری ۔ کتاب الاحکام) "جس نے میری اطاعت کی اس نے (درحقیقت) اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے (درحقیقت) میری اطاعت کی ۔

خدا کی اطاعت کرانے کے لیے محسوس زندہ اتھارٹی کی ضرورت کس قدر لاینفک ہے اس کا اندازہ اس سے لگائیے کہ فرمانِ خداوندی اور ارشاداتِ نبویؐ دونوں میں "سمع اور طاعت" کو لازم و ملزوم قرار دیا ہے یعنی "حکم کا سننا اور اس کی اطاعت کرنا ۔ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ...... (۵/۷) "جب تم نے کہا کہ ہم نے حکم سن لیا ہے اور ہم اس کی اطاعت کریں گے" سورۃ النور میں ہے کہ "جماعتِ مومنین کا شیوہ یہ ہے کہ جب انہیں ان کے کسی معاملہ میں حکم دینے کے لئے بلایا جائے تو وہ کہتے ہیں "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ... (۲۴/۵۱) ہم نے سنا اور ہم اس کی اطاعت کریں گے" ارشادِ نبویؐ ہے ـــــ لا اسلام الا بجماعۃ ولا جماعۃ الا بالامیر ولا امیر الا بالسمع والطاعۃ ۔ اسلام نام ہے جماعت (ہیئتِ اجتماعیہ) کا اور جماعت (ہیئتِ اجتماعیہ) قائم ہوتی ہے امیر (مرکزِ حکومت) سے اور امیر کا وجود اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس کے احکامات کو سنا جائے اور پھر ان کی تعمیل کی جائے ۔

حضورؐ کے عہدِ ہمایوں میں، اللہ کی اطاعت، رسولؐ کی اطاعت اور امیر کی اطاعت سے یہی مفہوم تھا ۔ یہ الگ الگ اطاعتیں نہیں تھیں ۔ یہ اطاعتِ خداوندی کا عملی طریقہ تھا۔ جب تک امت کی مرکزیت کا یہ نظام قائم رہا اس قسم کے سوال ہی پیدا نہ ہوئے کہ خدا کی اطاعت کس طرح کی جائے اور رسول کی کس طرح ۔ یا فقہا اور علماء کی کس طرح ۔ یہ انتشار اس وقت پیدا ہوا جب امت کی مرکزیت (خلافت علیٰ منہاجِ رسالت) باقی نہ رہی ۔ امام اور جماعت کا باہمی تعلق کیا ہوتا ہے اور جماعت بلا امام کی کیفیت کیا ہوتی ہے اس کا نقشہ کسی جمعہ کی نماز کے وقت شاہی مسجد (یا کسی اور جامع مسجد) میں جاکر دیکھئے ۔ لاکھ آدمیوں کا مجمع، قطار در قطار صحنِ مسجد میں کھڑا ہے ۔ قدم بقدم، شانہ بشانہ ۔ ایسے جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہو ۔ سامنے ایک امام ہوتا ہے ۔

Marfat.com

اس امام کی ایک آواز پر سب جھکتے ہیں۔ سب اٹھتے ہیں۔ سب بیٹھ جاتے ہیں۔ سب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ کوئی اختلاف نہیں کوئی انتشار نہیں۔ ذرا سا تفرقہ۔ یہ نتیجہ سمع و طاعت کا ہے"

(۱) جن لوگوں کے نزدیک مذہب ایک پیشہ ہے، ہمارا ان سے خطاب نہیں۔

(۲) جن لوگوں کے نزدیک مذہب اپنی مفاد پرستی کا ذریعہ ہے، ہمارا ان سے بھی خطاب نہیں۔

(۳) جو لوگ جہالت اور تعصب کی تاریکیوں میں اس قدر ڈوب چکے ہیں کہ وہ کسی ایسی بات کے سننے کے لئے تیار نہیں جسے وہ شریعت مانتے چلے آرہے ہیں، ہمارا ان سے بھی خطاب نہیں۔

(۴) ہمارا خطاب صرف ان ارباب قلب و نظر سے ہے جو حقیقی اسلام کے احیاء کا جذبہ دل میں رکھتے ہیں اور ہر بات کو علم و بصیرت کی روشنی میں پرکھنے کے لئے تیار ہیں۔

(۵) ان حضرات کی خدمت میں ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام کا احیاء صرف ان عناصر سے وابستہ ہے:

(۱) حاکمیت یا اطاعت صرف اسلام کی۔ اس کے ساتھ کسی اور احکام حاکمیت یا اطاعت کا ملانا شرک ہے۔

(۲) اسلام کی اطاعت کرانے کے لئے ایک زندہ اتھارٹی کی ضرورت۔

(۳) یہ اتھارٹی، امت کے باہمی مشورے سے وجود میں آئے گی۔ ختم رسالت کے بعد ماموریت من اللہ کا دور ختم ہو گیا۔

(۴) یہ مرکزی اتھارٹی اسلام کے احکام نافذ کرے گی جن کی تعمیل کرانا عمال حکومت کا فریضہ ہوگا ان کی تعمیل کے طرق و اسالیب زمانہ کے تقاضوں کے ساتھ (عند الضرورت) بدلتے رہیں گے لیکن اسلامی احکام و اصول ابدی طور پر غیر متبدل ہونگے۔

Marfat.com

اِسلام زرِ خالص کا نام ہے

جناب ماہر القادری ایڈیٹر فاران کراچی نے جناب محمد مودودی کو ایک خط لکھا جس میں ان سے مطالبہ کیا گیا کہ وفات یافتہ نبیوں اور ولیوں کو سفارشی اور شفیع وسیلہ اور برکت صدقہ اور طفیل بنانے کے سلسلہ میں رہنمائی کی جائے۔

جناب محمد مودودیؒ نے بدعت کی تشریح اور تفہیم کے سلسلہ میں جناب ماہر القادریؒ کے خط کا تفصیلی جواب دیا ہے۔ آپ بھی پڑھیئے اور ان کے جواب کی داد دیجئے۔ میں فاران کراچی کے شکریہ کے ساتھ قارئین کے استفادہ کے لئے خط درج کر رہا ہوں۔

سوال: کیا "بدعت" کی دو قسمیں ہیں (۱) حسنہ اور (۲) سیئہ۔ بعض صاحبان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول نعمت البدعۃ هذه سے بدعت کے حسنہ ہونے پر دلیل لاتے ہیں۔ حدیث شریف میں کس قسم کی بدعت کو ضلالت کہا گیا ہے؟

جواب: اسلام کی اصطلاح میں جس چیز کو بدعت کہتے ہیں۔ اس کی کوئی قسم حسنہ نہیں ہے۔ بلکہ ہر بدعت سیئہ اور ضلالہ ہی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے۔ کل بدعۃ ضلالۃ۔ البتہ لغوی اعتبار سے محض نئی بات کے معنی میں بدعت حسنہ بھی ہو سکتی ہے اور سیئہ بھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح باجماعت کے بارے میں نعمت البدعۃ هذه کے جو الفاظ فرمائے تھے ان میں بدعت سے مراد اصطلاحی بدعت نہیں بلکہ لغوی بدعت ہی ہو سکتی ہے

Marfat.com

اس لئے اسے بدعت کی ایک قسم "حسنہ" قرار دینے کے لئے دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔

اس بات کو سمجھنے کے لئے پہلے بدعت کا اسلامی مفہوم سمجھ لینا چاہیئے پھر یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ آیا نماز تراویح باجماعت طریقہ رائج کرنا اس مفہوم کے اعتبار سے بدعت کی تعریف میں آتا بھی ہے۔؟

عربی زبان میں بدعت کا لفظ قریب قریب اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے جس میں لفظ "جدت" ہم اردو میں استعمال کرتے ہیں یعنی ایک نئی بات جو پہلے نہ ہوئی ہو یا جس کی کوئی مثال موجود نہ ہو۔ لیکن اسلام میں یہ لفظ اس وسیع مفہوم میں استعمال نہیں ہوتا۔ نہ اس مفہوم میں ہر نئی چیز یا ہر نئے کام اور طریقے کو گمراہی قرار دیا گیا ہے! اسلامی اصطلاح میں بدعت سے مراد یہ ہے کہ جن مسائل و معاملات کو اسلامی نظام نے اپنے دائرے میں لیا ہے۔ ان میں کوئی ایسا طرز فکر یا طرز عمل اختیار کرنا جس کے لئے دین کے اصلی مآخذ میں کوئی دلیل و حجت موجود نہ ہو۔ اس تعریف کی رو سے وہ مسائل اور معاملات یا مسائل و معاملات کے وہ پہلو جن میں دین نفی یا اثباتی طور پر کوئی تعرض نہیں کرتا جن کے متعلق حضورؐ نے خود فرما دیا کہ اَنتم اعلم بامور دُنیاکم بدعت و سنت کی بحث سے خود بخود خارج ہو جاتے ہیں۔ کسی چیز کے بدعت ہونے یا نہ ہونے کا سوال صرف انہی امور میں پیدا ہوتا ہے۔ جن میں انسان کی رہنمائی کرنا دین نے اپنے ذمہ لیا ہے اور جن میں اللہ اور اس کے رسولؐ نے احکام دیئے ہیں یا اصولی ہدایات عطا فرمائی ہیں! خواہ وہ عقائد اور خیالات کے باب سے تعلق رکھتے ہوں، یا اخلاق سے یا عبادات اور مذہبی رسوم سے یا معاشرت، تمدن، سیاست معیشت اور دوسری ان چیزوں سے جنہیں عام طور پر دنیاوی معاملات سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان امور میں جب کوئی ایسی بات کی جائے گی جس کے ماخذ کا حوالہ خدا کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی تعلیم و ہدایت میں نہ دیا جا سکتا ہو۔ یا جس کے حق میں دین کے ان مآخذ اصلیہ سے کوئی معقول دلیل نہ پیش کی جا سکتی ہو۔ تو وہ بدعت ہوگی اور اگر وہ کتاب و سنت کی تعلیمات کے خلاف پڑتی ہو تو اس پر محض بدعت کا نہیں بلکہ فسق اور معصیت

Marfat.com

کا اطلاق ہوگا۔ بدعت کے اسلامی مفہوم کی اس تشریح کے بعد یہ بات محتاج کلام نہیں رہتی کہ اس معنی میں جو چیز بدعت ہو اس کے حسنہ ہونے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا وہ تو لازماً سیئہ ہی ہوگی اور اس کو سیئہ ہی ہونا چاہئے۔ کیونکہ دین نام ہے اس نظام کا جو خدا اور اس کے رسول کی تعلیم و ہدایت پر مبنی ہو اور اس نظام میں بہر حال ایسی کوئی چیز جب بھی داخل ہوگی۔ اس نظام کے مزاج اور اس کی ترکیب کو بگاڑ دے گی۔ پھر کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ کوئی بگاڑنے والی چیز حسنہ بھی ہو۔

اب یہ دیکھئے کہ حضرت عمرؓ نے جس چیز کو اچھی بدعت کہا تھا۔ کیا وہ واقعی اسی معنی میں بدعت تھی جس میں کوئی شے اسلام کی اصطلاح میں بدعت قرار پا سکتی ہے۔؟

جہاں تک نفس تراویح کا تعلق ہے۔ یعنی رمضان میں نماز عشاء کے بعد قیام لیل وہ تو نہ صرف جائز ہی نہیں، مندوب اور مسنون بھی ہے کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی ہے۔ بلکہ دوسرے دنوں کے قیام لیل سے زیادہ اہمیت دی ہے اور خود اس پر عمل فرمایا ہے جہاں تک اس کے جماعت کے ساتھ پڑھنے کا تعلق ہے۔ اس کے بھی حضورؐ کے زمانہ میں اور حضورؐ کے علم میں عمل ہوا ہے اور آپؐ نے اسے جائز رکھا ہے۔ چنانچہ مسند احمد میں حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ مسجد نبویؐ میں مختلف مقامات پر مختلف لوگ رمضان میں رات کے وقت نماز پڑھتے تھے۔ جس کو جتنا قرآن یاد ہوتا وہ اتنا ہی پڑھتا اور کسی کے ساتھ ایک، کسی کے ساتھ پانچ، کسی کے ساتھ سات یا کم و بیش مقتدی کھڑے ہو جاتے تھے۔ پھر جہاں تک ایک جماعت میں سب کو جمع کر کے ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھانے کا تعلق ہے۔ اس پر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کئی مرتبہ عمل فرمایا ہے۔ ترمذی، ابوداؤد اور دوسری کتب سنن میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ایک رمضان کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ مہینہ ختم ہونے میں سات دن باقی تھے کہ رات کے وقت حضورؐ نے ہم کو نماز پڑھائی

یہاں تک کہ ایک تہائی شب گزر گئی۔ پھر ایک دن چھوڑ کر ایک روز آدھی رات تک پڑھائی اور اس کے بعد ایک دن چھوڑ کر پھر ایک روز سحری کے وقت تک پڑھاتے رہے۔ بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک اور رمضان کا حال بیان فرماتی ہیں کہ حضورؐ نے دو یا تین دن مسلسل نماز تراویح پڑھائی، پھر تیسرے یا چوتھے روز جب لوگ جمع ہوئے تو آپؐ نماز پڑھانے کے لئے نہ نکلے اور بعد میں اس کی وجہ یہ بیان کی کہ کہیں یہ فرض نہ قرار دے دی جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ تو مسنون تھا۔ اب جس چیز کو نئی بات کہا جا سکتا ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس طریقہ کو ہمیشہ کے لئے جاری کر دیا۔ اس چیز کو بدعت اس لئے نہیں کہا جا سکتا کہ حضورؐ نے ہمیشہ جماعت کے ساتھ تراویح نہ پڑھانے کی وجہ صرف یہ بیان فرمائی تھی کہ کہیں یہ لوگوں پر فرض نہ قرار دے دی جائے یہ وجہ خود اس بات کو ظاہر کرتی ہے کہ آپؐ کے نزدیک یہ طریقہ رائج ہونا تمام حیثیتوں سے پسندیدہ تھا۔ البتہ فرض قرار پا جانے کا اندیشہ اس میں مانع تھا کہ آپؐ اسے رائج فرمائیں حضورؐ کی وفات کے بعد اس اندیشہ کے لئے کوئی گنجائش باقی نہ رہی کیونکہ کسی دوسرے شخص کا عمل کسی چیز کے شریعت میں فرض ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے حضورؐ کے اس منشاد کو پورا کر دیا جو آپؐ کی اس توجیہ میں مضمر تھا۔ یعنی یہ کہ یہ طریقہ رائج تو ہو مگر مشروع اور مسنون طریقہ کی حیثیت سے نہ کہ فرض کی حیثیت سے۔ اس پر بعض لوگوں کو جب بدعت ہونے کا شبہ ہوا تو حضرت عمرؓ نے یہ کہہ کر اسے رد کیا کہ "یہ اچھی بدعت ہے" یعنی یہ نئی بات تو ہے مگر اس نوعیت کی نئی بات نہیں ہے جسے اسلام میں مذموم قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام صحابہ نے بالاتفاق اس طریقہ کے رواج کو قبول کیا اور ان کے بعد ساری امت اس پر عمل کرتی رہی ورنہ کون یہ تصور کر سکتا ہے کہ اسلامی اصطلاح میں جس چیز کو بدعت کہتے ہیں۔ اسے رائج کرنے کا ارادہ حضرت عمرؓ کے دل میں پیدا ہوتا! اور صحابہ کی پوری جماعت بھی آنکھیں بند کر کے اسے قبول کر لیتی؟

Marfat.com

سوال :- مشائخ وصوفیا کے بعض تذکروں میں یہ ملتا ہے کہ فلاں صاحب نے فلاں بزرگ کی قبر پر مراقبہ اور چلّہ کیا۔ ؟ اور یہ بھی کہ فلاں بزرگ کا یہ قول اور تجربہ ہے کہ فلاں قبر پر اللہ سے دعا مانگنا قبولیت کا سبب ہوتا ہے ؟ اس کی دین میں کیا اصل ہے ؟

جواب۔ اوّل تو دین میں اصل چیز کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ ہے نہ کہ بزرگوں کے اقوال و افعال۔ دوسرے خود بزرگوں کے اقوال و افعال کے متعلق جو مواد تذکروں میں ملتا ہے وہ بھی ایسا مستند نہیں ہے کہ اس کی بنا پر یہ اطمینان کیا جا سکے کہ واقعی ان بزرگوں کے اقوال و افعال وہی تھے جو ان کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں ایسی چیزوں کو ماخذ بنا کر ان کی پیروی کرنا میرے نزدیک سخت بے احتیاطی ہے۔ محفوظ طریقہ وہی ہے جو ہمیں قرآن و حدیث سے ملتا ہے جس کے دورِ صحابہ اور دورِ تابعین میں رائج ہونے کا ثبوت ملتا ہے اور جس کو امت کے محدثین اور فقہائے نے منقح اور مدوّن کر کے رکھ دیا ہے لہٰذا جو شخص دین کی یقینی اور قابلِ اعتماد راہ پر چلنا چاہتا ہو۔ اس کو اس محفوظ طریقہ سے تجاوز کا کبھی خیال بھی نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ باہر جو کچھ ہے وہ کم از کم خطرے سے تو خالی نہیں ہے اب اسی معاملہ کو لیجئے جس کے متعلق آپ نے سوال کیا ہے جو تذکرے ہمیں یہ خبر دیتے ہیں کہ فلاں فلاں بزرگوں نے یہ کام کیا ہے۔ ان کی روایات کا حدیث کی کسی ضعیف سے ضعیف روایت کے مقابلہ میں بھی آخر کیا پایہ ہے ؟ کس سند کی بنا پر یہ اعتماد یا گمان غالب ہو سکتا ہے کہ ان بزرگوں نے واقعی ایسا کیا تھا ؟ فرض کیجئے کہ حقیقت میں انہوں نے ایسا نہ کیا ہو۔ اس صورت میں ان بے سند روایات کی پیروی کر کے ہم آخرت میں کس چیز کا سہارا لے کر جواب دہی کر سکیں گے۔ ؟ اگر عاقبت کی ہمیں فکر ہو اور ہم خود اپنی خیر چاہتے ہوں تو یہ کام کرنے سے پہلے ہم کو دین کے محفوظ طریقہ کی طرف رجوع کر کے اطمینان کر لینا چاہئے کہ وہاں کسبِ فیض یا قبولیتِ دعا کے لئے یہ راستہ بتایا گیا ہے یا نہیں صحابہ نے خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک پر کبھی چلّہ کھینچا یا مراقبہ ؟ تابعین نے کبھی کسی صحابی کی قبر پر یہ کام کیا ؟ فقہا و محدثین میں سے کسی نے اس کو مشروع

طریقہ بتایا؟ سب سے بڑھ کر خود اللہ میاں نے قرآن میں کہیں یہ تعلیم دی کہ قبروں پر حصولِ فیض یا استجابتِ دعا کے لئے جاؤ؟ یا اللہ کے رسول ؐ نے اس طریق کار کی طرف اشارہ کیا؟ ان ذرائع سے اس کا کوئی ثبوت ملتا ہو تو اطمینان کے ساتھ یہ کام کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ یہ بالکل غلط نہ سہی مشتبہ اور مشکوک تو ماننا ہی پڑے گا۔ ایسا مشتبہ کام کر کے کیا میں یہ خطرہ مول نہ لوں گا کہ شاید آخرت میں وہ غلط ثابت ہو اور میں اللہ تعالیٰ کو اس سوال کا کوئی جواب نہ دے سکوں کہ جب دین کی حقیقی راہ معلوم کرنے کے قابلِ اعتماد ذرائع موجود تھے۔ تو میں مشتبہ ذرائع کی طرف کیوں گیا؟ محکمات موجود تھے تم نے متشابہات کی کیوں پیروی کی؟

سوال۔ کسی بزرگ کی قبر پر جا کر اس طرح کہنا کہ اے ولی اللہ! آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا کریں۔ کیا یہ درست ہے؟

جواب۔ دنیا میں زندہ بزرگ سے اپنے حق میں دعائے خیر کی درخواست کرنا بجائے خود قابلِ اعتراض چیز نہیں ہے۔ آدمی خود بھی اللہ سے دعا مانگ سکتا ہے اور دوسروں سے بھی کہہ سکتا ہے کہ میرے لئے دعا کرو۔ لیکن وفات یافتہ بزرگوں کی قبروں پر جا کر یہ درخواست پیش کرنا۔ معاملہ کی نوعیت کو بالکل ہی بدل دیتا ہے۔ قبر پر یہ بات کہنے کی دو ہی صورتیں ممکن ہیں ایک یہ کہ آپ اپنے دل میں یا چپکے چپکے ایسا کہیں۔ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ ان بزرگ کی سماعت کی شان وہی کچھ بیان کر رہے ہیں جو اللہ کی شانِ سماعت ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ آپ زور زور سے ان ولی اللہ کو پکار کر یہ بات کہیں اس صورت میں اعتقاد کی خرابی تو لازم آئے گی مگر یہ اندھیرے میں تیر چلانا ہوگا ہو سکتا ہے کہ آپ پکار رہے ہوں اور وہ نہ سن رہے ہوں کیونکہ سماعِ موتیٰ کا مسئلہ مختلف فیہ ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا سماع تو ممکن ہو مگر ان کی روح اس وقت وہاں تشریف نہ رکھتی ہو اور آپ خواہ مخواہ خالی آوازیں دے رہے ہوں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی روح تشریف فرما تو ہو مگر وہ اپنے رب کی طرف مشغول ہو اور آپ اپنی غرض کے لئے چیخ چیخ کر ان کو اتنی اذیت دیں۔

Marfat.com

دنیا میں کسی نیک آدمی سے دعا کرانے کے لئے پہلے ملاقات کی جاتی ہے
پھر آپ عرض مدعا کرتے ہیں یہ تو نہیں کرتے کہ مکان کے باہر کھڑے ہو کر بس
چیخنا شروع کر دیا۔ کچھ پتہ نہیں کہ اندر ہیں یا نہیں ہیں، آرام میں ہیں یا کسی
کام میں مشغول ہیں۔ آپ کی بات سننے کے لئے خالی بیٹھے ہیں اب غور کیجئے
کہ وفات یافتہ بزرگوں کے معاملہ میں جب ہمارے لئے ان کے احوال
معلوم کرنے اور ان سے بالمشافہ ملاقات کرنے کا کوئی موقع نہیں ہے
تو ان کے مکانوں پر جا کر اندھا دھند چیخ و پکار شروع کر دینا آخر کس معقول
آدمی کا کام ہو سکتا ہے۔؟ دعا کروانے کا یہ طریقہ اگر قرآن و حدیث میں سکھایا
گیا ہوتا یا اس کا کوئی ثبوت ہوتا صحابہ کے عہد میں یہ رائج ہوتا تب تو بات
صاف تھی بڑے اطمینان کے ساتھ یہ کام کیا جا سکتا ہے۔

دوسری صورت بلاشبہ غیر معقول نظر آتی ہے یہ جو دعاؤں میں طفیل فلاں برکت
فلاں، صدقہ فلاں اور بحرمت فلاں کا اضافہ ملتا ہے اس کی اسلامی حیثیت
کیا ہے؟ سنت رسول کیا بتاتی ہے؟
صحابہ کا کیا معمول رہا ہے؟ اس طرح دعا مانگنے سے کوئی قباحت تو
لازم نہیں آتی؟ مگر دعا کا یہ طریقہ نہ کسی نبی کا ہے اور نہ کسی معروف صحابی
کا ہے۔ نہ حضور نے اپنے براہ راست شاگردوں کو بتایا ہے اس سے اجتناب
ہی کرنا چاہیے کیونکہ حضور اور تمام انبیاء علیہم السلام تو آئے ہی بتلانے کے لئے
آئے تھے کہ خدا اور بندوں کے درمیان ربط و تعلق کی صحیح صورت کیا ہے
اور جب انہوں نے اس کی یہ صورت نہ خود اختیار کی، نہ کسی کو سکھائی تو جو شخص
بھی اسے اختیار کرے گا وہ معتبر چیز کو چھوڑ کر غیر معتبر چیز اختیار
کرے گا۔ دوسری بات میں یہ کہتا ہوں کہ مجھے تو اس طرح دعا میں بڑی کراہت
کا پہلو نظر آتا ہے۔ میں جب اس طرز دعا کے مضمرات پر
غور کرتا ہوں تو میرے سامنے کچھ ایسی تصویر آتی ہے کہ جیسے ایک بہت
بڑی سخی داتا ہستی ہے جس کے دروازہ سے ہر بڑے چھوٹے کی حاجتیں پوری

ہوتی ہیں جس ک[illegible]ا ہے جس کا دربار کھلا ہے جس سے ہر مانگنے والا مانگ سکتا ہے اور کسی پر اس کی عطا اور بخشش بند نہیں ہے۔ ایسی ہستی کے حضور ایک شخص آتا ہے اور اس سے سیدھی طرح یہ نہیں کہتا کہ اے کریم و رحیم! میری مدد کر، بلکہ یہ کہتا ہے کہ اپنے فلاں دوست کی خاطر میری حاجت پوری کر دے۔ مانگنے کے اس انداز میں یہ بدگمانی پوشیدہ ہے کہ وہ اپنی صفتِ رحم و کرم کی وجہ سے کسی کی دستگیری کرنے والا نہیں ہے بلکہ اپنے دوستوں چہیتوں اور مقربوں کی خاطر احسان کر دیا کرتا ہے، ان کا واسطہ نہ دیا جائے تو گویا آپ اس کے ہاں سے کچھ پانے کی امید نہیں رکھتے اور "بجاہِ فلاں"

کہہ کر مانگنے میں تو معاملہ بدگمانی سے بھی آگے نکل جاتا ہے۔ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ گویا آپ اس پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ میں بڑے آدمی کا متوسل آیا ہوں میری درخواست کو کسی بے وسیلہ آدمی کی سی درخواست سمجھ کر نہ ٹال دیجیے گا۔ اگر یہ اس طرزِ دعا کے مضمرات نہ ہوں تو مجھے سمجھا دیا جائے تو بڑی خوشی ہو گی کہ میرے دل کی کھٹک اس معاملہ میں نکل جائے گی۔ لیکن اگر اس کے واقعی مضمرات یہی ہوں تو میں نہیں سمجھتا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کاملہ کا صحیح تصور رکھتا ہو وہ ایسا طرزِ دعا اختیار کرنے کا خیال بھی کیسے کر سکتا ہے؟

صاحبِ ہدایہ نے بھی اس مسئلہ پر مختصر روشنی ڈالی ہے۔

ویکرہ ان یقول الرجل فی دعائہ بحق فلاں وبحق انبیاء ورسلک لانہ لاحق للمخلوق علی الخالق۔

یہ مکروہ ہے کہ آدمی اپنی دعا میں بحق فلاں بحق انبیاء و رسل کہے کیونکہ مخلوق کا خالق پر کوئی حق نہیں ہے۔!

Marfat.com

اسلام اور شرک

رانا صابر نظامی

ادارہ تحریکِ اسلامی

۲-اے ساندہ روڈ، لاہور

Marfat.com